وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

مُناظرہ بریلی

مفصّل رُوداد

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ

فیصل آباد

مرتّبہ

فاضل نوجوان مولانا محمّد حامد فقیہ شافعی اشرفی (بریلی شریف)

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفےٰ آباد سرگودھا روڈ
فیصل آباد

نام کتاب ـ ـ ـ ـ ـ مناظرۂ بریلی کی مفصل روئداد (نصرت خداداد)

مابین ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ حضرت مولانا سردار احمد صاحب چشتی قادری،
مدرس بریلی شریف (محدث اعظم پاکستان) رحمہ اللہ
و مولوی محمد منظور نعمانی سنبھلی دیوبندی،
(مدیر ماہنامہ الفرقان)

مرتب ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ مولانا محمد حامد نقیہ شافعی اشرفی بریلوی۔

زبانِ خلق ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ خطاط العصر احمد علی بھٹہ

تقدیم ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ محمد حسن علی الرضوی البریلوی۔

تصحیح ـ ـ ـ ـ ـ ـ محمد ریاض احمد سعیدی

مطبع ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

اشاعتِ اول از مکتبہ سعیدیہ ـ ـ ـ ـ ـ

کتابت ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ احمد علی بھٹہ۔

قیمت ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ۱۲۰/=

ملنے کا پتہ
مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ ٥ مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ، فیصل آباد

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہٗ
لکل ھول من الاھوال مقتحم

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

فان من جودک الدنیا وضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّما۔ وعلیٰ
ذویہ وصحبہ ابدالدھور وکرما۔

عرضِ حال کی بدحالی

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا
فریبِ کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

برادرانِ اسلام! محبّانِ اہلسنّت! حال ہی دیوبندی کانگریسی گاندھوی مکتبِ فکر کی طرف سے فتنۂ خفتہ کو جگانے کے لیے مرکزِ علم و عرفان مرکزِ اہلسنّت شہر بریلی شریف یو۔پی میں محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ، مطابق ۱۹۳۵ء میں منعقد ہونے والے چار روزہ عظیم الشان مناظرہ کی مبنی بر کذب وافتراء سراسر جھوٹی روئیداد بعنوان "فتح بریلی کا دلکش نظارہ" شائع کی گئی۔ یہ بعد از مرگ واویلا والی بات ہے یا یوں سمجھیے کہ "باسی کڑھی میں پھر اُبال"۔ تعجب اور حیرت ہے کہ دیوبندی وہابی کانگریسی مکتبِ فکر کے لوگوں کو آج کم وبیش ۶۴ سال بعد پتہ چلا ہے کہ اُن کے اکابر نے بریلی کو فتح کر لیا تھا اس لیے وُہ آج مدت مدید کے بعد اپنی شکستِ فاش اور ذلت و رسوائی پر پردہ ڈالنے اور حقائق کو مسخ کرنے اور جھٹلانے کے لیے اپنا دلکش نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ مناظرہ بریلی

کی مبنی بر حقائق اور قرار واقعی حقیقی سچی روئداد اسی زمانہ ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء میں بنام نصرتِ خداداد، مناظرہ بریلی کی مفصّل روئداد" چھپ کر منظرِ عام پر آگئی تھی اور اس کے اُردو و ہندی زبان میں متعدّد ایڈیشن چھپ کر بلادِ ہند میں شائع ہو چکے تھے۔ دیوبندی مکتبہ مدینہ ڈھٹائی اور سینہ زوری سے آج اپنے اکابر کی ذلّت آمیز شکستِ فاش کو نام نہاد دلکش نظارہ میں بدلنا چاہتا ہے۔

کتاب کا نام اور شکست کی داستان

یہ عظیم الشّان فقید المثال مناظرہ تاجدارِ مسندِ تدریس امامِ فنِ حدیث امام اہلسنّت سرشکنِ بد مذہبیت سیّدی سندی حضرت قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان علاّمہ ابُوالفضل محمّد سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ بانی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام اور دیوبندی وہابی خود ساختہ سُلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کے درمیان اکبری جامع مسجد شہرِ کہنہ بریلی شریف یو۔پی میں ہُوا تھا جس میں بفضلہٖ تعالیٰ اہل سُنّت وجماعت کو بے مثل بے مثال ریکارڈ و تاریخ ساز و یادگار عظیم فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی تھی مگر مخالفینِ اہلسُنّت نے اپنی من گھڑت جعلی روئداد کا نام فتح بریلی کا دلکش نظارہ رکھا ہے اور ذیل میں لکھا ہے" مولوی سردار لائیلپوری کی شکست کی داستان" مکتبہ مدینہ کے پروپرائٹر اور صفحہ ۳ پر عرضِ حال کے مرتّب کو کبھی خواب وخیال میں بریلی شریف نظر نہ آئی ہوگی۔ فقیر راقم الحروف محمّد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ، الولی آٹھ مرتبہ

بریلی شریف حاضر ہُوا ہے اور اولڈ سٹی بریلی کی اس اکبری جامع مسجد کی زیارت بھی کی جس میں یہ مناظرہ ہُوا تھا اس مسجد کو مرزائی مسجد بھی کہتے ہیں اور وُہ جگہ بھی دیکھی جہاں مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کا اسٹیج تھا اور جہاں امام المناظرین امامِ اہلسنّت حضرت محدّثِ اعظم علاّمہ اَبُوالفضل مُحمّد سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کا اسٹیج تھا استاذ العلماء مولانا علاّمہ تحسین رضا خاں صاحب مدظلہٗ (فاضل جامعہ رضویہ) کے حکم پر فقیر راقم الحروف نے خطاب بھی کیا اور مسجد کے فوٹو بھی بنوائے۔ آئیے ہم بتاتے ہیں کہ فتح بریلی کا دلکش نظارہ کس طرح ہُوا۔

فتح بریلی کا دلکش نظّارہ یوں ہُوا

کہ جب امامِ اہلسنّت حضرت محدّثِ اعظم پاکستان پہلی تقریر فرمانے لگے تو خلافِ ضابطہ اور بے اصُولے پن سے بیک وقت مولوی منظور سنبھلی نے بھی دخل در معقولات کرتے ہوئے تقریر شروع کردی اور چند منٹ تک مسلسل دونوں تقریریں ہوتی رہیں آخر محدّثِ اعظم پاکستان علاّمہ مُحمّد سردار احمد صاحب کی پُرجوش گرجدار آواز زورِ بیاں کے سامنے مولوی منظور کی آواز دب کر رہ گئی اُس کی زبان گنگ ہوگئی اور وُہ خاموش ہوکر اپنا سر پکڑ کر رہ گیا ، فبھت الذی کفر مولوی منظور کی چرب زبانی ختم ہوئی اور اپنی اس بے جا حرکت سے باز آیا اور حضرت محدّثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہنے لگا "آپ مولینا

حشمت علی خاں صاحب سے بھی بڑھ گئے ۔"

اس طرح بریلی فتح ہوئی ۔

● منطق کے موضوع پر گفتگو شروع ہوئی مولوی منظور سنبھلی نے کہہ دیا یہ کارِ جہالت ہے کیونکہ یہ تالیق بالمحال ہے اور تالیق بالمحال اس صورت میں ماننا ہے ...... (یہ پوری بحث زیرِ نظر روئیدادِ مناظرہ میں موجود ہے)

محدّثِ اعظم پاکستان نے تحریر دینے کا مطالبہ فرمایا، تو مولوی منظور اپنے ہاتھ سے اپنے غلط الفاظ کی کٹی ہوئی تحریر دی جس میں تعلیق بالمحال کو دو بار "تالیق بالمحال" لکھا ہے مولوی منظور کی جہالت و لاعلمی کا یہ ریکارڈ و مستند ثبوت ــــ مولوی منظور کی غلط الفاظ پر مشتمل یہ کٹی ہوئی تحریر آج بھی حضرت محدّثِ اعظم پاکستان قدّس سرّہٗ کے کتب خانہ میں موجود ہے جو اس کی جہالت کی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جو یہ ہے :

"یہ کارِ جہالت ہے کیونکہ اس سے عوام کو ایک بری عن الکفر کے کفر کا شائبہ ہوگا جو معصیت ہے ۔"

محمّد منظور نعمانی غفرلہٗ

اس طرح مولوی منظور کو اپنی جہالت کی دستاویز غلط الفاظ پر مشتمل کٹی ہوئی تحریر دے کر بھاگنا پڑا ۔

اس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● مولوی منظور بے مقصد لفاظی اور چرب زبانی سے کام لیتے اور جن الفاظ کو استعمال کرتے اُن کا معنی و مفہوم بھی بیان نہ کر سکتے ، اور

محدّثِ اعظم پاکستان کی شدید گرفت پر بے بس ہو جاتے۔
اس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● مولوی منظور سنبھلی کو حضرت سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان قدّس سرّہٗ کے علمی تحقیقی دلائل و شواہد کی مار سے عاجز و بے بس ہو کر جب بھاگنا پڑا تو اپنے فرار و شکستِ فاش کے ریکارڈ اور زندہ شواہد چھوڑ گئے وُہ میدانِ مناظرہ میں اپنی جوتیاں، اپنا چشمہ، اپنا عصا، اپنی کتابیں، اپنی عبا چھوڑ کر بھاگے۔
اس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● وُہ اصل مبحث اور موضوعِ مناظرہ عبارت حفظ الایمان سے مسلسل پہلو تہی کرتے رہتے اور غلط مبحث کے مرتکب ہوتے۔
اس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● مولوی منظور سنّبھلی نے مناظرہ کے آخری چوتھے دن بڑے گستاخانہ انداز اور اندرونی قلبی شقاوت سے دورانِ تقریر کہا " میں بھی بھُوکا مرتا ہُوں اور میرے آقا محمّد رسُول اللہ بھی بھُوکے مرا کرتے تھے جو حشر میرا وُہ اُن کا۔" ان شدید اشتعال انگیز گستاخانہ الفاظ پر مجمع میں اشتعال پھیل گیا۔ ان گستاخانہ کلمات پر مولوی منظور سے توبہ کرنے معافی مانگنے کا مطالبہ کرنے پر ہر طرف سے توبہ کرو توبہ کرو کی صدائیں آرہی تھیں، توبہ مولوی منظور یا کسی دیوبندی وہابی مولوی کے مقدر میں نہیں، مولوی منظور زمین پکڑ گئے اور اپنا اسٹیج چھوڑ کر میدانِ مناظرہ سے بھاگ گئے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● میدانِ مناظرہ میں مولوی منظور سنبھلی کی شکستِ فاش اور فرار کے بعد ایک عرصہ تک بریلی شریف کی مقدّس فضاؤں میں یہ نغمہ گونجتا رہا۔

؎ حق پہ ہیں سردار احمد آشکارا ہوگیا
اہلِ باطل کی شکستوں کا نظارہ ہوگیا
اب وہابی روتے ہیں مل مل گلے یہ کہتے ہیں
کیا کریں منظور بھاگا آشکارا ہوگیا

اس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● مولوی منظور اصل بحث عبارت حفظ الایمان کو چھوڑ کر مسئلہ علمِ غیب یا اطلاق عالم الغیب پر بحث شروع کر دیتے اصل موضوع سے انحراف کھُلا فرار ہے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت کی تاویل میں اکابر دیوبند تضادات اور مختلف متضاد آراء کے حوالہ جات جب محدّثِ اعظم پاکستان نے مولوی حُسین احمد ٹانڈوی، مولوی مُرتضےٰ حسن دَربھنگی، مولوی عبدالشکور کاکوروی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کتب سے بیان فرمائے اور ان تضادات کے نتیجہ میں اس عبارت پر حکم کُفر اکابر دیوبند سے ثابت کیا تو مولوی منظور اس کا جواب نہ دے سکے اور مسلسل لاجواب و بے بس رہے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● میدانِ مناظرہ میں مولوی منظور کی شکست و فرار کے بعد اہلِ بریلی کا بلا اختلافِ مسلک عام تاثر یہ تھا ہم سُنتے تھے کہ بریلی میں مولوی منظور کے سامنے کوئی شخص بولنے والا نہیں مگر اب پتہ چلا کہ مولوی منظور بھی مولوی سردار احمد صاحب کے سامنے بول نہیں سکتے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● شرمناک شکست اور ذلت آمیز فرار کے بعد مولوی منظور گوشۂ عافیت میں بیٹھ گئے اور اس کی ساری شیخی، شوخی ہَوا ہوگئی جبکہ میدانِ مناظرہ میں امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم پاکستان عظیم الشّان، فقید المثال کامیابی وکامرانی کے بعد شہرِ بریلی شریف کے اہم چوکوں، اہم محلّوں مرکزی بازار اور مساجد وخانقاہ عالیہ رضویہ پر اہلسنّت کی فتح ونصرت پر اظہارِ فرحت ومسرّت کے تہنیتی جلسے ہوتے رہے اور مولوی منظور مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● بریلی شریف کے اس عظیم الشّان مناظرہ میں اہلسنّت کی فتح مبین اور وہابیہ کی شکست وفرار کے بعد دو چار نہیں سینکڑوں صلح کلی گول مول، اور دیوبندی وہابی صحیح العقیدہ مضبُوط سُنّی رضوی مسلک اعلیٰ حضرت کے حامی وپیروکار بن گئے اور بہت سے لوگ عقائد وہابیہ دیوبندیہ سے تائب ہوئے

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی !

● اس عظیم الشّان تاریخ ساز و یادگار مناظرہ میں مولوی منظور کو اپنی شکستِ فاش کے بعد بریلی چھوڑنا پڑی، مولوی منظور کا رسالہ ماہوار ی الفرقان بریلی سے بند ہُوا اور لکھنؤ سے اس کا اجرا کرنا پڑا بریلی شریف مولوی منظور کی نحوست سے خالی ہوگئی۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی!

● اہلسُنّت کی بریلی میں فتح مبین اور دیوبندیوں وہابیوں کی شکست و فرار کے بعد متحدہ ہندوستان کے عام روزنامہ اخبارات میں جو غیر جانبدارانہ خبریں منظور کی شکستِ فاش کی چھپیں تو فاتح مناظرِ اہلسُنّت محدّثِ اعظم پاکستان کی عام شہرت و مقبولیت ہوئی ملک بھر میں جگہ جگہ جلسوں اور مناظروں کے لیے بُلایا جانے لگا۔ ممبئی، آگرہ، احمد آباد، گجرات، کاٹھیاواڑ، ضلع اُناؤ، نانپارہ، بہرائچ شریف، بھکھی گجرات پنجاب وغیرہ وغیرہ مقامات پر آپ نے اکابر اصنامِ دیوبند کو شکستِ فاش دی جبکہ مولوی منظور نے مناظرہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی اور کبھی کہیں میدانِ مناظرہ میں نظر نہیں آئے۔ (ثبوت موجود ہے بوقتِ ضرورت پیش ہوگا)

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی!

● اس مناظرہ میں ذلّت و رسوائی کے بعد بریلی میں وہابیت کا مستقل مستقر سرائے خام تباہ ہوگیا اور آج اہلِ بریلی کی زبان پر سرائے خام ایک گالی ہے عموماً لوگ کہا کرتے ہیں "خام سرائے میں جائیں کُتّے۔"

ہم کیوں جائیں۔ متعدد دیوبندی مساجد پر اہلسنّت کا غلبہ و قبضہ ہُوا اِن کے دونوں مدرسوں میں ویرانی چھاگئی اور یہ لوگ اقلیتوں اچھوتوں کی طرح رہنے لگے۔

اِس طرح بریلی فتح ہوگئی!

● آج بفضلہٖ تعالیٰ بریلی شریف جیسے وسیع و عریض مرکزی شہر میں اہلسنت کے تین مدارس ہیں ایک سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ مرکزی مدرسہ دارالعلوم جامعہ رضویہ منظرِ اسلام محلہ سوداگران جس میں سیّدی حضرت قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان قدّس سرّہٗ کے شاگرد مفسّرِ اعظم حضرت علامہ مُحمّد ابراہیم رضا جیلانی میاں قدّس سرّہٗ اور دُوسرے شاگردِ رشید قائدِ اہلسنّت حضرت علامہ مُحمّد ریحان رضا خاں صاحب رحمانی میاں علیہ الرحمۃ کے شاگردِ رشید حضرت علامہ مولانا سیّد مُحمّد عارف صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث ہیں، ہر سال بفضلہٖ تعالیٰ تقریباً دو اڑھائی سو علماء و حفّاظ فارغ التحصیل ہوتے ہیں، دُوسرا مدرسہ رضوی دارالعلوم مظہرِ اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ قائم کردہ محدّثِ اعظم پاکستان جہاں سے ہر سال ساٹھ ستّر علماء و حفّاظ فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ تیسرا مدرسہ جامعہ نوریہ رضویہ باقرگنج عیدگاہ بریلی شریف جس میں حضرت محدّثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید جامعہ رضویہ فیصل آباد کے فارغ التحصیل فاضل محقق علامہ تحسین رضا خاں صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث و صدر المدرسین ہیں جبکہ دیوبندی مدارس کا نام بے کسی کی دلیل بنا ہوا ہے اِن کی مساجد بمشکل تین چار

ہیں جبکہ اہلسنّت کی ۹۵۰ نو سو پچاس مساجد ہیں بریلی شریف دیوبندیت کا جنازہ نکل گیا۔

اِس طرح بریلی فتح ہو گئی !

● مناظرہ میں شکستِ فاش کے بعد مولوی منظور گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے لگا اُس کی چرب زبانی یاوہ گوئی اور چیلنج مناظرہ کا جارحانہ انداز ختم ہو گیا اور اس پر بریلی میں عرصۂ حیات تنگ ہو گیا وُہ ذلّت و ملامت کا نشان بن گیا اور بالآخر بریلی کو خیرباد کہہ گیا اور یوں گنگناتا ہُوا گیا۔

ع بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

جبکہ امامِ اہلسنّت سیّدی سندی محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ الرضوان ۱۴-۱۵ سال بریلی شریف میں رونق افروز رہے وُہ مناظرہ کے وقت جامعہ رضویہ دارالعلوم منظرِ اسلام میں مدرس دوم تھے اُن کو اُنکی خُداداد صلاحیتوں اور علمی تحقیقی استعداد قابلیّت کی بنا پر ترقّی دے کر دارالعلوم میں ناظم تعلیمات اور پھر کُچھ عرصہ کے بعد صدرالمدرسین عہدہ جلیلہ پر فائز کیا گیا اور پھر دارالعلوم مظہرِ اسلام میں صدرالمدرسین و شیخ الحدیث و مہتمم کے جلیلہ القدر منصبِ عظمیٰ پر خدماتِ دینیہ انجام دیں اور مدّت مدید و عرصہ بعید تک بریلی شریف میں ہی جلوہ افروز رہے اور منظور بریلی سے دُم دبا کر بھاگ گیا۔

اِس طرح بریلی فتح ہو گئی !

یہ ہے فتح بریلی کا دلکش نظّارہ ۔

کاش کہ اپنی ذلت و شکست اور رُسوائی کی اس المناک داستان کا نام "دیوبندی وہابی شکست کا عبرتناک انجام" رکھتے۔

مولوی منظور سنبھلی پیشہ ور منہ پھٹ نام نہاد مناظر تھا اس پر شکستوں ناکامیوں کے خول پر خول چڑھے ہوتے تھے اس کا حال اُس ہارے ہوئے پہلوان کی طرح تھا جس کو اُس کے طاقتور اسد پیکر حریف نے پچھاڑ دیا تھا اور اُس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا تھا مگر اس شکست خوردہ پہلوان نے چت ہوکر بھی لیٹے لیٹے اپنی ٹانگ اُس پہلوان پر رکھ دی اور کہنے لگا چت ہوگیا ہُوں تو کیا ہے ٹانگ تو میری ہی اُوپر ہے۔

داستان،

عرضِ حال کے فریادی ناشر نے ٹائیٹل و سرِ ورق پر یوں بھی لکھا ہے "مولوی سردار لائیلپوری کی شکست کی داستان" داستان ایک کثیر المعنی لفظ ہے اور اس کا معنیٰ عامہ کُتبِ لغت میں لمبی کہانی اور قصہ بھی لکھا ہے (فیروز اللغات ص ۳۰۷) واقعی خود ساختہ دلکش نظارہ روئیدادِ مناظرہ نہیں ہے، محض داستان، لمبی کہانی اور قصہ ہے جس کا حقیقتِ حال سے دُور کا بھی تعلق نہیں، یہ داستان کذب و افترا۔ فریب و فراڈ اور چار سو بیسی کا نادر نمونہ ہے۔ ؎

خرد کا نام جنُوں کر دیا جنُوں کا خرد

پھر جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ناشر کی بے خبری و لاعلمی

مناظرہ بریلی اکبری جامع مسجد شہرِ کہنہ بریلی میں ہُوا تھا مگر ناشر نے ارادی یا غیر ارادی طور پر جھُوٹ کا چسکا لینے کے لیے جامعہ رضویہ بریلی میں ہُوا تھا لکھا حالانکہ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام محلّہ سوداگراں بریلی میں ہے اور اکبری مسجد اولڈ سٹی بریلی میں ہے۔

اور یہی کچھ اہلِ دیوبند کی تڑپتی بلکتی سسکتی تنظیم انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے اپنے زیرِ اہتمام پیوند کاری کر کے ٹانکے توپے لگا کر شائع کردہ حفظ الایمان صـ۱۸ پر لکھا ہے کہ مرکزِ رضا خانیت جامعہ رضویہ بریلی میں رضا خانیوں کی شکستِ فاش کا سامنا" اس کو کہتے ہیں ڈھٹائی اور سینہ زوری

سیرِ حاصل تبصرہ

چونکہ مخالفینِ اہلسنّت نے اپنے دلکش نظارہ کو " داستان بھی قرار دیا ہے واقعی من گھڑت، جھُوٹی داستان یعنی محض قصّہ کہانی ہے مناظرہ بریلی کی بعینہٖ و بلفظہٖ روئیداد نہیں لہٰذا عرضِ حال کے راقم نے خود اعتراف و اقرار کیا ہے، لکھتا ہے:

" علماءِ اہلسنّت والجماعت جن کے متعلّق بندگانِ عرض نے عامۃ المسلمین کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے نفرت دلانے کی کوشش کی نیز اُن پر طرح طرح کے افتراء اور جھُوٹے الزامات عائد کیے زیرِ نظر کتاب میں انہی مسائل پر

سیر حاصل تبصرہ موجود ہے۔" (دلکش نظارہ ص۴)

اس خط کشیدہ عبارت سے بھی امس و شمس کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ کتابچہ مناظرۂ بریلی کی روئداد نہیں بلکہ سیر حاصل تبصرہ کی کتاب ہے ورنہ مناظرہ کی روئداد پر سیر حاصل تبصرہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی مگر چونکہ انہوں نے روئداد میں ٹانکے ٹاکیاں لگائی ہیں اور پیوند کاری کر بیونت کا مجرمانہ ارتکاب کیا ہے مگر اس کارستانی کا طول و عرض بھی دیکھ لیں گے

عرضِ حال کے مرتب نے نا معلوم کس عالمِ جہل و بے خبری میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے اکابرین پر "طرح طرح کے افترا۔ اور جھوٹے الزامات عائد کیے۔" ہم ان کے اِن لایعنی الفاظ کا آگے چل کر تجزیہ کریں گے مگر اس وقت اتنا ضرور عرض کرتے ہیں اگر اکابر دیوبند پر اکابر اہلسنّت کے اعتراضات محض افترا۔ اور جھوٹے الزامات تھے تو پھر مولوی منظور صاحب کو مناظرہ کرنے اور مناظرہ میں اُلٹی سیدھی بانگی ترچھی تاویلیں کرنے اور اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر ٹاکیاں لگانے اور وضاحتیں کرنے کی کیا ضرورت تھی مناظرہ کی نوبت کیوں آئی، صاف کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ عبارت حفظ الایمان میں ہے ہی نہیں یا یہ کہ حفظ الایمان کا وجود ہی دُنیا میں نہیں۔ اور یہ کہ نہ دیوبندی حکیم الاُمت اشرف علی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان لکھی نہ چھاپی نہ شائع کی بلکہ تحذیر النّاس، براہین قاطعہ فتاویٰ گنگوہی، تقویۃ الایمان وغیرہ سب کتابوں کا صاف صاف انکار کر کر دیتے کہ اِن کا وجود ہی دُنیا میں نہیں مگر مولوی منظور صاحب نے

مناظرہ میں حفظ الایمان اور حفظ الایمان کی عبارت کے وجُود کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں اور اس کی تاویل کر رہے ہیں اور بار بار بتا رہے ہیں حفظ الایمان کی عبارت کا یہ معنی ہے وُہ معنی ہے تھانوی صاحب کا یہ مقصد ہے وُہ مقصد ہے یہ نہیں ہے وُہ نہیں ہے یہ ہے مگر دلکش نظّارہ کے عرضِ حال کے راقم نے صاف ہی انکار کر دیا اور کہا عُلماء اہلسُنّت نے اکابر دیوبند پر طرح طرح کے افتراء اور جھُوٹے الزامات عائد کیے ہیں" نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اب کوئی اس بھلے مانس سے پُوچھے جب علماء اہلسُنّت نے محض افترء و الزامات ہی عائد کیے تھے تو پھر مناظرہ کی نوبت کیوں آئی مولوی منظور صاحب نے مناظرہ کس بات پر کیا تھا، اور چار روز تک کس بات پر بحث و مباحثہ رہا تھا۔

ع

خدُا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

عرضِ حال کے ذیل میں اپنے وہابی مولویوں کو علماء اہلسُنّت والجماعت بھی لکھا ہے حالانکہ وہابی کتابیں تسلسل کے ساتھ اس کا اعتراف کر رہی ہیں کہ دیوبندی پکّے وہابی نجدی ہیں، فتاوٰی رشیدیہ، اشرف السوانح سوانح مولانا مُحمّد یُوسف، الافاضات الیومیہ وغیرہ دیکھ لیں۔ مگر ناشر نے اپنے عرضِ حال میں کیا لکھا ہے علماء اہلسُنّت والجماعت یہ والجماعت کیا ہے کس قاعدہ کس قرینہ پر ہے یا تو اہلسُنّت وجماعت ہوتا یا اہل السنّت والجماعت ہوتا مگر چونکہ ان کا اہلسُنّت وجماعت سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا اہلسُنّت وجماعت لکھنے میں بھی بھٹک جاتے ہیں مولیٰ تعالیٰ مُسلمانانِ

اہلسنّت کو اِن کی فریب کاری و اندھیر نگری سے بچانے آیئن آئندہ اوراق میں ہم مولوی سیاح الدّین کاکاخیل کے پُر فریب مقدّمہ کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ ۔

فقیر قادری گدائے رضوی عبدالنّبی الولی
مُحَــــمّد حسن علی غفرلہٗ الولی
خادم اہلسنّت ۔

تعزیراتِ قلم

تقدّمِ رضوی بنام مقدّمۂ نجدی

ستارے جِھلملا کے زیرِ دامانِ سحر آئے
ابھی تک جاگتا ہُوں ہیں کہ شاید فتنہ گر آئے

حقائق کو جُھٹلانا شواہد و سچّائی کا مُنہ چڑانا دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے مولویوں کی قدیمی عادت ہے اگر ہم اِن کے خالص کذب اور سفید جھُوٹ پر کوئی کتاب لکھیں تو سینکڑوں صفحات پر محیط ہو سکتی ہے مولوی سیّاح الدین کاکاخیل اس فرقہ کے بظاہر اعتدال پسند صلح جُو قسم کے غیر متعصّب مولوی سُنے گئے تھے مگر یہ بات سراسر غلط ثابت ہُوئی حقیقت یہ ہے :

یہ نادان انجان بھولے ہیں ایسے
کہ بس شیوۂ دشمنی جانتے ہیں

جناب یہ اعتدال پسند غیر متعصّب صلح جُو کہلانے والے بھی اس حمام میں ننگے نکلے اور اس شخص نے صفحہ ۵ تا صفحہ ۲۴ ایک طویل ترین سراسر خلاف واقعہ اور مبنی بر کذب وافترا، مقدّمہ لکھ کر بزعمِ خود اپنے عالم باعمل ہونے کا ثبوت دیا ہے ہم اس مقدّمہ پر مقدّمہ قائم کرتے ہیں

مولوی سیاح الدین صاحب نے ابتداً صفحہ ۵ تا صفحہ ۱۰ معصوم و مظلوم بن کر اپنے پر جبر و ستم جور و جفا کا رونا رویا ہے اور قطعی بے جوڑ اور بے ربط واقعات سے اپنے اکابر کو حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تبلیغ اسلام کی راہ میں ہونے والی ناروا زیادتیوں سے ہم آہنگ کرنے کا طرزِ عمل اختیار کیا ہے حالانکہ اِن واقعات اور سُنّی بریلوی، دیوبندی وہابی اختلافات میں نہ کوئی مماثلت ہے نہ قدرِ مشترک، سُنّی بریلوی دیوبندی وہابی تنازعہ توہین و تکفیر پر محیط ہے اصل اختلاف توہین و تکفیر پر ہے ہم کہتے ہیں کہ توہین و تنقیص غلط ہے وہ کہتے ہیں تکفیر غلط ہے ہم کہتے ہیں توہین نہ ہوتی تو تکفیر نہ ہوتی وہ کہتے ہیں کہ توہین و تنقیص کی عام اجازت ہونی چاہیے کیونکہ تا دیل سے توہین و تنقیص عین ایمان عین اسلام بن جاتی ہے مگر تکفیر بہت بُری چیز ہے توہین و تنقیص کرنے والا مسلمان ہی رہتا ہے، یہ کوئی اتنا بڑا جُرم نہیں کہ شانِ الوہیت میں تنقیص اور شانِ رسالت میں توہین کے باعث اتنے بڑے بڑے علماء کو کافر و مرتد و بے ایمان قرار دیا جاتے کبھی کہتے ہیں مُسلمانوں کی بلا وجہ تکفیر کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں اتنے بڑے علماء کو کافر کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کیوں کہتے ہیں؟ اس کے اسباب و علل کیا ہیں؟ یہی توہین آمیز عبارات وجہ نزاع ہیں ہم پُوری دیانت و امانت سے خوفِ خدا عذابِ قبر و آخرت کو پیشِ نظر کرکے حلفاً کہتے ہیں ہمارے جلیل القدر اکابر

نے جتنے مناظرے کیے بخدا عظمتِ الوہیت اور شانِ نبوّت و رسالت کے تحفّظ و دفاع میں کیے۔ کیا مولوی سیّاح الدّین کاکاخیلی بے ہنگم لفاظی اور لایعنی جوڑ توڑ سے حقائق و واقعات پر پردہ ڈال سکتے ہیں! مختلف ادوار میں مختلف انبیاء و مرسلین علیہم الصّلوٰۃ والتّسلیم یا حضور جانِ نُور آقائے اکرم آقائے دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اعلانِ نبوّت و رسالت کے بعد کفّار و مشرکین کی ناروا زیادتیوں کے واقعات کو دیوبندی وہابی مولویوں کے جھُوٹے تقدّس سے جوڑا جا سکتا ہے؟ کیا ان مولویوں اور حضرات انبیاء و مرسلین کی عظمت و رفعت ایک جیسی ہے؟ کیا دیوبندی وہابی مولوی بھی مامور من اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں؟ حیرت ہے کہ مولوی سیّاح الدّین صاحب نے سرتوڑ کوشش سے دیوبندی بریلوی اختلافات کے حقائق کو بُری طرح مسخ کرنے کی مذموم مساعی کی ہے۔ مناظرہ بریلی میں اپنی عبرتناک شکست پر پردہ ڈال کر مولوی منظور سنبھلی کو گھر بیٹھے فتح مند و ظفر مند قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ سیّدنا امامِ اہلسُنّت مجدّدِ اعظم دین و ملّت اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام اہلسُنّت سیّدی سندی محدّث اعظم علاّمہ مُحمّد سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کی ذات پر بے سروپا مبنی بر کذب و افتراء الزامات لگائے ہیں۔ کیا مولوی کاکاخیل صاحب مناظرہ بریلی کے عینی مشاہدین میں سے ہیں کیا وُہ محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء میں مقامِ مناظرہ اکبری جامع مسجد شہرِ کہنہ بریلی شریف میں جسدِ عنصری کے ساتھ موجود تھے؟

ہم مولوی کاکاخیلی کی چند موٹی موٹی افترا پردازیوں لایعنی لن ترانیوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے مسئلہ تکفیر اور حفظ الایمان کی عبارت کی طرف آتے ہیں۔

مولوی منظور کا مضمون مولوی سیّاح الدّین کا مقدّمہ

صفحہ نمبر ۵ سطر ۷ کے آگے مولوی سیاح الدین نے اپنی بے بسی و بے بضاعتی کی وجہ سے اپنے مقدّمہ کے عنوان کے ذیل میں مولوی منظور سنبھلی کا ایک پرانا تردید شدہ مضمون صفحہ ۱۷ سطر ۱۵ تک نقل کر دیا، کیا مولوی منظور صاحب کا یہ بے ڈھنگا مضمون ناقابلِ تسخیر و ناقابلِ تردید تھا؟ چکّر بازی کے اس مضمون کا مدلّل و مفصّل جواب سینکڑوں صفحات تک پھیل سکتا ہے مولوی کاکاخیلی نے یہ سرقہ شدہ مضمون اپنی جہالت و لاعلمی کی لاج رکھنے کے لیے اپنے مقدّمہ میں گھسیٹ دیا ہے حالانکہ اس میں بھی کوئی وزنی دلیل نہیں۔ آج ایک دیوبندی وہابی انجمن اہلسنّت کی تقلید میں شیعہ کافر شیعہ کافر کا نعرہ لگا رہی اور سُنّی بریلوی نصب العین کو اپنا رہی ہے لیکن مولوی منظور سنبھلی اور مولوی سیاح الدین کاکاخیلی دونوں شیعوں رافضیوں کو مسلمان جانتے اور مانتے ہیں صاف صاف لکھا ہے "کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے قدیم ترین فرقہ شیعہ" کی خصوصیّت اور اس کا امتیاز ہی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی عداوت و بدگوئی اور ان کے مومن و مخلص ہونے سے انکار اُن کے مذہب

کی بُنیاد یا کم از کم اُن کا مذہبی شعار ہے۔"

(دلکش نظّارہ ص)

لیکن اس کے باوجود دیوبندی امام المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب اور مولوی سیّاح الدّین کاکاخیل صاحب اُن کو مُسلمانوں کا قدیم ترین فرقہ مان کر روافض سے اپنے اندرونی قلبی روابط کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں جلیل القدر صحابہ کرام اور عظیم المرتبت خلفاء راشدین کی عزّت و حرمت بلکہ اُن کے ایمان و اسلام کے رافضی انکار کا کچھ پاس و لحاظ نہیں وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیْم ۔ مقدّمہ کے ضمن میں روافض و خوارج کی حضرات صحابہ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ناروا زیادتیوں اور تبرّا بازی کا ہم اہلسنّت سے کیا تعلّق ہے ہم جملہ صحابہ کرام[1] اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللّٰہ عنہم کو مومن مُسلمان نہ ماننے والوں کو علی الاعلان بے ایمان و بے دین سمجھتے ہیں اور مرتدّ جانتے ہیں مگر ان مثالوں کو مولویانِ دیوبند سے نہیں جوڑا جا سکتا نوعیت و حقیقت جُدا جُدا ہے ۔ مگر اس موضوع اور اس عنوان کا مسئلہ زیرِ بحث مناظرۂ بریلی اور عبارت حفظ الایمان سے کیا تعلّق ہے؟ آپ کھینچا تانی سے ثابت تو یہ کرنا چاہتے ہیں امامِ اہلسنّت سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان قدّس سرّہٗ مناظرۂ بریلی میں ہار گئے تھے اور مولوی منظور سنبھلی جیت گئے تھے جس کی اطلاع پاکستانی دیوبندیوں وہابیوں کو ساڑھے پینسٹھ سال کے بعد ملی۔

[1] رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم۔

کیا نصِ قرآنی اکابر دیوبند کے تقدّس میں ہے؟

مولوی کا کاخیلی بحوالہ مولوی سنبھلی قرآنِ عظیم کی آیتہ مبارکہ نقل کرتے ہیں:

لهم قلوبٌ لا یفقهون بها و لهم اذانٌ لا یسمعون
بها و لهم اعینٌ لا یبصرون بها اِن هم
الا کالانعام بل هم اضلُ -

قطعی بے محل وبے ربط وبے موقع آیۃ کریمہ نقل کرنے کا کیا مقصد بنتا ہے؟ کیا یہ آیۃ مبارکہ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر تکفیر کا حکم شرعی لگانے والوں کے خلاف نازل ہوئی ہے؟ کیا اہلِ توہین و اہلِ تنقیص کا خود ساختہ تقدّس منصوص علیہ ہے؟

طبقات الشّافعیۃ الکبرٰی سے مغالطہ

لکھتے ہیں شیخ تاج الدین سبکی نے رنج اور غصّہ کے ساتھ لکھا ہے:

مامن امام الاو قد طعن فیه طاعنون و هلک
فیه هالکون -

اُمّت کا کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کو حملہ کرنے والوں نے اپنے حملوں کا نشانہ نہ بنایا ہو اور جس کی شان میں گستاخیاں کرکے ہلاک ہونیوالے ہلاک نہ ہوتے ہوں۔ یہ حوالہ بھی ہم اہلسنّت کے خلاف نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس میں ائمہ کی شان میں گستاخیاں کرنے والے کی ہلاکت کا ذکر ہے اور

یہ گستاخیاں وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کا شعار اور محبوب مشغلہ ہیں ہم گستاخیاں کرنے والے نہیں گستاخوں پر فتویٰ لگانے والے ہیں اور پھر اکابر دیوبند اُمّت کے مسلّمہ ائمہ تو نہیں وُہ خود گستاخیوں کے مرتکب ہیں۔ اور پھر مذکورہ بالا آیۃ مبارکہ اور طبقات الشافعیۃ الکبریٰ کی عبارت تو قادیانی بھی اپنے دجّال و کذّاب مردُود مرزا اور روافض اپنے نام نہاد مجتہدین و ذاکرین کے تحفّظ میں استعمال کر کے اہلسنّت پر چسپاں کر سکتے ہیں جو بے موقع ہونگی

خود ساختہ شہید دہلوی و رائے بریلوی

مقدّمہ نگار کاکاخیلوی انبیاء و مُرسلین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام وحضرات صحابہ کرام و ائمۂ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر دُشمنانِ اسلام کی ناروا زیادتیوں کا تذکرہ کرتے کرتے مصنّف تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی، اور اُس کے پیر سیّد احمد رائے بریلوی کو شہید بنا کر اسی زمرہ میں شامل کرتا ہے۔ کہاں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے عشّاق و جانثارانِ رسُولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور کہاں یہ تقویّۃ الایمان کا خود ساختہ شہید۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ع

بہرکیف ہم، اگر منظور سنبھلی اور سیاح الدّین صاحب کاکاخیلوی آج اس دُنیا میں زندہ ہوں تو اُن پر واضح کر دینا چاہتے ہیں اکابر دیوبند کی معتبر و مستند و مسلّمہ کتب ارواحِ ثلٰثہ اور تذکرہ الرّشید مقالاتِ سرسید وغیرہ وغیرہ کتب کے شواہد کی روشنی میں یہ شہید جعلی ہیں یہ سیّدنا اعلیحضرت

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا الزام نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

"سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّیٰ یار محمّد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔"

(تذکرہ الرشید حصہ دوم ص۲۷)

سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمّد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ سیّد صاحب (اسمٰعیل دہلوی) نے پہلے اپنا قاصد یار محمّد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سُنایا، اُس (یار محمّد خاں) نے جواب دیا سیّد سے کہدے وُہ (مسلمانوں سے) کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے؟ اس کے لیے بہتر نہ ہوگا اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جائیں گے۔

(ارواح ثلٰثہ ص۱۷۳)

سیّد صاحب اور شاہ (اسمٰعیل دہلوی) صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اُس (کام کو) خواہ مخواہ اُن کے ذمّہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔"

(مقالات سرسید حصہ شانزدھم ص۳۱۹)

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قتل کے بعد سیّد احمد ساکن رائے بریلی روپوش ہوگئے تھے اور فرمایا "ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔"

(ارواح ثلٰثہ ص۱۷۴)

بتایا جائے کہ یہ لوگ کس طرح شہید ہوگئے؟ اس قسم کے بیسیوں حوالہ جات ہم نے اپنی کتاب برہان صداقت بردِ نجدی بطالت اور

محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت میں نقل کیے ہیں، وہاں ملاحظہ ہوں، بہرحال یہ ایک ضمنی بات تھی مگر وضاحت ضروری تھی تاکہ دیوبندی وہابی مولوی اپنی تاریخی غلطی کی تصحیح کرلیں اور اپنے اکابر کی کتابوں سے منحرف نہ ہوتے جائیں۔ مولوی اسمٰعیل اور سیّد احمد کی جعلی شہادت وجعلی تحریک جہاد پر بکثرت شواہد اور تاریخی حقائق برہانِ صداقت میں ملاحظہ کریں۔ "محاسبہ دیوبندیت" میں بھی اس کے شواہد موجود ہیں۔

جھوٹی تہمتیں، افتراپردازی، سراسر جعلی ومفتریانہ دستاویز کا الزام

مولوی منظور سنبھلی صاحب اور مولوی سیّاح الدین کاکاخیلوی صاحب اپنے اکابر کی شدید توہین وتنقیص آمیز اور گستاخانہ عبارات کی کوئی صحیح قرار واقعی معقول تاویل تو کر سکتے نہیں نہ اِن کے دُوسرے حضرات کر سکے، علماء اہلسنّت جب اِن کے اکابر کی گستاخانہ عبارات سے ازراہِ خیر خواہی عوام وخواص اہل اسلام کو خبردار وہوشیار کرتے ہیں تو اِن کے جوابات عموماً یہ ہوتے ہیں:

ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے یہ تہمت ہے، یہ الزام تراشی ہے، یہ افتراء ہے، یہ جھوٹ ہے۔ ہمارے اکابر کا دامن ایسے عقائد سے پاک ہے اس قسم کی باتوں سے اپنے اکابر کی کتب وعبارات کا صاف انکار کردیں گے ایسا کہہ ہی نہیں سکتے جب کتابیں سامنے لاکر رکھ دی جائیں صفحہ وسطر نکال کر دکھائی جائیں تو کہیں گے تم اِن کا مطلب نہیں سمجھے

اِن عبارات کا یہ نہیں وُہ مطلب ہے وُہ نہیں یہ مطلب ہے ایسا نہیں ہے ایسا ہے وغیرہ وغیرہ۔

عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے لیے یہی کچھ مولوی سنبھلی صاحب اور مولوی کاکاخیلوی صاحب نے کہا ہے لکھتے ہیں :

"جھوٹی تہمتیں لگا لگا کر مُسلمانوں میں اِن (اکابر دیوبند) کے خلاف نفرت پیدا کرنا۔"

(دلکش نظارہ ص۱۱) "تکفیر کی سراسر جعلی اور مفتریانہ دستاویز" (ص۱۳)

"یہ جعلی فتوٰی جس کی بُنیاد محض غلط بیانی اور افترا پردازی پر تھی۔"
(دلکش نظارہ ص۱۴)

"ہم پر محض افترا ہے۔" (ص۱۵) "غلط بیانیاں" (ص۱۷)

بے بسی کے عالم میں اور کیا کہہ سکتے ہیں ؟

ہم چیلنج کرتے ہیں پچاس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے

اگر مولوی منظور سنبھلی یا سیاح الدین کاکاخیلوی اس دُنیا میں زندہ ہیں تو وُہ "تحذیر الناس" مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی، براہین قاطعہ مصنفہ رشید و خلیل گنگوہی و انبیٹھوی، حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی لے کر آجائیں اور آمنے سامنے بیٹھ کر ثابت کریں کہ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی یا امام اہلسنّت سیدی وسندی محدثِ اعظم پاکستان نے کونسا حوالہ غلط دیا کس حوالہ میں تحریف وخیانت کی کس حوالہ میں

کتر بیونت سے کام لیا ؟ کونسی تہمت باندھی ؟ کیا افترا پردازی کی ؟ کونسی مفتریانہ دستاویز تیار کی ؟ کیا غلط بیانی کی ؟ کونسی جعلی عبارات آپ کے اکابر کے سر تھوپیں ؟ اس قدر سفید جھوٹ اس قدر الزام تراشی، اس قدر دیدہ دلیری سے دروغ گوئی کی کہ اپنے اکابر کی کتابوں اور کتابوں کی عبارتوں کا ہی انکار کر دیا، اگر تقویۃ الایمان، تحذیر الناس براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کا دُنیا میں وجُود ہی نہیں ہے تو جھگڑا کس بات کا ہے مناظرہ بریلی کیوں ہُوا؟ آخر وجہ نزاع کیا ہے ؟

مولوی منظور صاحب اور کاکاخیلوی صاحب نے لکھا ہے جھُوٹی تہمتیں، کیا سچی تہمتیں بھی ہوتی ہیں ؟

ع بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

کتابوں اور عبارتوں کے وجود ہی کا انکار ایک مجرمانہ جسارت ہے تم اپنی جہالت وحماقت کی دستاویز اپنی جہالتوں کا دلکش نظّارہ شائع کر رہے ہو اس میں کس موضوع پر بحث ہے کس عنوان پر مناظرہ ہے؟ کیا دُنیا تمہارے مُنّہ پر نہیں تھُوکے گی کہ تمہارے دلکش نظّارہ میں جگہ جگہ بلکہ ہر ہر تقریر میں مولوی منظور نے حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت کی تاویل کی ہے، ٹاکیاں لگائی ہیں محض جھُوٹی تہمتیں کہہ کر جان چھڑائی ہے اگر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی سیّدی محدّثِ اعظم اور دیگر اکابر اہلسنّت نے محض جھُوٹی تہمتیں لگائی تھیں تو پھر مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے المہند کیوں لکھا؟ مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے

الشہاب الثاقب کیوں لکھا ہے؟

مرتضیٰ در بھنگی صاحب نے رسائل اور توضیح البیان کیوں لکھی؟ خود تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی وضاحتوں اور تاویلوں میں بسط البنان اور تغیر العنوان ۔ عن الزیغ والطغیان وغیرہ کیوں لکھیں؟ مولوی منظور سنبھلی صاحب، مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی چاند پوری، عبدالشکور کاکوروی صاحب ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب، سلطان حسن سنبھلی صاحب، نور محمد ٹانڈوی صاحب مولوی یٰسین صاحب سرائے خامی، مولوی غلام خاں راولپنڈی، مولوی حسین علی صاحب واں بھچروی نے جگہ جگہ مناظرے کیوں کیے اور شکستیں ذلتیں کیوں اٹھائیں؟ جب آپ کے اکابر پر جھوٹی تہمتیں باندھی گئی تھیں، الزام دافترا پردازی ہوئی تھی تو جھوٹ کا پردہ تو خود بخود چاک ہو جاتا ہے۔ یہ افترا پردازی کا الزام خود افترا پردازی ہے تہمت لگانے کی تہمت خود تہمت ہے۔ ؎

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ستر پچھتر وجوہ سے کفریات

مولوی اسمٰعیل دہلوی پر اتنے کفریات ثابت کیے بلاشبہ عبارات کفریہ اور شدید گستاخانہ تھیں، دہلوی صاحب کی توبہ مشہور ہونے کے باعث تکفیر سے کف لسان فرمایا باقی وہ عبارتیں جن پر ستر ستر وجوہ سے حکم شرعی واضح فرمایا۔ اس وقت اکابر دیوبند میں سے کم از کم گنگوہی صاحب

انبیٹھوی صاحب ، تھانوی صاحب ، دربھنگی صاحب اور انور کشمیری صاحب اور کاکوروی صاحب وغیرہ زندہ تھے اُنہوں نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا ، کیا یہ کام کاکاخیلوی صاحب کے لیے چھوڑ گئے تھے ؟ اور یہ معرکہ آج تم نے سر کرنا تھا !

حقیقت یہ ہے کہ بحرِ علم و تحقیق سُلطان العلوم امامِ اہلسُنّت مجدّدِ دین وملّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلمِ حقیقت رقم حق وصداقت رقم کا توڑ کسی کے بس کی بات ہی نہ تھی ۔ ؎

وُہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

یا یوں سمجھ لیں :

یہ وُہ دربار سُلطانِ قلم ہے ، یہاں پہ سرکشوں کا سر قلم ہے ۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو اکابر دیوبند سے کیا دُشمنی ہوسکتی تھی کیا زر و زمین کا جھگڑا تھا ، اصل بُنیادی جھگڑا حقیقی وجہ نزاع بخدا توہین وتنقیص کا تھا تمہارے اکابر نے لایعنی وبے معنی تاویلیں کیں توبہ اور رجُوع نہ کیا ، اپنی آخرت کی بھلائی اور عالمِ اسلام کے وسیع تر اتحاد وسیع تر مفاد کے لیے گستاخانہ عبارت سے توبہ کر لی جاتی تو کیا نقصان تھا مُسلمان ایک عظیم فتنہ سے بچ جاتے ، مُسلمان بن کر مُسلمانوں میں حقیقی اتحاد کی حقیقی کوشش کیوں نہ کی ؟ ۔

حسّام الحرمین شریفین

کل بھی لاجواب تھا آج بھی لاجواب ہے انشاء اللّٰہ العزیز آیندہ بھی لاجواب رہے گا باتیں بنانا اور بات ہے آمنے سامنے حقیقت کو جھٹلانا اور بات ہے کوئی بھی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ سیّدنا اعلیٰحضرت مجدّدِ اعظم امامِ اہلسنت امام فاضل بریلوی نے اکابر دیوبند کی عبارات کی نقل میں ایک رتی کے برابر بھی خیانت کی ہو، بعینہٖ و بلفظہٖ اصل عبارات حرفاً حرفاً نقل کر کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء عرب و عجم کا مُبارک فتویٰ حاصل کیا گیا۔ اکابر علماء عرب و عجم کو نہ ہی ہرگز ہرگز دھوکہ و مغالطہ دیا گیا، نہ وہ دھوکہ و مغالطہ میں آنے والے تھے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت فاضل بریلوی یا امامِ اہلسُنّت محدّثِ اعظم پاکستان نے اکابر دیوبند کی عبارات میں ہرگز ہرگز کوئی ترمیم و تحریف یا کانٹ چھانٹ نہ کی بلکہ خود اکابر دیوبند نے اپنی متنازعہ کتب تحذیر النّاس، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان میں زبردست تحریف و ترمیم اور کانٹ چھانٹ کی ہے، ہر نئے ایڈیشن میں عبارات کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے مگر گستاخانہ عبارات سے توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ جہاں تک متنازعہ عبارات میں تاویلات کا تعلق ہے توضیح البیان، المہند، الشہاب الثّاقب، مناظرۂ ادری، مناظرۂ بریلی عبارات اکابر و رسائل چاندپوری لے کر بیٹھ جائیں ایک دُوسرے سے یکسر مختلف و متضاد تاویلات کا مشاہدہ ہو جائے گا اور حسام الحرمین کی

صداقت وحقانیت کا آفتاب چمکتا اور جگمگاتا ہُوا نظر آئے گا۔ نت نئی تاویلات کرنے والے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے مزید دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔ ؎

نکتہ چیں ہے غمِ دل اُس کو سُنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

التصدیقات لدفع التلبیسات یعنی المہند

بزعمِ خود مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب اور ڈیڑھ دو درجن کے قریب اکابر دیوبند نے مل کر یہ کتاب المہند لکھی تھی جس میں اپنے حقیقی عقائد کو چھپایا گیا تھا۔ حسام الحرمین کے جواب میں اکابر علماء عرب وعجم کے سامنے اَپنے وہابیانہ گستاخانہ عقائد وعبادات سے منحرف ہوکر اہلسنّت کے سے عقائد ظاہر کیے تھے اور خود علماء حرمین طیبین کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشِش کی تھی مگر خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل مولانا محمّد نعیم الدّین مراد آبادی نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" میں اور حضرت شیر بیشۂ اہلسُنّت علاّمہ اَبُوالفتح عبید الرضا محمّد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی علیہ الرّحمہ نے راد المہند میں اس دجل وفریب اور مکّاری وعیّاری کی قلعی کھول کر رکھ دی جس کا اِن کے اکابر سے کچھ جواب نہ ہوسکا اور حسام الحرمین کی آب وتاب جُوں کی توں برقرار رہی اور رہے گی۔ اور مولوی حسین احمد صاحب کانگریسی ٹانڈوی نے حسام الحرمین کا جو لنگڑا لُولا، اندھا

بہرہ برائے نام و ناکام جواب لکھا، اس کا مدلل و محقق جواب محقق اجل مفتی سنبھل مولانا شاہ محمد اجمل قادری رضوی حامدی اشرفی علیہ الرحمۃ نے طویل ترین رد شہاب الثاقب کے نام سے شائع فرما دیا تھا، مولوی کاکاخیلوی نے اپنے مقدمہ میں المہند اور الشہاب الثاقب کو پرتھوی میزائل بنا کر پیش کیا تھا مگر یہ نہ دیکھا پرتھوی پر غوری میزائل بھی آچکا ہے اور وہ "احقاق الدین علی اکابر المرتدین ہے"۔

چاندپوری در بھنگی رسائل

اپنے دلکش نظارہ میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کے بے ہنگم رسائل اور جاہلانہ تحریروں کی بھی دھونس جمائی گئی ہے حالانکہ دربھنگی صاحب کے جملہ رسائل اور تحریروں کا جواب "ظفر الدین الجید" "ظفر الدین الطیب" اور "رسائل رضویہ"، "ابحاث آخیرہ" میں موجود و مرقوم ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا جن کے جواب سے یہ نسل اور ان کے اکابر آج تک لاجواب بے بس ہیں۔ اور رہیں گے۔

مولوی منظور کی مناظروں سے دستبرداری

مولوی منظور صاحب ایک پیشہ ور منہ پھٹ زبان دراز مناظر تھا۔ بار بار مناظرہ کرتا بار بار شکستِ فاش سے دوچار ہوتا پھر چیلنج دیتا پھر پھر بھاگ جاتا، پھر شیخی و شوخی میں آجاتا پھر چیلنج بازی کرتا پھر ہار جاتا اس پر شکستوں کے خول پر خول چڑھے ہوئے تھے اس کے پاس ضد تھی علم

نہ تھا، ہٹ دھرم اور ضدی تھا، نہ دُوسرے کی بات سمجھنے کی اہلیت تھی نہ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا تھا، رٹے ہوئے اور بار بار کے تردید شدہ مضامین بار بار سناتا رہتا تھا۔ یہ تھا اس کا مناظرہ اور مناظرانہ استعداد و قابلیت لیکن یہ امامِ اہلسنّت نائبِ اعلیٰ حضرت سیّدی حضرت محدّثِ اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخشاں و تابندہ کرامت تھی کہ مولوی منظور صاحب نے آپ سے مناظرۂ بریلی میں عبرتناک شکست کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مناظرہ سے توبہ کرلی اور کہیں کسی بھی جگہ میدانِ مناظرہ میں نظر نہ آیا، اس کی چرب زبانی یا وہ گوئی کی جارحانہ جرأت و جسارت محدّثِ اعظم علیہ الرحمہ سے شکستِ فاش کھانے کے بعد ختم ہو گئی، اسی دلکش نظّارہ میں (اقرار و اعتراف کیا ہے)۔ "مناظرۂ بریلی میں شکست کے بعد" ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ حضرت مولانا (منظور سنبھلی) نعمانی نے اپنی مساعیِ جمیلہ کا رُخ ملک کے دُوسرے عام حالات کو دیکھ کر دُوسری طرف بدل دیا۔ دُوسرے تمام کاموں (مناظرہ وغیرہ) سے دلچسپی ختم ہو گئی اور سارے کام چھوڑ چھاڑ کے بس اسی ایک کام کو اپنا لیا یہاں تک کہ بریلی کے اسی تکفیری فتنہ کے رد میں بعض اہم کتابیں جو اُس وقت تک لکھی جا چکی تھیں لیکن چھپنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تھی اُن کے مسوّدات کی حفاظت کی بھی فکر نہیں رہی بلکہ اُن میں دو کتابیں وُہ تھیں جن کے خاصے حصّے کی کتابت بھی ہو چکی تھی ..... اُن کی بھی کتابت رکوا دی گئی ..... وُہ ساری کاپیاں اور سارے مسوّدات ضائع ہو گئے۔

(دلکش نظّارہ ص ۱۹)

"بریلوی طبقہ کے ساتھ بحث و مناظرہ کے بارے میں اب حضرت مولانا محمّد منظور صاحب نعمانی کی رائے کافی بدل چکی ہے۔ اور وُہ (مولوی منظور سنبھلی) اب اِن موضوعات پر ان لوگوں سے مناظرہ اور یہ طریق بحث و مباحثہ پسند ہی نہیں فرماتے۔"

(دلکش نظّارہ ص۲۴)

بلاشبہ بالیقیں یہ سب کچھ امامِ اہلسنّت محدّث اعظم پاکستان[1] سے ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ میں شکستِ فاش کھانے کے بعد ۱۹۳۷ء میں ہُوا۔ اور مولوی منظور صاحب کہیں میدانِ مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ کرسکے۔ مناظرہ کا نام ہی بھُول گئے۔

انہی ایّام کی بات ہے جب مناظرۂ بریلی میں مولوی منظور صاحب کو تازہ تازہ شکستِ فاش ہوئی اور وُہ اپنے زخم چاٹ رہا تھا کہ بمبئی میں مولوی مُرتضیٰ حسن دربھنگی آپہنچا اور چیلنج بازی شروع کردی کہ میں (اعلیٰحضرت) خانصاحب بریلوی کے مکان پر بار بار بریلی گیا مگر خانصاحب بریلوی سے مناظرہ کے لیے باہر نہ آئے اندر سے دروازہ بند کرلیا وغیرہ بمبئی کے اہلسنّت نے شیرِ رضا شیر بیشۂ اہلسنّت مولٰینا محمّد حشمت علی خاں صاحب قدس سرّہٗ کو بُلایا اور ان کی دھجیاں اُڑنے لگیں مولوی مُرتضیٰ حسن دربھنگی نے اپنی مدد کے لیے مولوی منظور صاحب سنبھلی کو بُلایا، مولوی منظور آئے تو بمبئی کے سُنّیوں نے امامِ اہلسنّت حضرت محدّثِ اعظم پاکستان[1] کو تار دیا محدّثِ اعظم پاکستان بریلی شریف سے بمبئی پہنچے

[1] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اُن کی آمد کی خبر سُن کر مولوی منظور مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے راتوں رات رات کی تاریکی میں بمبئی سے بھاگ گیا یہ محدّثِ اعظم رحمہ اللہ کی جلالتِ علمی اور نعرہ حق کی ہیبت تھی کہ صرف محدّثِ اعظم کا نام سُن کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُسی شب جلسہ عام میں چیلنج کیا گیا اگر در بھنگی چاند پوری صرف یہ بتا دے کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت کے مکان کا دروازہ کس سمت میں کس طرف ہے تو ہم اپنی شکست مان لیں گے در بھنگی میں اتنی حیا کہاں تھی جو سامنے آنے اور جواب دینے کی جراَت کرتا گوشہ عافیت میں بیٹھ گیا۔ یہ ہے ان لوگوں کی مناظرانہ بہادری مولوی صاحب کا کاخیلوی نے گھر بیٹھے محدّث اعظم پاکستان کو ہرا دیا

مولوی منظور کا دُوسرا اعتراف

۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء حضرت شیر بیشہ اہلسنّت علامہ ابُو الفتح عبید الرضا مُحمّد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ حج و زیارت کے لیے بحری جہاز سے حرمین طیّبین کے لیے روانہ ہُوئے اسی جہاز میں مولوی منظور سنبھلی صاحب اور قاری طیّب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند بھی سوار تھے ایک روز مولوی منظور سنبھلی حضرت شیر بیشہ اہلسنّت کی خدمت میں مسئلہ پُوچھنے آیا اور کہنے لگا " اعلیٰ حضرت نے ہندوستان سے آنے والوں کیلئے احرام باندھا کہاں سے تحریر فرمایا ہے "؟

حضرت مولانا مُحمّد حشمت علی خاں صاحب قدّس سرّہٗ نے فرمایا:

" محاذاتِ یلملم سے تحریر فرمایا" جیسا کہ تمام فقہاء کرام کا ارشاد ہے :

حضرت مولانا شیر بیشۂ اہلسنّت علیہ الرّحمہ نے مولوی منظور صاحب کی مسائلِ وہابیہ میں گرفت کی توبہ کی تلقین فرمائی۔ اختلافی مسائل میں چھیڑا تو منظور صاحب نے کہا " میں نے مناظرہ چھوڑ دیا ہے "

شیر بیشۂ اہلسنّت نے مولوی منظور صاحب اور اُن اکابر کے عقائد و عبادات پر پھر تعاقب فرمایا تو مولوی منظور صاحب نے پھر دوبارہ یہی کہا " آپ کچھ بھی فرمائیں میں مناظرہ بالکل بند کر چکا ہوں "

(مکالمۂ بحری جہاز و مشاہدہ مولانا حشمت علی ص۱۶۵)

" میں مناظرہ مدّت ہوئی قطعاً بند کر چکا ہوں " (ایضاً ص۱۶۷)

مُناظرہ سے دستبرداری کا تیسرا اعتراف

حضرت محدّثِ اعظم پاکستان سے مناظرہ بریلی میں شکستِ فاش کے بعد بریلوی دیوبندی اختلافات کا نام لینا اور اس موضوع پر قلم اُٹھانا بھی چھوڑ گئے۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہٗ العالی نے " زلزلہ " نامی معرکۃ الآراء کتاب میں دیوبندیت، وہابیت کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا دیوبندیوں نے بزعمِ خود اس کے متعدد ناکام یا برائے نام جواب شائع کیے جن میں سے دھماکہ اور سیف حقانی کا علیحدہ علیحدہ جواب فقیر راقم الحروف محمد حسن علی رضوی غفرلہٗ نے بھی دیا جو تا حال لاجواب ہیں۔ بہرکیف ایک جواب "زلزلہ" کا دل بہلانے اور غم مٹانے کیلئے

کسی دیوبندی مولوی عارف سنبھلی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مولوی منظور صاحب سنبھلی سے لکھوانا چاہا تو مولوی منظور کسی قیمت کسی صورت آمادہ نہ ہوتے اُن کا اعتراف ملاحظہ ہو، مولوی عارف سنبھلی نے شدید تقاضا و مسلسل اصرار کیا تو جواب دیا " یہ صحیح کہ ایک زمانہ میں بریلوی خرافات کا رد میرا خاص موضوع اور مرغوب مشغلہ تھا ...... بار بار مناظروں کی بھی نوبت آئی اور یہ مناظرے اِن کے مشہور مناظرین مولوی حشمت علی، مولوی سردار احمد وغیرہ کے علاوہ اِن کے استاذ الاساتذہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مدرسہ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی کے صدر مدرّس و شیخ الحدیث مولانا رحیم الٰہی صاحب وغیرہ سے بھی ہوتے ...... اس لیے بریلویات کے موضوع سے جو میری خاص واقفیّت اور مناسبت تھی میرا اندازہ ہے کہ وُہ بالکل ختم ہو چکی ہے اِس موضوُع سے متعلّق موافق و مخالف جو سیکڑوں یا ہزاروں حوالے کبھی نوکِ زبان تھے اَب حافظہ پر زور ڈالنے سے بھی شاید یاد نہ آسکیں ...... کئی سال پہلے کی بات ہے کہ ایک بڑے مخلص دوست نے بریلوی فتنہ کی طرف پھر سے توجّہ کرنے کے لیے مجھے بڑے اصرار سے اور بار بار لکھا اور میرے کسی عذر کو قبول نہیں کیا تو مَیں نے آخر میں اُن کو لکھا تھا کہ آپ یوں سمجھ لیجیے کہ اب سے ۳۰۔۳۵ سال پہلے محمّد منظور نام کا جو آدمی یہ کام کرتا تھا اب وُہ اس دُنیا میں نہیں رہا اس کی جگہ اب اسی نام کا ایک دُوسرا آدمی ہے اور وُہ بے چارہ اس

کام کا بالکل نہیں ہے۔" والسّلام۔

محمّد منظور نعمانی۔

"۲ر جون ۱۹۷۳ء دفتر الفرقان لکھنؤ۔ (بریلوی فتنہ کا نیا روپ صفحات ۱۳۔۱۸)

یہ ہے حق کی ہیبت اور مناظرہ بریلی میں شکست کی ذلّت جو اُن کو اس وادی میں دوبارہ نہ آنے دیتی تھی اور وُہ مناظرہ بریلی کے بعد مناظرہ کا نام ہی بھول گئے تھے۔

بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا

مُحدّثِ اعظم کے خلاف ہرزہ سرائی

مولوی سیاح الدین صاحب کاکاخیل معلّم الملکوت کا جانشیں بن کر کہتا ہے:

"یوں تو فتنہ تکفیر و تفسیق کے چھوٹے موٹے فتنہ گر اور تفریق و انتشار کی آگ بھڑکانے والے پاکستان کے مختلف حصّوں میں اور بھی ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس گروہ کے سرخیل مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری ہی ہیں جو قیامِ پاکستان سے قبل مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مدرسہ جامعہ رضویہ بریلی میں مدرّس تھے چونکہ بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا ان کے بڑے بڑے علماء فضلا بھی حقیقت میں علمی لحاظ سے بہت ہی پست مقام پر ہوتے ہیں اور مولوی سردار احمد صاحب اِن "اندھوں میں کانا راجہ" شمار ہوتے ہیں۔

اس لیے انہوں نے ڈھنڈورہ پیٹ پیٹ کر اُن کو اپنے شیخ الحدیث کے نام سے مشہور کر رکھا ہے ...... ۱۳۵۴ھ میں وہاں بریلی میں مدرّس تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد مولوی سردار احمد صاحب بھی بریلی چھوڑ کر یہاں پاکستان آئے ...... ان کی کوئی علمی حیثیت نہیں تھی۔" ..... وغیرہ ذٰلک من الخرافات

(دلکش نظّارہ ص ۲۰/۲۱)

تو جل جا!

بے ڈھنگی لایعنی خرافات ہزلیات اور بکواس بازی کے ماہر و خوگر یہ دیدہ دلیر ہٹ دھرم و ڈھیٹ دیوبندی وہابی مولوی کس وثوق اعتماد سے الزام تراشی اور زبان درازی کرتے ہیں اور پھر عیّاری و مکّاری سے تفریق و انتشار کا الزام اہلسنّت پر لگاتے ہیں۔ انہیں اپنے اکابر کی تکفیر و تفسیق کا بہت درد و ملال ہوتا ہے مگر تنقیص الوہیت اور توہینِ سرکارِ رسالت علیہ السّلام پر ادنیٰ سا بھی دُکھ اور خفیف سا رنج و ملال بھی نہیں ہوتا۔ مولوی کاکاخیلوی کو تکفیر و تفسیق کی آگ بھڑکانے والے تو نظر آگئے مگر توہین و تنقیص کی آگ بھڑکانے والے نظر نہ آئے؟ کیا یہ اندھے گنگوہی کی اندھی نیابت نہیں کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا اور کیا یہ اندھا پن نہیں کہ خود اقرار کرتا ہے:

"اس گروہ (سُنّی بریلوی مکتبِ فکر) کے سرخیل مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری ہی ہیں۔"

مگر اَندھے پَن سے گنگوہی کی طرح اندھا ہو کر خود اپنی تکذیب و تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"خود اپنے طبقہ میں اُن کی پذیرائی اور مقبولیت نہیں تھی۔"

(جھوٹ کا دلکش نظارہ ص۲۱)

وہ سُنّی بریلوی مکتبِ فکر کے سرخیل بھی تھے اور انہیں بریلوی مکتبِ فکر میں کوئی پذیرائی اور مقبولیت بھی حاصل نہیں تھی اس تضاد بیانی پر ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں تُو جل جا! اسی لائیلپور میں دیوبندی وہابی مولوی بازاروں میں دھکّے کھاتے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے کوئی بھُس کے بھاؤ بھی نہیں پُوچھتا تھا اور امام اہلسنّت سیّدنا مُحدّثِ اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کا جاہ و جلال اور خُداداد وجاہت و عظمت بھی ایک دُنیا نے چشمِ سر کے ساتھ دیکھی کہ جس طرف سے گزرتے جلوس بن جاتا جہاں بیٹھ جاتے جلسہ ہو جاتا۔ امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم قدس سرّہٗ کا جنازہ مُبارکہ جس شان و شوکت سے ہُوا آج تک جتنے دیوبندی وہابی مولوی مرکر مٹی میں ملے ہیں ان سب کے جنازوں میں بھی اتنا عظیم و کثیر اژدھام اور جمِّ غفیر نہ ہُوا ہوگا۔ یہ محبُوبیت و مقبولیت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

باقی رہی علمی اور رُوحانی حیثیّت تو فقیر راقم الحروف کا اُس زمانہ میں ایک ذوق و ایک انداز تھا۔ مختلف مدارس کی سالانہ رودادیں جمع کرنا اور مختلف مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی تعداد کے کوائف منگوانا بفضلہٖ تعالیٰ یادگارِ رضا مرکزِ اہلسنّت جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام

لائیلپور کے فارغ التحصیل علماء کی تعداد ہر سال تمام دیوبندی مدارس سے فارغ ہونے والوں سے کہیں زیادہ ہوتی تھی اور علماء کی ایک طویل فہرست ہے جو دیوبند، سہارنپور، ڈابھیل اور ندوۃ العلماء کے وہابی مدرسوں میں دورۂ حدیث شریف پڑھنے اور فارغ التحصیل ہونے کے باوجود امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم پاکستان سے درس حدیث شریف لینے، اور دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لیے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام میں حاضر ہوتے رہتے شرفِ تلمّذ و شرفِ بیعت حاصل کرکے حلقہ بگوشِ سُنّیت رضویت ہوجاتے مگر چونکہ مولوی کاکاخیلوی صاحب کے گنگوہی صاحب کی طرح موتیا اُتر چکا ہے، دل کی طرح آنکھوں سے بھی اندھا ہے لہٰذا کچھ نظر نہیں آتا۔ باقی مولوی کاکاخیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ "بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا" اس میں بھی مولوی صاحب نے اپنے گستاخ مسلک کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے کیونکہ ان کا ایمان و عقیدہ اور ان کے اکابر کا مسلک یہ ہے کہ شیطان لعین و مردود کا علم سیدِ عالم نورِ مجسّم، شفیعِ معظّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ ہے۔ رشید و خلیل خود لکھتے ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم) نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

تو جناب علم مانیں گے تو شیطان لعین ابلیس مردود کا مانیں گے اور سنی بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کا کیا علم مانیں گے جبکہ آقا و مولیٰ حبیبِ کبریا سرورِ انبیاء حضور پُر نور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا علم مبارک بھی شیطان مردود ابلیس لعین سے کم اور خلاف نصوصِ قطعی بتا رہے ہیں[1]۔ مگر اس باب میں دلکش نظارہ کے مصنف و حقیقی مرتب مولوی منظور سنبھلی کا اندازِ فکر مختلف ہے وہ بار بار مناظروں میں شکست کھا کھا کر علماء بریلی کا علم و فضل مان چکا ہے اور فراخدلی سے اقرار و اعتراف کر چکا ہے۔ مولوی کاکاخیلوی صاحب نہ مانیں تو نہ مانیں کچھ جبر نہیں مولوی منظور صاحب سنبھلی اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کے استفسار کے جواب میں سیدنا امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی[2] کے خداداد علم و فضل کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے عرض کیا حضرت! حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن میں اُن (مولانا احمد رضا خان[2]) کی کتابیں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ بے علم نہیں تھے بڑے ذی علم تھے کم فہم اور غبی بھی نہ تھے بڑے ذہین تھے"۔

(بریلوی فتنہ کا نیا رُوپ ص۱۶)

اور سیدی حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے بارہ میں خود اسی دلکش نظارہ میں یہی مخالف مناظر یوں اعتراف کرتا ہے:

[1] العیاذ باللہ۔ [2] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

" حاضرینِ کرام! آپ حضرات نے میرے فاضل مخاطب مولوی سردار احمد صاحب کی تقریر سُنی"!

(دلکش نظارہ ص۴۸)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی سیّاح الدّین صاحب کاکاخیلوی چونکہ زندگی بھر امامِ اہلسُنّت محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کی کسی بات کا جواب نہ دے سکے نہ سامنے آنے کی جرأت و ہمّت کر سکے لہٰذا وُہ ایسی لایعنی باتیں ہی کر سکتے ہیں۔

مولوی سیّاح الدّین صاحب کو بہت اچھّی طرح یاد ہوگا کہ جب لائیلپور کے اہلِ دیوبنّد نے مہتمم مدرسہ دیوبنّد قاری طیّب قاسمی کو ہندو کانگریس کے گڑھ دیوبنّد سے بُلایا تو اُن کی آمد پر ایک پوسٹر بعنوان "علم و عرفان کی بارش" شائع کیا تھا اس کے جواب میں امامِ اہلسُنّت حضرت محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرّحمۃ نے دیوبنّدی وہابی عقائد پر مشتمل ایک جوابی پوسٹر بعنوان "دیوبنّدی علم و عرفان" شائع کیا تھا اور قاری طیّب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبنّد سے سوالات کیے تھے مگر مولوی طیّب قاسمی دیوبنّدی کی علمی بے بضاعتی اور تحقیقی پس ماندگی دیکھیے کہ مطلقاً کُچھ بھی جواب نہ دے سکا اور بریلی شریف کے دارالعلوم کے مُحدّث کے سامنے مدرسہ دیوبنّد کا مہتمم نہ آسکا نہ اپنے اکابر کا بوجھ ہلکا کر سکا، ورنہ مولوی سیّاح الدّین کو بھی اپنے اکابر اور مُحدّثِ اعظم پاکستان کے علم و فضل کا وزن معلوم ہو جاتا۔

مہتمم مدرسہ دیوبند کی علمی بے بسی و بے چارگی کا نظارہ اہلِ لائلپور نے خوب کیا تھا۔

ذرا اکابرِ دیوبند کا علم و فضل بھی دیکھ لو

مولوی سیاح الدین کا کاخیل نے بیک جنبشِ قلم دھر گھسیٹا کہ "بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا۔" آؤ ذرا ایک نظر دیکھ لیں اکابر دیوبند میں کونسا فاضل بے بدل تھا اور انہوں نے کیا کچھ پڑھا لکھا تھا اُنکی علمی تحقیقی فقہی استعداد و قابلیت کیا تھی؟ :

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں اور خود اس راز سے پردہ اُٹھاتے ہیں کہ بابائے وہابیت و دیوبندیت مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے پیرو مُرشد سید صاحب کافیہ تک پڑھے ہوئے تھے

(قصص الاکابر ص۲۸)

مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرفعلی تھانوی صاحبان کے پیرو مُرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق لکھا ہے:

حضرت حاجی صاحب ایک شیخ تھے عالم ظاہری پُورے نہ تھے۔"

(قصص الاکابر ص۹۷)

مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق لکھا ہے اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کھلے دل سے اعتراف کیا ہے:

فرمایا کہ "مولانا محمد قاسم صاحب نے کتابیں کچھ بہت زیادہ نہیں پڑھی تھیں

بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہ پڑھا تھا۔"

(قصص الاکابر ص۱۵۶)

(و سوانح قاسمی جلد اوّل ص۲۲۹ و ارواحِ ثلٰثہ)

"جب امتحان کے دن ہوئے مولوی (مولوی محمد قاسم صاحب) امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔"

(سوانح قاسمی جلد اوّل ص۲۲۴)

"پھر مولوی صاحب (مولانا نانوتوی) نے مطبع احمدی میں تصحیح کتب کی کچھ مزدوری کر لی۔"

(سوانح قاسمی جلد اوّل ص۲۲۴)

مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی فقہی بے بضاعتی و بے لبسی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ غلط فتوے دے دیا کرتے تھے اور صحیح مسئلہ معلوم ہونے پر لوگوں کے گھر جا کر بتاتے پھرتے تھے، سُنیے مولانا محمد قاسم صاحب (علمی فقہی کمزوری کی بنا پر) فتوٰی نہیں دیتے تھے۔

(الہادی ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ و سوانح قاسمی جلد اوّل ص۳۸۶)

مولانا محمد قاسم صاحب میرٹھ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے عشاء کے وقت ایک مسئلہ پوچھا بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اُس وقت کوئی ایسے مولوی صاحب جو سوال کا جواب دے سکتے ہوں وہاں موجود نہ ہوں گے اور سوال میں ٹالنے کی گنجائش نہ تھی مجبوراً جیسا کہ حکیم الامت (تھانوی) فرماتے ہیں آپ نے (مولانا نانوتوی نے) اس سوال کا جواب

دیا...... (بعد میں) ایک شاگرد نے عرض کیا کہ مجھے یہ مسئلہ یوں یاد ہے...... آپ نے (مولانا نانوتوی نے) فرمایا کہ تم ٹھیک کہتے ہو...... سیدنا الامام الکبیر (نانوتوی) نے مستفتی (فتوٰی پوچھنے والے) کو تلاش کرنا شروع کیا.... (اُس مستفتی کے گھر جاکر کہا) ہم نے اس وقت غلط بتلا دیا تھا تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتلایا اور وُہ اس طرح ہے۔"

(سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۳۸۷/۳۸۸ و قصص الاکابر ص ۱۵۴)

نوٹ: مولوی قاسم نانوتوی صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب دونوں کی تعلیم گھریلو طریقہ پر پینڈو مولویوں کی طرح ہُوئی تھی، باقاعدہ حسبِ ضابطہ کسی مستند دارالعلوم یا جامعہ میں تحصیلِ علم نہ کی تھی۔ تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی، ارواح ثلٰثہ، قصص الاکابر وغیرہ میں اسی طرح مرقوم و منقول ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی کی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی علمی فقہی حیثیت و استعداد قابلِ رحم تھی یہ بھی نامکمل گھریلو پڑھائی کا نتیجہ ہے قارئینِ کرام اور اگر سیاح الدین صاحب کا کاخیل زندہ اس دُنیا میں موجود ہوں تو فتاوٰی رشیدیہ لے کر بیٹھ جائیں اور گنگوہی کی قابلِ رحم علمی فقہی بے بضاعتی کا اندازہ کرلیں، مثلاً اس میں سیکڑوں مقام ملیں گے جہاں گنگوہی صاحب نے اپنی لاعلمی و عدمِ واقفیت کا کھلم کھلا اعتراف کیا ہے جگہ جگہ لکھا ہے مجھے معلوم نہیں مجھے معلوم نہیں، ملاحظہ ہو فتاوٰی رشیدیہ میں ہے:

حال معلوم نہیں ط۵۳۶، حال معلوم نہیں ص۴۵۸، حال معلوم نہیں ص۳۸۲، حقیقت معلوم نہیں ص۴۵۸، معلوم نہیں ص۵۲۷، حال معلوم نہیں ص۵۱۰، بندہ کو معلوم نہیں ص۱۸۰، یہ حال معلوم نہیں۔ حقیقت معلوم نہیں کی فہرست بہت طویل ہے یہ ہے ان کے اکابر کی علمی پس ماندگی۔

اختصار مانع ہے ورنہ ہم امداد الفتاوٰی اور فتاوٰی دارالعلوم دیوبند کے بھی حوالہ جات نقل کرتے جس میں مولوی عزیزالرحمٰن دیوبندی اور مفتی محمّد شفیع دیوبندی مفتیانِ دیوبند نے اپنے اپنے مجموعہ ہائے فتاوٰی میں مجھے معلوم نہیں، حقیقت معلوم نہیں، حال معلوم نہیں کا رونا جگہ جگہ رویا ہے۔

اس زعمِ جہالت میں کہتے ہیں کہ بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا۔ گنگوہی صاحب کے بعد دیوبندی حکیم الاُمّت تھانوی صاحب کے علم و فضل کا دلکش نظّارہ بھی کرتے چلیں، حسبِ ذیل قسم کے دو چار نہیں متعدّد حوالے ارواحِ ثلٰثہ، اشرف السوانح، قصص الاکابر، الافاضات الیومیہ میں مل سکتے ہیں مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک حوالہ حاضرِ خدمت ہے، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی خود اقرار کرتے ہیں:

"اور میں تو اب اس کام (درس و تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔"

(ملفوظاتِ حکیم الاُمّت الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۳۶۱)

یہی وجہ ہے کہ تھانوی زندگی بھر نہ مناظرہ کے لیے سیّدنا اعلیحضرت

امامِ اہلسنّت کے سامنے آتے، نہ نجیب آباد میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مُراد آبادی کے سامنے آئے نہ امامِ اہلسنّت سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان کے چیلنج "موت کا پیغام" کا جواب دے سکے، نہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرہٗ سے مناظرہ کے لیے ۱۵ر شوال ۱۳۵۲ھ کو فیصلہ کن مناظرہ کے لیے لاہور آسکے، نہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم علاّمہ شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب قدس سرہٗ کتابِ لاجواب" وقعات السنان الیٰ حلق المساۃ بسط البنان" رد حفظ الایمان و بسط البنان کا کوئی جواب دے سکے، نہ شیر بیشۂ اہلسنّت علاّمہ ابُو الفتح عبید الرّضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی قدس سرہٗ کے بار بار کے چیلنج مناظروں کو قبول کیا، نہ حضرت شیر بیشۂ اہلِ سُنّت کی شہرۂ آفاق تصنیف" قہر واجد دیان بر ہمشیر بسط البنان" کے جواب کی توفیق ہوئی، کیونکہ وُہ پڑھا لکھا سب کچھ بھول چکے تھے اور اُن کا علم سلب ہوگیا تھا مثل مشہور ہے، دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اَب بتائیے کاکاخیلوی صاحب آپ کے اس فرمان جہنم نشان کی کیا حقیقت ہے کہ " بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا علمی لحاظ سے یہ بہت ہی پست مقام پر ہوتے ہیں ۔" یہ ہوائیاں اُڑاتے ہوئے کچھ تو شرم آنی چاہیے تھی آپ کی کون سی بات اور کونسا دعویٰ ایسا ہے جس کا جواب نہیں ہوسکتا؟ زبانِ قلم سے کچھ نکالتے وقت ہزار دفعہ سوچ لیا کرو اس کا انجام کیا ہوگا۔ ہم اور

ہمارے اکابر کتنے پانی میں ہیں۔ آپ اپنے چودھری بشیر جیسے کے اصرار اور تقاضوں پر ہزار بار دلکش نظّارہ جیسی جھوٹی کتابیں فرضی داستانیں چھاپیں ہمیں جواب کے لیے ہر وقت حاضر پائیں گے۔ ذرا اندازہ تو لگاؤ اور تخمینہ کر کے تو بتاؤ تمہارے مبنی بر کذب و افترا، دلکش نظّارہ سے کتنے سُنّی رضوی بریلوی مُسلمان حلقہ بگوشِ وہابیت دیوبندّیت ہُوئے؟ تمہاری تضاد بیانیوں کا اُلٹا تمہارے پر اثر پڑا اور بھولا بن کر پس پردہ زیرِ زمین اس تخریب کاری فتنہ و انتشار کا خود تم پر اثر پڑا۔ بھولے بن کر صلح و آشتی، اتحّاد و اشتراک و رواداری کا درس دینے والے بھی تم خود ہی بنتے ہو اور علماء و مشائخ اکابر اہلسُنّت پر شکست و فرار کا الزام بھی تم خود لگاتے ہو۔ ؎

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت

جناب آپکو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

کوسنے پیٹنے

مولوی سیاّح الدین کاکاخیلوی نے دلائل و شواہد سے بات کرنے کے بجائے مُنہ پھٹ حیا باختہ جھگڑالو عورتوں کی طرح مہنے طعنے دیتے ہوئے لکھا ہے:

”اُن علماء کرام نے جن کا دیوبند اور اکابر دیوبند سے تعلق تھا، اس معاملہ میں نہایت سنجیدگی اور شرافت سے کام لیا اور محض تفریق

بین المسلمین اور انتشار کے جُرم سے بچنے کے لیے کوئی جوابی کاروائی نہیں کی۔"

(نظّارہ ص۲۲)

جی ہاں! واقعی آپ اور آپ کا فرقہ ایسے ہی خُدا رسیدہ خدا ترس صالحین میں سے ہے ذرا اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں ہم اہلسنّت کو بین المسلمین میں شامل کرنے والے کیا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں لگاتے؟ خود اس دلکش نظّارہ اور آپ کے مقدمہ میں بار بار شرک و بدعت کی بانسری نہیں بجائی گئی؟ امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم علیہ الرحمۃ پر مردُود مرزائی قادیانی وزیرِ خارجہ ظفر اللہ سے ملاقات کرنے کا سراسر جھُوٹا الزام لگا کر فتنہ و شر پھیلا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر نہیں کیا گیا؟ محدّثِ اعظم پاکستان کی تقریر پُرتنویر کے دوران محلّہ نانک پورہ میں قاتلانہ حملہ اور پتھراؤ نہیں کیا گیا؟ جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام اور سُنّی رضوی جامع مسجد کی اراضی کے متعلق درخواستیں نہیں دی گئیں؟ رویتِ ہلال کے سلسلہ میں حضرت محدّثِ اعظم رحمہ اللہ پر مقدّمات دائر نہیں کیے؟ محدّثِ اعظم پاکستان کی حرمین طیّبین حاضری کے وقت آپ کی گرفتاری اور سزا کی جھُوٹی خبریں مشتہر نہیں کی گئیں؟ "پاکستانی" اخبار میں خبیث سے خبیث ترین غلیظ گالیاں نہیں دی گئیں؟ آخر کونسی بدمعاشی اور کونسی ذلیل حرکت تھی جو اہلِ دیو بند نے روا نہیں رکھی اور پھر دُنیا نے دیکھا **اللہ** تعالیٰ کے فضل و کرم نصرت و رحمتِ مصطفوی کے صدقہ میں غوث و رضا و گنج بخش و سُلطان الہند قدست اسرارہم کی نظرِ عنایت

اور رُوحانی تصرّف سے تمہارے گُستاخانہ عقائدِ باطلہ کا بُرج اُلٹا گیا جعلسازیوں فریب کاریوں کا شیش محل چکنا چُور ہُوا - اب آپ بھولے بنتے ہیں کہ ہم نے صبر سے کام لیا - ذرا غور کرو دیکھو یہ بازاری زبان کِس کی ہے؟:

" مگر نہ تو مولوی سردار احمد صاحب نے اس شریفانہ رویّہ سے کوئی سبق سیکھا نہ اُس کے اندھے بہرے مقلّدوں نے کوئی فائدہ اُٹھایا - ...... مگر افسوس کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس چیلے نے اپنے گرو کی طرح اس کو اپنی فتح اور کامیابی قرار دیا ..... لوگوں کی جیبوں اور ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے کسی گرفت کا ڈر نہیں ...... وغیرہ وغیرہ ذٰلک من الخرافات" - (صـ۲۲) -

ذرا غور کرو یہ بھانڈوں کی سی بازاری زبان و بیان کس کا ہے؟ پھر بھی آپ شرافت کے پیکر ہیں اور پھر خود غور کرو یہاں تک نوبت کیوں پہنچی ملّتِ اسلامیہ کا واقعی درد اور احساس تھا تو تحذیرالنّاس براہین قاطعہ ، حفظ الایمان وغیرہ کتب کی چند گُستاخانہ عبارات سے سچّے دل سے توبہ اور رجُوع کیوں نہ کرلیا - کیا یہ کتابیں صحیفۂ آسمانی تھیں ؟

آپ بھی اپنی اداؤں پہ ذرا غور فرمائیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تمہیں تکفیر کا رنج و ملال ہے توہین و تنقیص پہ ندامت اور خوفِ خدا نہیں!

جب وُہ پُوچھے گا سرِ محشر بلا کے سامنے
کیا جواب خرم دو گے تم خُدا کے سامنے

کیا تمہاری یہ جارحانہ و معاندانہ قلمکاریاں اور فریب کاریاں بھی کسی علم و تحقیق کا حصہ ہیں؟ الزام پر الزام لگاتے جاتے ہو خرافات پر خرافات کیے جاتے ہو اور معصوم بنتے رہتے ہو۔

حلوہ، مٹھائی اور پلاؤ

تو وہابیوں کو نصیب نہیں ہوتا اپنی مرغوب و محبوب غذا کوا، کپڑے ہولی، دیوالی کی کھیلیں، پوریوں سے ماتھا مارتے رہتے ہیں جشن صد سالہ مدرسہ دیوبند کے موقع پر سنجے گاندھی کے پچاس ہزار بھوجن کے پیکٹ بھی کھا جاتے ہیں، مگر ان کو اہلسنت کا حلوہ، مٹھائی اور پلاؤ کھٹکتا رہتا ہے، کیا حلوہ کوے اور بکرے کے کپوروں سے بھی برا ہے؟ باقی رہی حلوہ کی بات تو نذر نیاز فاتحہ کا نہیں لوٹ مار کا حلوہ کھانے اور بطور ہدیہ حلوہ منگوانے اور نرم نرم حلوہ کی ترغیب دینے اور ہضم کر جانے میں دیوبندی اکابر بھی مشاق و مشتاق تھے ملاحظہ ہو، لکھا ہے:

" فرمایا حضرت مولانا (رشید احمد) گنگوہی کے دانت نہ رہے تھے .... ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجیے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے"
(قصص الاکابر از مولوی اشرف علی تھانوی ص۱۴۲، والافاضات الیومیہ حصہ ۲ - ص۳۳)

قارئینِ کرام اور خود مولوی سیّاح الدّین کاکاخیلوی غور کریں کہ اکابر دیوبند کس طرح مُفت کے نرم نرم حلوہ کی تاڑ میں رہتے تھے اور حلوہ کی چاہت میں دانت بنوانا تک گوارہ نہ کرتے تھے۔

اہلسُنّت والجماعت

دلکش نظّارہ میں صفحہ ۴ پر عرضِ حال کے مرتّب اور صفحہ نمبر ۲۴ پر مقدّمہ کے راقم نے بار بار اہلسُنّت والجماعت لکھا ہے اہلِ دیوبند میں اگر کوئی اہلِ علم، اہلِ زبان و کلام ہے تو وُہ بتائے یہ "والجماعت" کس قاعدہ اور قرینہ پر ہے؟ آدھا تیتر آدھا بٹیر ہے؟

بہرحال مولوی سیّاح الدین صاحب کا یہ نام نہاد مقدّمہ حقائق سوز افتراء افروز لن ترانیوں کا مجموعہ ہے اور قطعاً بے ربط و بے مقصد ہے جس کا نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں نہ اُردو ادب سے اس کو کچھ مس ہے، نہ صداقت و شواہد کا آئینہ دار۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب و محبُوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقہ سے پاکستان اور اہلِ پاکستان و مُسلمانانِ عالم کو اِن کی فریب کاریوں سے بچائے۔ آمین۔

فقیر قادری گدائے رضوی مُحمّد حسن علی غفرلہ الولی
قادری چشتی، سگِ بارگاہِ مُحدّثِ اعظم پاکستان،

تمہارے دشمنوں کا سر کچلنے پر رہیں قائم
غلامانِ شہ احمد رضا خاں یا رسول اللہ
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

نُصرتِ خُداداد اور دلکش نظّارہ کا تقابلی جائزہ اور تحقیقی تجزیہ۔

از قلمِ باطل شکن قاطعِ بدمذہبیت کاشف کوائفِ دیوبندیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث
(رضی اللہ عنہما)

قارئینِ کرام! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آج سے تقریباً چونسٹھ [۶۴] سال قبل ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں اکبری جامع مسجد شہرِ کہنہ بریلی شریف یو پی میں اہلسنت وجماعت اور دیوبندی وہابی حضرات کے درمیان محرم الحرام میں چار روزہ ایک ناقابلِ فراموش یادگار تاریخی مناظرہ ہوا تھا جسکی حقائق پر مبنی اور قرار واقعی حقیقی، سچی روئداد اسی زمانہ میں بنام "نصرت خداداد ۱۳۵۴ھ" مناظرۂ بریلی کی مفصل روئداد چھپ کر متحدہ ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی اور دو چار دس بیس افراد نہیں شہر بریلی شریف کے ہزاروں افراد

اس کے عینی شاہد و گواہ موجود تھے۔ مناظرہ میں اہلسنّت وجماعت کے مناظر امامِ اہلسنّت امام المناظرین تاجدار مسند تدریس بحرِ علم و تحقیق امام فنِ حدیث حضرت محدثِ اعظم علامہ محمّد سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کو دیوبندی وہابی مناظر مولوی منظور صاحب سنبھلی کے مقابلہ میں بے مثال و لاجواب کامیابی اور عظیم الشّان فتح و نصرت حاصل ہوئی تھی اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مناظرہَ بریلی میں شکستِ فاش کے بعد مولوی منظور سنبھلی صاحب نے مناظرہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دستبرداری اختیار کر لی تھی، مولوی منظور کو آل انڈیا دیوبندی وہابی اسکیم کے تحت پوری منصوبہ بندی کے ساتھ مرکزِ اہلسنّت بریلی شریف میں انتشار و خلفشار پیدا کرنے اور نت نئے فتنے اُٹھانے کے لیے بڑے طمطراق سے بھیجا گیا تھا۔ مگر مناظرہَ بریلی میں عبرتناک شکست کے بعد وہ نہ صرف میدانِ مناظرہ سے بلکہ شہرِ بریلی شریف سے راہِ فرار اختیار کر گیا جب اہلسنّت وجماعت کی طرف سے مناظرہَ بریلی کی حقیقی سچّی روئداد نصرتِ خداداد شائع ہوئی تو ان لوگوں نے بھی اپنی کٹتی ہوئی ناک بچانے اور اپنی پیشانی سے شکستِ فاش کی ذلت و ندامت کا داغ مٹانے کے لیے حقائق و شواہد کو مسخ کر کے خلافِ واقع سراسر جھوٹی روئداد بنام "فتح بریلی کا دلکش نظارہ" شائع کر دی جو اوّل و آخر جھوٹ کا پلندہ ہے

قارئینِ کرام اور اہلِ علم و انصاف کی ضیافتِ طبع کے لیے ہم ایک منصفانہ تقابلی جائزہ اور تحقیقی تجزیہ پیش کر رہے ہیں اس کی بڑی وجہ

یہ بھی ہے کہ مخالفین نے یہ جھوٹ کا پلندہ یہاں پاکستان میں بھی شائع کردیا ہے اس وقت نصرتِ خداداد "مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد" اور نام نہاد فتح بریلی کا دلکش نظارہ ہمارے سامنے ہیں۔ قارئینِ کرام ان کا جانبدارانہ طرزِ عمل ملاحظہ کریں۔ یہ لوگ کس طرح دن کو رات بناتے ہیں

نمبر ۱ : اِن لوگوں کو شکایت ہے کہ جب بڑے مولانا یعنی حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے عقائد کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا تو انہوں نے مولانا سردار احمد صاحب کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے جو تحریری جواب دیا اس میں مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی عبارت غلط لکھی مولانا سردار احمد صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں "ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون ....." کے بجائے صرف ایسا علم لکھ دیا حالانکہ عبارت میں "ایسا علمِ غیب" ہے محض ایسا علم نہیں ہے اس پر حاشیہ میں انہوں نے لکھا ہے " مجیب (مولانا سردار احمد صاحب) کی چالاکی اور عیاری قابلِ غور ہے"۔

(دلکش نظارہ مطبوعہ لاہور ص ۲۷ معہ حاشیہ)

جواب : یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ حضرت سیدی محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے جو جواب ارقام فرمایا اس میں ایسا علمِ غیب کا لفظ موجود و مرقوم ہے صرف ایسا علم نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو نصرتِ خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد ص مطبوعہ لاہور)

نمبر ۲ : ان کا کہنا ہے کہ مولانا سردار احمد صاحب نے اپنے جواب میں مولوی اشرف علی تھانوی کو وہابی اور وہابیوں کا پیشوا کہا ہے اِن کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے عام جاہل ہر متبع سُنّت اور پابندِ شریعت کو وہابی کہتے ہیں۔ تعزیہ پرستوں کے نزدیک ہر وُہ شخص وہابی ہے جو تعزیہ داری کی مشرکانہ رسُوم سے منع کرے...... الخ

(دلکش نظّارہ ص۳۳)

جواب : حالانکہ یہ بھی سراسر جھُوٹ ہے وہابی کا یہ معنیٰ یہ مفہُوم لغت کی کِس کتاب میں لکھا ہے ؟ اس وقت عام جاہل نہیں مولوی منظور صاحب کے بقول فاضل مخاطب مولانا سردار احمد صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کو وہابی لکھ رہے تھے حالانکہ علاّمہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرّحمۃ نے درِ مختار میں مُحمّد بن عبدالوہاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی لکھا ہے۔ معاذ اللہ کیا وُہ عام جاہل تھے ؟

مولوی حُسین احمد صدر دیوبند

لکھتے ہیں " شانِ نبوّت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں وہابیہ نہایت گُستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سَرورِ کائنات (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) خیال کرتے ہیں۔"

(الشّہاب الثّاقب ص۴۷)

یہاں مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے بھی

شانِ رسالت شانِ نبوّت میں گستاخی کرنے والے کو وہابی بتایا ہے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی

نے بھی وہابی کا معنی اور مفہوم کے طور پر وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہمارے نزدیک اس (ابن عبدالوہاب نجدی وہابی) کا وہی حکم ہے جو صاحبِ درِ مختار نے فرمایا اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی جو (مسلمانوں سے) قتال کو واجب کرتی ہے علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (ابن) عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوتے ان کا عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر اُنہوں نے اہلسنّت اور علماءِ اہلسنّت کے قتل کو مباح سمجھ رکھا تھا۔"

(المہند علی المفند ملخصاً ص۱)

اس کتاب کو دلکش نظارہ کے مقدمہ میں معتبر مانا ہے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی وہابی کے وُہ من گھڑت معنی بیان نہیں کیے جو دلکش نظارہ کے کذّاب مرتّب نے بیان کیے ہیں۔ اب جب کہ وہابی کے معنی اور مفہوم کا فیصلہ اکابر دیوبند کی مستند کتب سے ہوگیا تو اب دیکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اور مولوی منظور سنبھلی صاحب

وہابی ہیں یا نہیں اور مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرّحمۃ نے صحیح اور سچ کہا تھا یا نہیں ؟ ملاحظہ ہو۔

مولوی اشرف علی تھانوی اقراری وہابی ہیں

محدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمّد سردار احمد صاحب علیہ الرّحمۃ نے اپنے جواب میں غلط نہیں کہا تھانوی صاحب خود اقرار داعتراف کرتے ہیں:

”بھائی یہاں (ہمارے مدرسہ میں) وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو۔“

(اشرف السوانح جلد ۱ ص۴۵)

اقرار پر اقرار

تھانوی صاحب برملا فرماتے ہیں:

”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں۔“

(الافاضات الیومیہ جلد ۵ ص۶۷)

بتاؤ اب بھی تھانوی صاحب کے وہابی ہونے میں کچھ کمی ہے ؟ کیا مولانا سردار احمد صاحب نے غلط فرمایا تھا ؟ مولوی اشرف علی تھانوی بھی ابن عبدالوہاب نجدی کی طرح شرک و بدعت کے تھوک کے ڈیلر تھے۔

مولوی منظور بڑے سخت وہابی

مولوی منظور سنبھلی کا اپنا اقرار و اعتراف بھی موجود ہے کہتے ہیں:
"ہم خود اپنے بارہ میں بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔"

(سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۹۲)

انصاف پسند قارئینِ کرام خود فیصلہ کر لیں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وہابی ہیں یا نہیں مولوی منظور صاحب نے اپنے وہابی ہونے کا علی الاعلان اقرار کیا ہے یا نہیں؟ بتاؤ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ نے کیا غلط کہا؟ دلکش نظارہ کے مرتب نے اپنے اکابر کی تصریحات اور اپنے اکابر کے اعتراف کے برعکس وہابی کے من گھڑت معنی بیان کر کے اپنی مصنوعی روئداد کو داغدار بنا دیا کچھ شرم نہ کی۔

تعزیہ داری

باقی رہی تعزیہ داری تو یاد رکھیں جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کان پور بھارت کے ایک گاؤں بجنیر پورب میں تعزیہ بنانے کی اجازت دی۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۱۳۹)

اور تھانوی صاحب کے استاد مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی

نے اجمیر میں اہلِ تعزیہ کی نصرت (امداد کرنے) کا فتویٰ دیا۔"

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۱۳۸)

حوالہ غلط ثابت کرنے پر دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ لہٰذا وہابی کے اُلٹے سیدھے معنی بیان کرنے میں دلکش نظّارہ کے مرتب کا تانا بانا ہی غلط ہے اور وہابی کا ایسا معنی و مفہوم کسی نے بھی نہیں لکھا جو دلکش نظّارہ میں ذکر کیا گیا۔

نمبر۳: دلکش نظّارہ میں صفحہ ۲۵ پر بڑی موٹی سُرخی کے ساتھ انعقادِ مناظرہ کے اسباب بیان کیے ہیں کہ محمّد شبیر دیوبندی وہابی ساکن بریلوی سیکرٹری اِسلامی تجارتی کمیٹی لکھنو کا بڑا بھائی وہابی ہوگیا ہے وُہ دیوبندی وہابی مولوی اشرف علی تھانوی کو مانتا ہے ..... وغیرہ وغیرہ اس پر حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمّد حامد رضا خاں صاحب قدس سرّہٗ سے مسئلہ معلوم کیا تو انہوں نے زبانی جواب دیا انہوں نے لکھوانا چاہا تو محدّثِ اعظم مولانا محمّد سردار احمد صاحب اُس وقت دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی کے مدرس نے فتویٰ لکھ کر دیا جس میں مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت بھی نقل فرمائی اس فتویٰ کا نام نہاد جواب مولوی رفاقت حسین عمروی نے دیا اور پھر تھانوی صاحب کی حفظ الایمان پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ اس وقت مجھے یہ بتانا ہے کہ یہ مناظرہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے عقائد اُنکی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت پر ہونا قرار پایا تھا، اس بات کی حسبِ ذیل تحریر

" دلکش نظّارہ " میں درج نہ کرکے انصاف اور دیانت کا خُون کیا
وُہ تحریر یہ تھی :
" ہمکہ محمد شبیر ولد معین الدّین قوم شیخ ساکن سہسوانی ٹولہ اور
حامد یار خاں ولد محمد یار خاں ساکن بذریعہ عنایت گنج ہیں ہمارے
دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہُوا ہے کہ سُنّی وہابی کا جھگڑا علماء کے
درمیان ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پریشان رہتے ہیں مولوی اشرف علی
صاحب کو کافر مولوی منظور احمد صاحب کو وہابیؔ مولوی سردار احمد صاحب
گورداسپوری مدرّس مدرسہ منظرِ اسلام بتاتے ہیں ہم اسی کے بارے
میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں اگر آپ (یعنی مولوی منظور صاحب) ان
یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کریں گے تو دراصل
ہم لوگ آپ کو وہابی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے ۔"

نقط محمد شبیر بقلم خود حامد یار خاں بقلم حکیم ابرار احمد

مگر افسوس صد افسوس دیانت اور انصاف کا خون کرتے ہوئے
موضوع مناظرہ سے متعلّق فریقین کی یہ معاہدہ پر مبنی تحریر دلکش نظّارہ
میں شامل نہیں کی اور نہ صرف یہ بلکہ مولوی منظور صاحب اصل وجہ نزاع
اور طے شدہ موضوع مناظرہ سے ہٹ کر اپنی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی
سے حفظ الایمان کی عبارت کی بجائے مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر النّاس
پر مناظرہ کرنے پر زور دیتا رہا اور ضد و اصرار کرتا رہا یہ مولوی
منظور صاحب کا کھُلا فرار اور معاہدہ سے انحراف تھا جو اس کی کھُلی

شکست کے مترادف تھا۔

نمبر ۴ : اہلسنّت وجماعت کی طرف سے انتظامی صدر مناظرہ مجاہدِ ملّت مولانا شاہ علّامہ محمّد حبیب الرّحمٰن صاحب قادری الٰہ آبادی[1] مقرّر ہُوئے، دیوبندی وہابی حضرات نے مولوی رونق علی صاحب مدرّس مدرسہ اشفاقیہ کو صدر مقرّر کیا مگر وُہ پہلے روز کے ایک دن کے مناظرہ کی تاب بھی نہ لاسکا اور بھاگ کھڑا ہُوا اور وہابیہ کو اپنا نالائق صدر بدل کر مولوی اسمٰعیل سنبھلی مُرادآبادی کو صدر بنانا پڑا، یہ بھی اِنکی شکست و فرار کے مترادف تھا کہ نئے صدر کے تقرّر پر بحث و مباحثہ کا نیا دروازہ کھُل گیا اور کافی وقت ضائع ہُوا۔

نمبر ۵ : یہ کہ حضرت محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ نے اپنی پہلی تقریر شروع فرمائی تو خلافِ ضابطہ مولوی منظور نے بھی بے جا مداخلت کرتے ہوئے زورا زوری اپنی تقریر شروع کر دی چند منٹ دونوں تقریریں جاری رہیں آخر مولوی منظور کی تقریر محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کی پُرجوش گرجدار آواز میں دب کر رہ گئی اور مولوی منظور بےچارہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور مولانا سردار احمد صاحب سے کہنے لگا آپ تو مولانا حشمت علی خان صاحب سے بھی بڑھ گئے۔ قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ یہ امر واقعہ دلکش نظّارہ میں شامل نہیں کیا گیا اپنی شکستِ فاش پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ واقعہ تلف کر دیا۔ یہ روئداد میں ہیرا پھیری من مانی ترمیم و تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

[1] رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ۔

نمبر۶ : مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے معقول مطالبہ سے مجبور ہو کر مولوی منظور صاحب ایک تحریر دیتے ہوئے کہتے ہیں :

"آپ کے مطالبہ میں تعلیق بالمحال ہے اور وہ ناجائز ہے حضرت محدّثِ اعظم علیہ الرحمہ نے منطق کے موضوع اور تعلیق بالمحال کے استعمال پر پانچ معرکۃ الآرار سوالات کیے مولوی منظور صاحب کچھ جواب نہ دے سکا پھر مولانا سردار احمد صاحب نے فرمایا قرآنِ عظیم میں تعلیق بالمحال موجود ہے تین آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک حدیث پاک پڑھی مولوی منظور صاحب پانچ سوالات تین آیات ایک حدیث شریف کا قطعاً کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر ایک سوال کے جواب میں مولوی منظور نے ڈرتے ڈرتے دبی زبان سے کہا قضیہ شرطیہ کے اطراف کسی طرح قضایا نہیں ہوتے۔ محدّثِ اعظم پاکستان نے فرمایا :

"کیا نہ بالفعل ہوتے ہیں نہ بالقوۃ ؟ مولوی منظور صاحب مسلسل مبہوت و خاموش و محو سکوت رہے یہ پورا واقعہ اور جملہ سوالات دلکش نظّارہ میں اپنی بد دیانتی سے اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے شامل نہیں کیے گئے۔ یہ کیسا جھوٹا دلکش نظّارہ ہے۔

نمبر۷ : منطق کے موضوع پر مولوی منظور صاحب نے عام چیلنج کیا اس دوران ایک طالب علم شاگرد مولانا سردار احمد صاحب مولانا مولوی نظام الدین صاحب الہ آبادی نے مولوی منظور صاحب پر سوال جڑ دیا منظور صاحب بتاؤ منطق کا موضوع کیا ہے ؟ مولوی منظور صاحب

نے لاجواب ہو کر کہا آپ کو مجھ سے گفتگو کا کوئی حق حاصل نہیں !،
صدرِ اہلسنّت حضرت علاّمہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ علیہ الرّحمۃ نے فرمایا آپ نے چونکہ عام چیلنج کیا ہے اس لیے مولوی نظام الدّین صاحب کو آپ سے سوال کرنے کا حق حاصل ہے ۔ مولوی منظور تھک ہار کر کہنے لگا مولوی سردار احمد صاحب یہ منطق کی باتیں چھوڑیئے عوام اس کو نہیں سمجھ سکتے ۔ محدّثِ اعظم نے فرمایا تم نے پہلے اپنی منطق دانی کا دعوٰی ہی کیوں کیا تھا افسوس کہ دلکش نظّارہ میں یہ باتیں بھی شامل نہیں کی گئیں اپنی واضح شکست پر پردہ ڈالنا چاہا ۔ الغرض مولوی منظور صاحب محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کے منطقی سوالات کے جواب نہ دے سکے ۔

نمبر ۸ : جب مولوی منظور صاحب منطق کے موضُوع اور منطقی سوالات سے بھاگنے لگا تو محدّثِ اعظم صاحب نے فرمایا آپ مجھے الفاظ کے غلط استعمال کی تحریر دیں تو مولوی منظور نے غلط الفاظ پر مشتمل کٹی ہوئی تحریر دی جس میں تعلیق بالمحال کو تایق بالمحال لکھا اور پھر کاٹا اور اپنے دستخط سے کٹی ہوئی تحریر محدّثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کی جو محدّثِ اعظم پاکستان کے پاس محفوظ تھی ۔

یہ پُوری سرگذشت خیانت اور بد دیانتی کی نذر ہوگئی اور دلکش نظّارہ میں شامل نہ کی ۔ تاکہ شکستِ فاش پر پردہ پڑا رہے ۔ نجدی جہالت کے ڈھول کا پول نہ کھُل جائے ۔

نمبر ۹ : سُنّی مناظر محدّثِ اعظم مولانا سردار احمد صاحب اپنے دعوٰی

پر مشتمل پہلی تقریر کی جس میں تکفیر تھانوی کا دعویٰ اور اس پر دلائل تھے مولوی منظور نے اس دعویٰ اور دلائل پر اعتراض کرنا تھے اُن کی تقریر جوابی اعتراضی تقریر ہوتی لیکن دلکش نظّارہ میں فرضی مرتّب مولوی رفاقت حُسین یا حقیقی مرتّب خود بدولت مولوی منظور صاحب نے محض ضد و جہالت سے مولانا سردار احمد صاحب کی دعویٰ پر مشتمل تقریر کو اعتراضی تقریر تحریر کیا، جو سراسر خلافِ واقع ہے۔

نمبر۱۰ : دلکش نظّارہ میں دیانت و امانت کا خُون کرتے ہوئے خائن مرتّب نے مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر صفحہ ۴۶ کی آخری دو سطروں اور صفحہ ۴۷ مکمّل اور صفحہ ۴۸ نصف تک محدُود و مختصر کردی تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر تقریر درج کی جبکہ مولوی منظور کی پہلی تقریر صفحہ ۴۸ کی سات سطریں صفحہ ۴۹ سے لے کر صفحہ ۵۴ نصف سے کچھ کم تک گویا ساڑھے پانچ صفحات پر پھیلا کر پیش کی اور مناظرہ کے علاوہ من مانے دلائل و حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا۔ جبکہ مناظرہ بریلی کی سُنّی روئداد نصرتِ خُداداد میں مولانا سردار احمد صاحب کی پہلی تقریر صفحہ ۵۲ پر نصف ص ۵۳ پُورا صفحہ ۵۴ نصف صفحہ گویا مجموعی طور پر دو صفحات پر مشتمل تقریر ہے جبکہ مولوی منظور کی تقریر سُنی روئداد میں تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر ہے۔

نمبر۱۱ : مولانا سردار احمد صاحب کی دُوسری تقریر دلکش نظّارہ میں صفحہ ۵۴ پر چار سطر کم پُورا صفحہ اور صفحہ نمبر ۵۵ کی سطر چھ تک ہے

جبکہ مولوی منظور صاحب کی تقریر دلکش نظّارہ میں صفحہ ۵۵ پر چھ سطر کم پُورا صفحہ اور صفحہ ۵۶ پُورا صفحہ، صفحہ ۵۷ پُورا صفحہ ۵۸ پُورا صفحہ ۵۹ پُورا صفحہ ۶۰ چھ سطر کم پُورا صفحہ ۔ مولوی منظور کی تقریر گویا چھ پونے چھ صفحات پر پھیلی ہُوئی ہے ۔

نمبر ۱۲ : مولانا سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ کی تیسری تقریر دلکش نظّارہ میں صفحہ ۶۰ کی چھ سطریں صفحہ ۶۱ پُورا صفحہ ۶۲ پُورا صفحہ ۶۳ کی تین سطریں ۔ مگر مولوی منظور صاحب کی تقریر تین سطر کم پُورا صفحہ ۶۳ سے شروع ہو کر چار سطر کم صفحہ ۷۲ تک گویا ساڑھے نو صفحات تک پھیلی ہُوئی ہے ۔ یہ ہے دیوبندیوں کی دیانت وامانت یہاں بھی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے ۔

نمبر ۱۳ : محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کی چوتھی تقریر دلکش نظّارہ میں صفحہ ۷۲ کی چار سطریں اور پُورا صفحہ ۷۳ پُورا صفحہ ۷۴ پُورا صفحہ ۷۵ کو تین صفحات ۴ سطر تک محدُود ہے جبکہ مولوی منظور صاحب کی تقریر دلکش نظّارہ میں صفحہ ۷۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۸۱ تک پُورے چھ صفحات تک پھیلی ہُوئی ہے، یعنی دو گنے صفحات تک وسعت دی۔

نمبر ۱۴ : تیسرے دن کا مناظرہ مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر صفحہ ۸۳ سے شروع ہو کر ۸۶ کی ۷ سطروں تک گویا سوا تین صفحات جبکہ مولوی منظور صاحب کی تقریر صفحہ ۸۶ تا صفحہ ۹۳ ۔ مکمّل آٹھ صفحات پر پھیلی ہُوئی ہے اور یوں دیانت وامانت کے ساتھ حقیقت پسندی کا

خون کیا ہے اور من مانا تصرف کیا۔

نمبر ۱۵ : امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کی تقریر صفحہ ۹۲ کی ڈیڑھ سطر صفحہ ۹۴ - ۹۵ دو صفحے پُورے اور صفحہ ۹۶ کی چھ سطریں جبکہ اس کے مقابل مولوی منظور کی تقریر صفحہ ۹۶ سے لے کر صفحہ ۱۰۱ تک پونے چھ صفحات تک پھیلا دی گئی ہے جس میں من مانے دل پسند دلائل کے بعد اضافہ کیا گیا۔ جن کا مناظرہ کی اصلی تقاریر سے کوئی تعلق نہیں۔

نمبر ۱۶ : حضرت محدّثِ اعظم قدّس سرّہٗ کی تقریر شریف صفحہ ۱۰۱ کی ۵ سطر اور صفحہ ۱۰۲ - ۱۰۳ یعنی دو صفحات پر ہے اور مولوی منظور کی تقریر صفحہ ۱۰۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۰۸ تک یعنی پُورے پانچ صفحات پر ہے۔

نمبر ۱۷ : سیّدی محدّثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تقریر صفحہ ۱۰۸ کی ڈیڑھ سطر اور صفحہ ۱۰۹ پُورا اور صفحہ ۱۱۰ تین سطر کم پُورا صفحہ یعنی صرف دو سطر کم دو صفحات پر ہے اور مولوی منظور کی تقریر صفحہ ۱۱۰ کی تین سطریں اور صفحہ نمبر ۱۱۱ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۸ تک اور صفحہ ۱۱۹ کی دو سطریں گویا سوا سات صفحات تک پھیلی ہوئی ہے۔

انصاف پسند قارئین خود غور کریں یہ کھلا دجل اور خیانت ہے یا نہیں؟

نمبر ۱۸ : حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدّس سرّہٗ کی تقریر شریف صفحہ ۱۱۹ دو سطر کم تین صفحات ۔ اور مولوی منظور کی تقریر صفحہ ۱۲۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۳۰ تک کچھ کم ۹ صفحات پر محیط ہے۔ کاش کہ دیوبندی اپنی نام نہاد

روئداد میں یہ لکھ دیتے کہ مولانا سردار احمد نے تقریر کی ہی نہیں۔

نمبر ۱۹ : مولانا سردار احمد صاحب قبلہ قدّس سرّہٗ کی تقریر صفحہ ۱۳۰ کی چند سطر اور صفحہ ۱۳۱ - ۱۳۲ دو صفحات پُورے گویا سوا دو صفحات جبکہ مولوی منظور سنبھلی کی تقریر صفحہ ۱۴۰ نصف تک ساڑھے سات صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ خیانت و تصرّف کا یہ تماشا ہر تقریر میں دکھایا گیا ہے۔

نمبر ۲۰ : حضرت سیّدی محدّثِ اعظم قدّس سرّہٗ کی تقریر صفحہ ۱۴۰ کی چند سطر صفحہ ۱۴۱ پُورا صفحہ یعنی کل ڈیڑھ صفحہ اور مولوی منظور کی تقریر صفحہ ۱۴۲ سے شروع ہوکر صفحہ ۱۴۷ کی چار سطروں تک سوا چھ صفحات تک ہے۔ پھر صفحہ ۱۴۷ سے لے کر صفحہ ۱۴۹ کی چار سطروں تک مولانا سردار احمد علیہ الرّحمۃ کی تقریر ہے پھر مناظرہ کے چوتھے دن کی کاروائی شروع ہوجاتی ہے مولانا سردار احمد صاحب قدّس سرّہٗ کی ہر تقریر کو دیوبندی روئداد کے بد دیانت اور خائین مرتّب نے کم سے کم کرکے رکھ دیا اُن کے دلائل و حوالہ جات کو یہ کہہ کر نقل نہ کیا، وہی دلائل وہی حوالہ جات تھے جو پہلے دے چکے تھے، وغیرہ جبکہ مولوی منظور کی ہر تقریر کو خُوب بڑھا چڑھا کر میدانِ مناظرہ سے دوگنی تین گنی کرکے پیش کیا گیا اور اس طرح اپنے دجل و فریب کا ریکارڈ ثبوت فراہم کیا ہے اور تقاریر کی نقل میں خیانت و بے ایمانی کا یہ سلسلہ چوتھے دن بھی برقرار رہا مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرّحمۃ کی

ہر تقریر کم سے کم نقل کی اور مولوی منظور کی تقاریر پُورا زور لگا کر زیادہ سے زیادہ نقل کیں۔ مولوی منظور کی تقاریر چھ چھ سات سات صفحات پر اور مولانا سردار احمد علیہ الرّحمۃ کی تقاریر ڈیڑھ دو صفحات لکھی گئیں حالانکہ دُنیا جانتی ہے سیّدی محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ کی تقاریر تین گھنٹہ سے کم نہ ہوتی تھی بلکہ جلسوں میں چار چار پانچ پانچ گھنٹے تقریر فرماتے جبکہ درسِ حدیث شریف مسلسل ۷۔۸ گھنٹہ تک دیتے تھے۔

متلاشیانِ حق و انصاف کے لیے آسان راستہ

قارئینِ کرام! یہ حقیقت تو ہم نے بحوالہ صفحات و سطور ثابت کر دی کہ دیوبندی روداد دلکش نظارہ کے خائین مرتّب نے عذابِ قبر و حشر و آخرت سے بے خوف ہو کر پُورے دجل و خیانت سے اپنی روداد میں جانبدارانہ طرزِ عمل کا بھرپُور مظاہرہ کیا ہے اور تقاریر کی نقل میں دیانت و امانت کا خُون کیا ہے اور عوام کو خُوب خُوب مغالطہ دینے کی مذمُوم کوشش کی ہے اب ایسے حالات میں متلاشیانِ حق و انصاف کسی صحیح نتیجہ پر کِس طرح پہنچیں ہم اُن کو صحیح اور سیدھا آسان راستہ بتاتے ہیں قارئینِ کرام دیوبندی روداد میں مولوی منظور صاحب کی ہر لمبی چوڑی تقریر کا مکمّل و مفصّل جامع و محقّق جواب زیرِ نظر سُنی بریلوی رُوداد نصرتِ خُداداد میں محدّثِ اعظم پاکستان کی تقاریر میں تلاش کریں اور موازنہ کرتے ہُوئے دلائل نفی و اثبات کا جائزہ لیں اور خود فیصلہ کریں، کون

سچا ہے کون جھوٹا ہے۔

موضوعِ متعیّنہ سے مولوی منظور کا بار بار فرار

یہ مناظرہ حفظ الایمان کی گستاخانہ رسوائے زمانہ کفریہ عبارت پر مقرّر تھا لیکن مولوی منظور خلط مبحث کرتے ہوئے موضوعِ مناظرہ سے ہٹ کر بار بار اطلاق عالم الغیب اور محض مسئلہ علمِ غیب پر بحث شروع کر دیتا، موضوعِ متعیّنہ پر گفتگو سے پہلو تہی کرتا مگر اس کا مدِّمقابل ایک زبردست عبقری مدرس اور فنِ تدریس کا مسلمہ امام و تاجدار تھا جو بیک وقت جواں علم، جواں عزم جواں سال فاضل محقق تھا اُس کے سامنے چلنا اور بے باکی و جرأتِ لب کشائی کوئی آسان کام نہ تھا بات بات پر ہندی کی چندی ہو رہی تھی اس قدر شدید مواخذہ اس کا کبھی نہ ہوا ہوگا اُس کی فرار و قرار کی راہیں مسدود کر دی گئی تھیں اُس کے محدود اور رَٹے ہوئے دلائل کی پُونجی ختم ہو چکی تھی لہٰذا پٹڑی سے اُتر جانے کی کوشش کرنا کبھی تحذیر النّاس پر مناظرہ کی خواہش کا اظہار کرنا کبھی اطلاق عالم الغیب کی بحث چھیڑ دینا کبھی ختمِ فاتحہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا حالانکہ تحذیر النّاس وغیرہ کتبِ وہابیہ پر بحث و مناظرہ حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت کے فیصلہ ہونے کے بعد متعیّن تھا اور حضورِ اقدس سیّدِ عالم نُورِ مجسّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر عالم الغیب کے عدمِ اطلاق پر ہم اہلسنّت اور دیوبندیوں وہابیوں کا

اختلاف ہے ہی نہیں اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت علیہ الرّحمۃ نے الامن والعلیٰ میں اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ رد سیف یمانی میں علامہ مفتی محمّد اجمل صاحب نے بھی وضاحت کردی ہے۔ مناظرۂ بریلی میں خود سیّدی امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ نے وضاحت فرمادی تھی پھر بھی مولوی منظور عالم الغیب کو موضوعِ سخن بناکر خلط مبحث کا ارتکاب کرتا، اسکی بے بسی اُس کے اپنے ساتھیوں کیلیے عبرت انگیز تھی اطلاق عالم الغیب کی مفصّل و جامع بحث قارئینِ کرام زیرِ نظر کتاب " نصرتِ خُداداد " مناظرۂ بریلی کی مفصّل رو ئداد کی تیسرے دن کی رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

محدّثِ اعظم قدس سرّہٗ کی کامیابی کا راز

یہاں یہ بات بتانا اور واضح کر دینا ضروری ہے کہ محدّثِ اعظم پاکستان کی کامیابی کا راز کیا تھا اس کی متعدّد اہم، خصُوصی اور توجہ طلب وجوہات ہیں :

۱۔ مولوی منظور پیشہ ور مناظر تھا جس کا ذریعۂ معاش ہی مناظرہ کرنا پھر ہارنا پھر چیلنج دینا پھر مار کھانا پھر مناظرہ کرنا پھر ہارنا تھا جبکہ محدّثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللّٰہ علیہ ایک خالص دینی جذبہ مذہبی مسلکی ولولہ سے دل کی تڑپ کے ساتھ عظمت شانِ رسالت کے تحفّظ و دفاع کے لیے مناظرہ کر رہے تھے یہ جذبۂ صادقہ مولوی منظور میں نہ تھا۔

۲۔ حضرت محدّثِ اعظم پاکستان ایک باکمال ذی استعداد عبقری مدرّس

و فاضل و محقّق تھے تحصیلِ علوم کے زمانہ میں بھی وُہ اپنی جماعت میں منفرد و ممتاز استعداد و قابلیّت کے حامل تھے ان کی بے مثال قابلیّت علمی استعداد کی بنا پر ہی اُن کو مرکز اہلسُنّت بریلی شریف کے مرکزی دارالعلوم میں ایک دَم مدرّس دُوم اور ناظم تعلیمات مقرّر کیا گیا تھا جبکہ منظور سنبھلی کو تدریس اور علومِ عربیہ پر اس قدر مہارت و قدرت حاصل نہ تھی۔

۳۔ حضرت محدّثِ اعظم پاکستان کی مثالی استعداد و قابلیّت اور علمی تحقیقی وسعت و برتری کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ زمانہ طالب علمی کے علاوہ بطور مدرّس و ناظم تعلیمات و صدر المدرسین و شیخ الحدیث بریلی شریف میں سولہ سال گزارے تھے سیّدنا اعلیٰ حضرت کا ذاتی کتب خانہ ذاتی دارالمطالعہ ، حضرت حجۃ الاسلام حضرت سیّدنا مفتیٔ اعظم کا ذاتی کُتب خانہ صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی کا ذاتی کتب خانہ دارالمطالعہ اُن کے زیرِ تصرّف و زیرِ مطالعہ تھا اور سیّدنا اعلیٰحضرت امامِ اہلسُنّت کی وہ سیکڑوں علمی تحقیقی کتابیں جو ابھی زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی تھیں وُہ محدّثِ اعظم پاکستان کے زیرِ مطالعہ تھیں اور وُہ بے دریغ اعلیٰ حضرت کی غیر مطبُوعہ کتابوں تک کے حوالے دیدیا کرتے تھے مولوی منظور کی وسعتِ علم اتنی نہ تھی۔

۴۔ چوتھی بڑی وجہ مولوی منظور کی شکستِ فاش کی یہ بھی تھی کہ مختلف علماء اہلسُنّت سے عموماً اور حضرت شیر بیشۂ اہلسُنّت علّامہ ابُوالفتح عبیدالرّضا مولانا محمّد حشمت علی خاں صاحب قدّس سرّہٗ سے مولوی منظور

نے پے در پے جو مناظرے کیے شکستیں کھائیں شلاً چندوسی ضلع مُراد آباد کا مناظرہ، راندیر سورت کا مناظرہ، سنبھل ضلع مُراد آباد کا مناظرہ، گیا کا مناظرہ، ادری کا مناظرہ، رنگون کا مناظرہ، ہلدوانی کا مناظرہ، نینی تال کا مناظرہ، بھدرسہ کا مناظرہ، مہوہ پاکھر کا مناظرہ، بھاؤپور کا مناظرہ لاہور کا فیصلہ کُن مناظرہ، دھانے پور کا مناظرہ، ملتان شہر کا مناظرہ، ڈیرہ غازیخاں کا مناظرہ، شہر سُلطان کا مناظرہ، قصبہ تلون کا مناظرہ وغیرہ وغیرہ۔

بکثرت مناظروں کی روئدادیں اور مختلف دیوبندی اکابر مناظرین اور بالخصوص مولوی منظور صاحب کے چوٹی کے رٹے ہوئے اعتراضات و اہم سوالات سے محدثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخوبی واقف تھے اور وُہ جانتے تھے یہ کتنے پانی میں ہیں ان کا علمی حدود اربعہ کیا ہے، مختلف مناظروں میں اس کی کارگزاریوں کا نقشہ اُن کے پیشِ نظر تھا لہٰذا حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ نے مولوی منظور صاحب کو مناظرہ کے پہلے دن ہی دبوچ لیا تھا، بات بات پر ایسی شدید اور مضبُوط گرفت کی جاتی یا تو مولوی منظور سر پکڑ کر بیٹھ جاتا یا بے بسی و بے چارگی کے عالم میں کہتا " آپ جیسا ڈھیٹ آپ جیسا ہٹ دھرم اور ضدی مناظر میں نے نہیں دیکھا" نام نہاد دلکش نظارہ میں دس جگہ تو ایسے الفاظ راقم الحروف نے خود دیکھے ہیں حضرت محدثِ اعظم قدس سرہٗ اس کو پھڑکنے نہ دیتے، ایک ایک بات پر متعدد مواخذے فرماتے، یہ

چیزیں مولوی منظور کی شکستِ فاش کا باعث بنیں۔ حضرت اُن سے اغلاط کی تحریر لیے بغیر آگے نہ چلنے دیتے، مولوی منظور صاحب کو تحریر لے کر ایسا جکڑتے کہ من مانی دبے اصولی نہ کر سکتا تھا۔

تاویلات کے تضاد سے کفر

امام اہلسنّت سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرّحمۃ الرضوان نے تیسرے دن کے مناظرہ میں حفظ الایمان کی گستاخانہ و رسوائے زمانہ عبارت کی مختلف النوّع و متضاد تاویلات سے عبارت حفظ الایمان کا کفریہ ہونا ثابت کیا کیونکہ عبارتِ حفظ الایمان کی بسط البنان میں کچھ تاویل کی ہے مولوی حُسین احمد ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے الشّہاب الثّاقب میں کچھ تاویل کی ہے مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاند پوری نے توضیح البیان میں کچھ اور ہی تاویل کی ایڈیٹر النجم شیخ الخوارج مولوی عبدالشکور کاکوروی نصرتِ آسمانی میں کچھ اور ہی تاویل کی ہے اور مولوی منظور سنبھلی نے اپنی من مانی تاویل کی تو اِن سب تاویلات کے تضاد سے صاحبِ حفظ الایمان کا کُفر ثابت ہوتا ہے اور محدّثِ اعظم نے اس پر جَم کر وار کیا یہ نیا اور نرالہ وار تھا، مولوی منظور نے میدانِ مناظرہ میں اس کا جواب دیا اور نہ اپنی اضافہ شدہ روئداد دلکش نظّارہ میں اس کا کُچھ جواب دیا اور اس پر مسلسل لاجواب رہا اور بے بس ہوگیا۔ نہ اب تک کوئی دیوبندی وہابی اس کا جواب دے سکا۔

مسئلہ علمِ غیب اور تقویۃ الایمانی عبارت

تیسرے دن کے مناظرہ کے آخری اوقات اور چوتھے دن کے مناظرہ
میں امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم علیہ الرحمۃ نے دلائل و شواہد اقوال مفسرین و
ارشادات شارحین احادیث ائمہ و فقہاء کے حوالہ جات سے بھرپور یلغار
کی اور حوالہ جات و اقوالِ ائمہ کے انبار لگا دیئے مولوی منظور ان کا
تو جواب نہ دے سکا اور ذاتی علمِ غیب اور قدیم علمِ غیب اور لامتناہی
علمِ غیب یا عالم الغیب کہنے کی نفی کی آیات و احادیث دبے محل بے موقعہ
حوالے دیتا رہا جن کا موضوع زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان اور عطائی
علمِ غیب سے کچھ تعلق و ربط نہ تھا امامِ اہلسنّت محدّثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
نے فتاوٰی رشیدیہ، تقویۃ الایمان وغیرہ کتبِ وہابیہ کے حوالہ جات پیش
کیے تو بار بار مولوی منظور اتنا کہہ سکا تقویۃ الایمان قرآن واحادیث
کا ترجمہ ہے۔ سب عبارت قرآن و احادیث میں سے ہیں وغیرہ یہاں
بھی مولوی منظور کی بے کسی و بے بسی قابلِ عبرت تھی اور مولوی منظور
کی کمزوری عاجزی و لاچاری مجمع پر پوری طرح واضح تھی۔ کیونکہ وہ
اکابرینِ وہابیہ کی دوسری کتب کی گستاخانہ عبارت پر بھی وہ کوئی مدلل
محقق نئی بات نہ کر سکا۔

مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی اور مولوی عبدالشکور کاکوروی
میدانِ مناظرہ میں دوسرے روز محدّثِ اعظم علیہ الرحمۃ کے دلائل کی

مار اور شدید محقّقانہ تعاقب سے بے بس ہو کر مولوی منظور نے اپنی مدد کے لیے مولوی مُرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پُوری اور امام الخوارج مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجّم کی دہائی دی اُن کو اپنی مدد کے لیے بُلایا مگر ان میں سے کسی کو بھی آنے کی جراَت و ہمّت نہ ہوئی۔

منظُور و مُناظرہ کے حرُوف برابر

مولوی منظور سنبھلی اتنا بدحواس و مبہوت ہو چکا تھا اسے معلوم ہی نہ تھا وُہ کس عالم میں ہے اور مُنہ سے کیا کہہ رہا ہے اس کی عقل اور اس کے حواس، زبان سب پر سکتہ طاری تھا تیسرے دن کے مناظرہ میں ڈھٹائی سے کہنے لگا "میرا نام منظور ہے منظور اور منظور و مناظرہ کے حرُوف برابر ہیں۔" محدّثِ اعظم علیہ الرّحمۃ نے اس کے جواب میں فرمایا "آپ اتنا گھبرا گئے آپ کو منظور اور منظورہ میں امتیاز نہیں رہا، منظورہ اور مناظرہ کے حروف برابر ہیں نہ کہ منظور اور مناظرہ کے حروف اگر آپ کو اپنے نام کے حروف لفظ مناظرہ کے برابر ہی کرنا ہے تو اپنا نام تائے تانیث بڑھا کر منظورہ ہی رکھ لیجیے ہم بھی آپ کو آج سے مولوی منظورہ صاحب ہی کہا کریں گے۔" مولوی منظور نے اپنے دلکش نظّارہ میں اپنی اس جہالت افروز بات کا مطلقاً ذکر ہی نہیں کیا یہ واقعہ ہی ہضم کر گئے اور خیانت کی نذر ہو گیا۔

بھوکے رہتے تھے یا بھوکے مرتے تھے؟

مناظرہ کے چوتھے اور آخری دن مولوی منظور بے بس تھے اس کے ہوش قائم تھے مگر بدبختی اور جہالت کے سبب حضرت محدثِ اعظم کی کسی بھی بات کا معقول جواب دینے سے اس کی بے بسی و زبوں حالی اس کے چہرہ بشرہ سے صاف ظاہر تھی مولوی منظور نے آتے ہی ضد کی کہ آج پہلی تقریر مَیں کروں گا، حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تین روز سے حسب حیثیت میں روزانہ میں پہلے تقریر کر رہا ہُوں آج بھی حسبِ معمول میں ہی پہلی تقریر کروں گا، مگر مولوی منظور نے زمین پکڑ لی ضد پر اَڑ گئے کہ نہیں آج پہلے تقریر میں کروں گا، محدثِ اعظم نے اس خیال سے کہ ضد کر کے کہیں بھاگ نہ جائے اس کی ناز برداری کو قبول و برداشت کیا، مولوی منظور وہی رَٹی ہُوئی سابقہ تقریروں کا اعادہ کرنے لگا وہی تردید شدہ حوالے دوبارہ دینے لگا علمِ غیب کی بحث سے گزر کر ایصالِ ثواب فاتحہ خوانی پر حملہ آور ہُوا اور جھک بک مارتے مارتے کہنے لگا "مَیں فاتحہ کو بدعت کہتا ہُوں اور محرم کی سبیل لگانے اور محرم میں دُودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں اس وجہ سے مَیں کم بخت ہُوں تو مَیں ایسا کم بخت ہی اچھا ہُوں"۔

"مَیں بھی بھُوکا مرتا ہُوں اور میرے آقا محمد رسُول اللہ بھی بھُوکے مرا کرتے تھے جو حشر میرا وُہ حشر اُن کا"۔

مولوی منظور کی اس شدید ترین گستاخی اور بد ترین بکواس پر مجمعِ عام

میں اشتعال پھیل گیا، مجمع بلا تفریق مولوی منظور سے اس شدید گستاخی پر بار بار توبہ کا مطالبہ کرنے لگا مگر توبہ کسی دیوبندی وہابی کے مقدّر میں ہے ہی نہیں مجمعِ عام کے بار بار مطالبہ پر ہرگز توبہ نہ کی اور مولوی منظور اور اِن کے حواری مولوی میدانِ مناظرہ سے پُشت پھیر کر جُوتیاں چھوڑ کر اپنی کتابیں اور عینک پھینک کر ذلّت و رسوائی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہُوئے۔ مولوی منظور نے اس گُستاخی پر علی الاعلان توبہ تو نہ کی البتہ ذلّت و ندامت کا داغ مٹانے کے لیے صریح دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے بعد میں یوں کہنے لگے کہ مَیں نے تو یوں کہا تھا ''مَیں بھی بھُوکا رہتا ہُوں میرے آقا بھی بھُوکے رہا کرتے تھے'' حالانکہ چند وہابیوں کے سوا ہزاروں کا مجمع اس پر شاہد ہے کہ مولوی منظور نے یوں کہا تھا کہ ''مَیں بھی بھُوکا مرتا ہُوں میرے آقا محمّد رسُول اللہ بھی بھُوکے مرا کرتے تھے۔''

اس بات پر ہزاروں گواہ موجود تھے اگر مولوی منظور نے بعد میں گھڑے ہُوئے الفاظ کہے ہوتے تو ہزاروں کا مجمع اُن سے توبہ کا مطالبہ کیوں کرتا؟ ایک ایسے مذہب میں جس میں معاذ اللہ خدا کا جھُوٹ بولنا بھی ممکن ہو اُس مذہبِ نامہذب کے پرستار خود کیوں نہ جھُوٹ بولیں گے؟

اگر مولوی منظور دلکش نظّارہ کے حقیقی مصنّف و مرتّب اور مولوی رفاقت حسین فرضی مرتّب زندہ ہیں اور اگر وُہ بیوی رکھتے ہوں اُن کی

بیویاں زندہ ہوں تو یہ قسم دیں کہ " اگر ہم جھوٹ بولیں تو ہماری بیوی پر تین طلاق " ہم نے میدانِ مناظرہ میں یہ کہا تھا کہ " میں بھی بھوکا رہتا ہوں میرے آقا محمدؐ رسول اللہ بھی بھوکے رہا کرتے تھے"۔ مولوی منظور یہ کہے اگر میں نے بھوکا مرنے کے الفاظ استعمال کیے ہوں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ یا دلکش نظارہ کا ناشر مکتبہ مدینہ والا یا دلکش نظارہ کے مقدمہ کا مرتب مولوی سیاح الدین کاکاخیلی یہ قسم دے اور اپنی بیویوں پر تین طلاق کا اعلان کریں۔

سب سے اہم بات یہ ہے

کہ دیوبندی وہابی مناظر، دیوبندی وہابی صدر مناظرہ، دیوبندی وہابی قلمکار مقدمہ کا مرتب سب کے سب جھوٹے ہیں مولوی منظور نے جو حقیقتاً یہ کہا " میرے آقا محمدؐ رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے " یہ ان کی قرآن ثانی کتاب تقویۃ الایمان میں مذکور بابائے وہابیت مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقیدہ سے بالکل ہم آہنگ و موافق ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں ان کا مسلمہ عقیدہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضورِ اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مر کر مٹی میں ملنے کے الفاظ موجود و مذکور ہیں۔ حضور نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ یہ کذب صریح لگایا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ " میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں " (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ از مولوی اسمٰعیل دہلوی)

اگر بالفرض ایک لمحہ کے لیے مولوی منظور کی بات سچ مان لی جائے کہ انہوں نے بھُوکا مرنے کے الفاظ استعمال نہیں کیے تو کیوں نہیں کیے وُہ کس لیے صفائی پیش کر رہے ہیں بھُوکا مرنے کے الفاظ سے کیوں منحرف و لا تعلّق ہو رہے ہیں اسی لیے نا کہ بھُوکا مرنے کے الفاظ میں حضور نبیِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شدید گُستاخی اور بدترین توہین ہے تو ہم عرض کریں گے کہ " مر کر مٹّی میں ملنے کے الفاظ اور بھی زیادہ ہولناک و شدید ترین بے ادبی و گُستاخی ہے، مولوی منظور اور دُوسرے اکابر دیوبند کو تقویّۃ الایمان کے ان الفاظ کو بھی شدید توہین اور گُستاخی و بے ادبی مان کر اِن الفاظ پر کُفر کا فتوٰی دینا چاہیے ورنہ مولوی منظور اَپنے کہے ہُوئے بھُوکا مرنے کے الفاظ کے اقرار سے کیوں گھبراتے اور بھاگتے ہیں ؟ یہ انکار بھی مولوی منظور کی شکستِ فاش کی دلیل ہے۔ اس انکار سے ان کے مذہبِ نامہذّب کی بُنیادیں ہل جاتی ہیں اور ہر کم علم بھی یہ سمجھتا ہے کہ مولوی منظور صاحب " بھُوکا مرا کرتے تھے " کے الفاظ میں توہین اور بے ادبی وگُستاخی مانتے ہوئے اِن الفاظ کا انکار کر رہے تھے اب جبکہ " بھُوکا مرا کرتے " میں بے ادبی وگُستاخی ہے تو پھر تقویّۃ الایمان میں مذکور و مرقوم " مر کر مٹّی میں ملنے " کے الفاظ میں بھی بے ادبی وگُستاخی ہے۔ یہ اقرار کرنا پڑے گا!

دلکش نظّارہ کی جعلسازیوں اور مُجرمانہ خیانتوں پر بہت کچھ تفصیل و جامعیّت سے لکھا جاسکتا ہے مگر ایک تو اختصار مانع ہے دُوسرا زیرِ نظر

کتاب " نصرتِ خداداد " میں بالتفصیل بہت کچھ آ گیا ہے۔

محدثِ اعظم رحمہ اللہ کی فتح و نصرت کی بیّن دلیل

مناظرۂ بریلی میں مولوی منظور کی عبرت ناک شکست کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ مولوی منظور محدّثِ اعظم علیہ الرّحمہ کے دلائل کی تاب نہ لاتے ہوئے نہ صرف میدانِ مناظرہ سے بھاگا بلکہ کچھ ہی عرصہ بعد بریلی شریف سے بھاگ گیا اور ترکِ سکونت کر گیا اور اس کا ماہواری رسالہ بھی بریلی شریف سے بند ہو گیا بلکہ محدّثِ اعظم کے نعرۂ حق اور ناقابلِ تردید دلائل کی ایسی ہیبت اس پر پڑی اور اس پر ایسا اثر ہوا کہ مولوی منظور صاحب اپنی شکستِ فاش کے بعد اپنے حکیم الاُمت اشرف علی صاحب تھانوی کے پیچھے پڑ گیا اور حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت کو بدلوا کر اور ترمیم کروا کر دَم لیا یہ سب کچھ انکی اپنی کتابوں سے ثابت ہے نمبروار ملاحظہ ہو۔ یاد رہے کہ مناظرۂ بریلی محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ میں ہُوا تھا مولوی منظور صاحب کے دل و دماغ پر حضرت محدّثِ اعظم قدّس سرّہٗ کے ناقابلِ تردید دلائل کا کافی اثر اور بوجھ تھا چنانچہ مولوی منظور صاحب خود اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" اس کے بعد جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ میں خود راقم السطور محمّد منظور نعمانی نے حضرت مصنّف (حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی)

کی خدمت میں تھانہ بھون حاضری کے ایک موقع پر حفظ الایمان کی عبارت میں ایک اور لفظی ترمیم کے لیے عرض کیا تو حضرت نے وہ ترمیم بھی فرمادی اور اس ترمیم کا اعلان حضرت (تھانوی) کی طرف سے رجب ۱۳۵۴ھ کے (ماہنامہ) "الفرقان" میں کر دیا گیا۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان ص۳ زیر تعارف و تمہید از مولوی منظور سنبھلی شائع کردہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

حضرت محدّثِ اعظم پاکستان سے مناظرہ میں شکستِ فاش کھانے کے چار ماہ بعد مولوی منظور صاحب نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے حفظ الایمان کی عبارت میں ترمیم کرواکر یوں کرادی :

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر عالم الغیب[1] کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان ص۱۰)

اس کے حاشیہ میں [1] کے تحت یہ وضاحت موجود ہے :

حفظ الایمان میں یہ فقرہ پہلے اس طرح تھا پھر یہ کہ آپکی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا الخ حضرت مصنّف (تھانوی صاحب) نے جمادی الاُخریٰ ۱۳۵۴ھ میں راقم سطور محمّد منظور نعمانی کی عرض پر علمِ غیب

---

[1] حاشیہ حفظ الایمان ص۱۰ مطبوعہ نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند، یو پی ناشر مکتبہ نعمانیہ دیوبند یوپی۔

کا حکم کیا جانا کی بجائے عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا کے الفاظ کر دیئے"

عبارت بدلنے کا دُوسرا حوالہ

جیسا کہ اُوپر بیان ہُوا محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ میں مناظرہ بریلی میں مولوی منظور نے شکست کھانے کے بعد جمادی الأخریٰ ۱۳۵۴ھ ہی میں یعنی اِسی سال چارؔ ماہ بعد تھانہ بھون جاکر مولوی اشرف علی تھانوی سے حفظ الایمان کی گُستاخانہ عبارت بدلوا دی تھی، چونکہ کُفر سے توبہ نہ مولوی منظور صاحب کے مقتدرین تھی نہ مولوی اشرف علی تھانوی کے مقتدر میں، اس کا دُوسرا بڑا ثبوت بھی خود مولوی منظور سنبھلی کے ماہواری رسالہ میں موجود ہے، اُلٹے سیدھے بل کھا کر لکھتا ہے:

"اس واقعہ سے تقریبًا دو مہینے کے بعد وسط جمادی الأخریٰ میں یہ خاکسار (مولوی منظور) حضرت حکیم الاُمّت (تھانوی) مدظلہ العالی کے آستانۂ عالیہ کی حاضری سے مشرّف ہُوا...... حفظ الایمان کے اس فقرہ کے عنوان کو اس طرح بدل دیا پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو الخ ، اس حقیر خادم کو اس ترمیم کے اعلان کی اجازت بھی مرحمت فرمائی لہٰذا یہ ناچیز حضرت ممدوح (مولوی تھانوی) کی طرف سے اس ترمیم کا اعلان کرتا ہے۔"

(ماہنامہ الفرقان بریلی مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ)

اقرارِ ترمیم کا تیسرا حوالہ ،

لاہور کی دیوبندی انجمن ارشاد المسلمین نے اپنے زیرِ اہتمام پے در پے ٹاکیاں لگی ہوئی بار بار کی ترمیم شدہ حفظ الایمان جوڑ توڑ کر کے شائع کی ہے اس میں بھی یہ اقرار موجود ہے کہ مولوی منظور کی فرمائش پر دیوبندی حکیم الاُمّت تھانوی نے توبہ نہیں کی تھی حفظ الایمان کی عبارت بدل دی تھی لکھا ہے :

" دُوسری ترمیم حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دامت برکاتہم کے توجّہ دلانے پر حضرت تھانوی نے فرمائی تھی اس کا اعلان حضرت تھانوی کی طرف سے مولانا (منظور) نعمانی نے اپنے ماہوار رسالہ "الفرقان" بریلی کے رجب ۱۳۵۴ھ کے شمارہ میں فرمایا تھا اس ترمیم کے مکمّل پس منظر کا ذکر ہمارے خیال میں الفرقان کے مذکورہ شمارہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ہُوا ۔"

(حفظ الایمان جوڑ توڑ شدہ ص ۳۸ شائع کردہ انجمن ارشاد المسلمین ——— لاہور)

ترمیم یا جوڑ توڑ کا چوتھا حوالہ

مولوی پروفیسر خالد محمود مانچسٹر دی بھی گستاخانہ کفریہ عبارات کی وکالت اور دلالی میں مشہور ہے یہ شخص بھی اُن نقلچی دیوبندی مصنّفین میں میں شامل ہے جو توہین و تنقیص رسالت کو بُرا نہیں سمجھتے بلکہ توہین و تنقیص

کے جرم میں گستاخ مولویوں کی تکفیر کو بہت برا سمجھتے ہیں یہ شخص بھی جوڑ توڑ کر کے ہیرا پھیری کے چکر چلا کر اپنے اکابر کی توہین آمیز عبارات کی مرہم پٹی کرتا رہتا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے اس کا یوں مطلب ہے اس کا یہ معنی ہے اس کا وُہ معنی ہے یہ بہتان ہے یہ الزام ہے اس کا علمی حدود اربعہ یہ ہے کہ فریب کاریوں، دغا بازیوں کے چکر چلاتا ہے فقیر نے قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی اور محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت خاص کر خالد محمود مانچسٹروی کی جعلسازیوں کے جواب میں لکھی ہیں قارئین ضرور ملاحظہ کریں، بہرحال مانچسٹروی صاحب نے حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت میں ترمیم کا اعتراف کیا ہے، مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۳۵۲ پر شہ سُرخی تو یہ قائم کی ہے " حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی پر بہتان" اور ذیلی سُرخی ہے " عالم الغیب کا اطلاق " صفحہ ۳۵۵ پر ایک عنوان ہے " اطلاق عالم الغیب کا اصول" صفحہ نمبر ۳۶۰ پر لکھتا ہے:

" حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں جو سوال کیا گیا تھا وُہ علمِ غیب سے متعلق نہ تھا اطلاق عالم الغیب کے بارے میں تھا، مولانا تھانوی نے جواب دیا کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق اگر بعض غیوب پر مطلع ہونیکی وجہ سے کیا جائے تو لازم آئے گا کہ ہر شخص کسی مقدار میں بھی بعض غیب کو جانتا ہو اُسے بھی عالم الغیب کہا جائے الخ"۔

(مطالعہ بریلویت اوّل ص۳۶۰)

مولوی مانچسٹروی دیوبندی نے اپنے حکیم الاُمّت تھانوی کے ذمہ یہ ایسی

عبارت تھونپی ہے جس کا تھانوی صاحب کو خواب وخیال میں بھی پتہ نہ ہوگا اُس کے وہم وگمان میں بھی یہ عبارت نہ ہوگی، بہتان تو دیوبندی مانچسٹروی ملّاں کی یہ اپنی خود ساختہ تراشدہ عبارت ہے اور وُہ ہم پر بہتان لگانے کا الزام لگاتا ہے بہرحال اس نے اگلے صفحہ پر یہ اعتراف کیا ہے اور یہ عنوان قائم کیا ہے' جواب کے پہلے الفاظ کے ذیل میں لکھتا ہے :

" مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے اس سوال کے جواب میں یہ الفاظ تھے " آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا (آپ کو عالم الغیب کہنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ؟ ایسا علمِ غیب (مطلق بعض) تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"

(مطالعہ بریلویت اوّل صفحہ نمبر ۱۶۳)

مولوی مانچسٹروی دیوبندی نے بہت پیچ وتاب کھائے ہیں مگر پھر بھی تھانوی صاحب کی سابقہ اصل بعینہٖ وبلفظہٖ عبارت نقل کر سکا نہ اُنکی بعد کی ترمیم وجوڑ توڑ شدہ عبارت نقل کر سکا اس نے اپنی طرف سے اپنی من پسند عبارت ایجاد کر کے اپنے حکیم الاُمّت تھانوی کے ذمّہ لگادی بہرحال مانچسٹروی کی اس من گھڑت عبارت سے دو۲ باتیں ثابت ہوئیں :

۱- ایک یہ کہ تھانوی صاحب نے اس عبارت کو بدل کر "عالم الغیب کا اطلاق" کردیا تھا اور اصل عبارت کچھ اور تھی جس کو خود مانچسٹروی بھی نقل نہ کر سکا۔

۲- یہ کہ مولوی مانچسٹروی دیوبندی نے جو نئی نرالی عبارت حفظ الایمان ایجاد کی ہے وُہ تھانوی صاحب کی تغیر العنوان سے قطعاً مختلف ہے وُہ ترمیم شدہ تھی یہ تحریف شدہ ہے۔ تغیر العنوان میں تھانوی صاحب نے اس عبارت کے آخری حصّہ کو یوں کردیا تھا تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

" لہٰذا قبولاً للمشورہ اس (عبارت) کو لفظ اگر کے بعد سے یوں عالم الغیب کہا جاوے تک اس طرح بدلتا ہوں اس عبارت کو..... اس طرح پڑھا جاوے":

"اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السّلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے سَب کو عالم الغیب کہا جاوے"۔

(حفظ الایمان مطبوعہ تھانہ بھون وحفظ الایمان مع تغیر العنوان مطبوعہ دیوبند یوپی ص۲۲)

مگر مولوی مانچسٹروی صاحب کو اَپنے تھانوی صاحب کی یہ ترمیم پسند نہ آئی انہوں نے اپنی علیحدہ ایک عبارت ایجاد کرلی اور تھانوی صاحب کے ذمّہ تھوپ دی اور اہلسنّت پر بہتان کا بہتان لگا دیا، بہرحال اتنا ثابت ہوگیا کہ عبارت حفظ الایمان کی خود دیوبندیوں نے

خوب خوب حجامت کی ہے اور توبہ کرنے کی بجائے حسام الحرمین کی مار سے بچنے کے لیے عبارت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے اس گستاخانہ عبارت میں بار بار ترمیم تو کی گئی سچے دل سے توبہ نہ کی دیوبندی وہابی مولویوں کے ہاتھوں عبارت حفظ الایمان کی کتنی گت بنی ہے اگر سارے حوالہ جات نقل کیے جائیں تو ایک مفصّل کتاب بن جائے مگر عبارت بدلنے اور ترمیم کرنے سے کیا ہوتا ہے جب تک کفریہ اقوال سے توبہ نہ کی جائے شلاً کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اور تین طلاق دینے کی تحریر لکھ دے اور بعد میں وہ تین طلاق کی جگہ ایک طلاق کا لفظ لکھے تو کیا اس کی بیوی نکاح میں واپس آ جائے گی؟ یا کسی شخص نے کسی کا پچاس ہزار روپیہ قرضہ دینا ہے پچاس ہزار قرضہ دینے کی تحریر موجود ہے تو کیا اس شخص کے اپنے قلم سے اپنی تحریر میں پچاس ہزار کی بجائے پانچ لکھ کر ترمیم کرنے سے ۴۵ ہزار کا قرضہ معاف ہو جائے گا؟ جب تک اصل پورا قرضہ ادا نہ کیا جائے۔

بہرحال ہم اپنے اس مضمون کے الوداعی کلمات میں قارئین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لیے دلکش نظارہ میں مولوی منظور صاحب کی اضافہ شدہ لمبی چوڑی تقاریر کا مفصّل و مدلّل و محقّق جواب انصاف پسند قارئین کرام حق و صداقت کے متلاشی حضرات زیرِ نظر کتاب " نصرتِ خداداد" مناظرہ بریلی کی مفصّل روئداد میں ملاحظہ کریں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ حقیقت یہ

ہے کہ دیوبندی وہابی مناظرین و مصنفین نے عبارت حفظ الایمان و دیگر گستاخانہ کتبِ اکابر دیوبند میں ٹاکیاں لگا لگا کر تاویلیں کر کے دیوبندی کُتب کے اُلٹے سیدھے مفہوم اور معانی بیان کر کے اور اپنی اپنی پسند کی نت نئی مختلف النوّع متضاد تاویلات کر کے ان کو دَلدل میں پھنسا دیا ہے وُہ عالمِ ارواح میں زبانِ حال سے کہہ رہے ہوں گے، ؎

ہُوئے ہم جو مر کے رُسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

مولیٰ عزّ و جل اپنے حبیب و محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقہ سے مُسلمانانِ عالم و اہلِ پاکستان کو ان کے جارحانہ فتنہ و شر سے بچائے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین۔

الفقیر محمد حسن علی الرضوی البریلوی عفی عنہ الولی

(ادنیٰ خادمِ اہلسنّت و خادمِ مسلکِ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ)
(وسگِ بارگاہِ محدّثِ اعظم قدس سرہٗ العزیز)

زبانِ خلق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اَمَّا بعد!

اللّٰہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے فرشتوں سے فرمایا آدم (علیہ السّلام) کو سجدہ کرو۔ سَب نے تعمیل کی مگر عزازیل نے انکار کیا اور خالقِ کائنات سے مُناظرہ کرنے لگا۔ وُہ رعونت اور تکبّر سے کہنے لگا کہ "مَیں آگ سے ہُوں، آدم مٹّی سے ہَے میں سجدہ کیوں کروں میں اس سے بہتر ہُوں۔"

اس پر عزازیل بے ادبی کا مرتکب ہُوا اور لعنت کا طوق اُس کے گلے میں پڑ گیا۔ شیطان نے مزید کہا کہ میں دُنیا میں لوگوں کو گمراہ کروں گا تاکہ بے ادبیاں اور گُستاخیاں کرنے والوں کی کِسی طرح کمی نہ رہے۔ للہٰذا اس جہانِ آب و گِل میں تکبّر والا شخص یا گروہ اُسی فتنہ کو تقویّت دے رہا ہے جس کی ابتدا روزِ اوّل سے شیطان نے کی تھی۔ اَب تک عالمی دُنیا میں بالعمُوم اور اُمّتِ مسلمہ میں بالخصوص جتنے فسادات و انتشار ہُوئے وہ سب خُداوندِ کریم کی نافرمانیوں کے نتیجے میں رونما ہُوئے۔ فرعون، نمرود، شدّاد قارون نے تکبّر کیا تو اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے اُس کے رَدّ کے لیے موسیٰ علیہ السّلام

اور ابراہیم علیہ السّلام کو مامور فرمایا۔ غرضیکہ ہر زمانے میں حق و باطل کی جنگ ہوتی رہی ہے جس میں حق کی ہی قدرت نے ہمیشہ مدد فرمائی اور اسکا غلبہ رہا۔

حق کیا ہے اور باطل کیا؟

جو اَدب و آداب کا پیکر ہو، عجز و انکسار کا نمونہ ہو، جو خُدائے بزرگ و برتر کے بعد انبیاء علیہم السّلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اولیاء اللہ کا احترام ہر قابلِ احترام چیز پر مقدم سمجھے اور اسے دین و ایمان کا جزوِ لاینفک جانے اور مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ پر عمل پیرا ہو حق ہے۔

اس کے برعکس جو اللہ وحدہٗ لاشریک کے پیغمبرؐ[1]، صحابہ کرام[2] تابعین[3] تبع تابعین، اَولیاءِ عظام کو اپنے جیسا سمجھے اور فخر و غرور سے کہے اللہ کے نزدیک ان کی حیثیت چمار سے بھی کم ہے سراسر باطل ہے۔

موجودہ دَور میں کچھ ایسے ہی حالات کا سامنا ہے کہ کلمہ گو بھی طرح طرح کی ہرزہ سرائیاں کر رہے ہیں۔

آجکل انگریزی تواریخ کی اکیسویں صدی کے آغاز کا واویلا ہے' اقدار بدل ہی نہیں رہیں بلکہ تہذیب کے دُشمنوں نے مادّیات کی ظاہری چمک دمک کے پردے میں روایات و اخلاقیات کو انسانیت سوز بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسے وسعت دینے کے لیے کچھ کارندے درکار تھے جو مال و دولت کی چکا چوند میں دُشمن کے آلۂ کار بن گئے۔ جنہوں نے نہ صرف انسانی خُون سے ہاتھ رنگے بلکہ عبادت گاہوں کا تقدّس پامال کرتے کرتے توہینِ رسالت جیسے اندوہناک واقعات سے گریز نہ کیا۔ کسی نے جھوٹی نبوّت کا دعویٰ کیا،

---

[1] علیہم السلام [2] رضی اللہ عنہم [3] رحمہم اللہ۔

کسی نے بڑے بھائی کے برابر جانا تو کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں، پاگلوں، بچوں وغیرہ کے علم جتنا کہا۔ (العیاذ باللہ)

بے ادبی اور توہین کرنے والوں کی چرب زبانیوں کے سبب آج نئے نئے فتنے سر اُٹھا رہے ہیں۔ مُلک میں نقضِ امن کا مسئلہ پیدا ہونے سے قانون شکنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ مذاہب خصوصاً مذہبِ اسلام[1] کو مہیب خطرات کا سامنا ہے۔

اس کرۂ ارض پر رہنے والے تمام سچے مُسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ وُہ علمی اختلافِ رائے یا عقلی دلائل کا تضاد تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن والیٔ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے حسب ونسب شریف کے خلاف بے ادبی اور گُستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ اب تک سبھی جانتے ہیں کہ بعض کلمہ گو بھی ہیں اور بدبختی سے علی الاعلان حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ کریمی میں رخنہ اندازی کر کے سنگین گستاخیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

حالانکہ حُضور سیّد المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں تو غیر مُسلم بھی رطب اللسان ہیں۔ یہاں چند کا تذکرہ درج کیا جاتا ہے:

پروفیسر باسورا سمتھ

لکھتا ہے "اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپ کے جُملہ صفات اور کارناموں پر بحیثیتِ مجموعی نظر ڈالتا ہُوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہوگئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زندگی کی رُوح پھُونک دی"۔

---

[1] دنیا بھر میں اسلام کے نام پر جعلی اسلامی تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جو گھناؤنے فعل کر کے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے درپئے ہیں۔

مہاتما گاندھی | "مغربی دُنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارا (سراجِ مُنیر) اُفقِ مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دُنیا کو روشنی اور تسلّی دی۔"

شاعر ہری چند اختر

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا
آدمیّت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

دلکش نظّارہ کے مرتّبین نے منظور نعمانی سنبھلی کی جانب سے اس کے آخری کلماتِ نامُراد کی تردید میں چند صفحات لکھے ہیں جن میں آقائے دوجہاں نبیِ آخرالزّماں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فاقہ میں رہنے سے متعلق احادیث درج کی گئی ہیں کہ اس طرح کی کئی حدیثیں کئی حوالوں سے ملتی ہیں کہ آپ بھُوکے رہتے تھے۔ تو اِس طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مناظرۂ بریلی کے آخر میں مولوی منظور نعمانی سنبھلی نے واقعی بھُوکے مرنے کے الفاظ کہے تھے! لہٰذا تردید کرنے والوں سے ہم کہتے ہیں کہ زیرِ بحث پہلو یہ نہیں ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فاقہ کیا یا نہیں بلکہ اصل

موضوع اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب کی وہ عبارت ہے جو نہایت خلافِ ادب ہے جس کو دیوبندی مناظر نے بے ادبی تسلیم نہیں کیا! اور اس بے ادبی میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر بھُو کے مرنے کے الفاظ کہے جو بہت بڑی توہین ہے۔ یہ گستاخانہ جملہ بولنے کا مولوی منظور کا مقصد و مدّعا یہ تھا کہ جیسے حضور (علیہ السّلام) ویسے ہم۔ (العیاذ باللہ)

تھانوی اور نعمانوی[1] عقائد رکھنے والوں کی توجّہ کے لیے اُنہیں کی جماعت کے سرکردہ دو اراکین کی تحریریں پیش کی جاتی ہیں جن سے اُن کو ہدایت حاصل کرنی چاہیے:

مولوی محمّد لکھوی نے اپنی کتاب "انواعِ محمّدی" کے صفحہ نمبر ۱۹۸ پر ایک روایت درج کی ہے جو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کے روزے سے متعلّق ہے:

"ابُوہریرہ سے روایت ہے منع کیا پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وصال کے روزے سے۔ پھر کہا ایک مرد نے پس البتہ آپ وصال کرتے ہیں یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) فرمایا:

"کون تم میں سے مانند میری ہے"۔ (بُخاری و مُسلم)۔

قابلِ غور بات ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جیسے نہ تھے۔ (جب کہ یہ اَپنے جیسے کہہ رہے ہیں)۔

ایک اور وہابی پروفیسر غلام احمد حریری نے محبّ الدّین الخطیب مصری کی کتاب "مشاجراتِ صحابہ" کے پیش لفظ میں درج کیا ہے کہ:

---

[1] اشرف علی تھانوی صاحب و منظور نعمانی کے پیروکار۔

"صلح حدیبیہ کے موقع پر قریشِ مکّہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ عروہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے تکلفانہ طریقہ سے گفتگو کر رہا تھا اور جیسا کہ عرب کا قاعدہ ہے کہ بات کرتے کرتے مخاطب کی ڈاڑھی پکڑ لیتے ہیں، وُہ ریش مُبارک پر بار بار ہاتھ ڈالتا تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو ہتھیار لگائے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پُشت مُبارک پر کھڑے تھے اس جرأت کو گوارا نہ کر سکے، عروہ سے کہا اپنا ہاتھ ہٹالے، ورنہ یہ ہاتھ بڑھ کر واپس نہ جا سکے گا عروہ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس نے اس کے دل پر عجب اثر کیا۔ قریش سے جا کر کہا مَیں نے قیصر و کسرٰی اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں، یہ عقیدت و وارفتگی کہیں نہیں دیکھی، محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بات کرتے ہیں تو سنّاٹا چھا جاتا ہے۔ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وُہ وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا ہے اس پر خلقت ٹوٹ پڑتی ہے۔ بلغم یا تھوک مُبارک گرتا ہے تو عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہرہ پر مَل لیتے ہیں۔" (بخاری کتاب الشروط فی الجہاد)۔

جبکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت کا یہ منظر بیان کیا جارہا ہے تو **پھر ایسا کیوں ہُوا؟** مُسلمانوں میں سے ہی چند منافقین و متکبّرین نے ادب و آداب کی ساری حدیں پھلانگ کر علم و آگہی کے تمام دروازے بند کر

کے چند سکّوں کی خاطر ہنستی بستی دُنیا کو دہشت گردی کے جہنّم زاروں میں جھونک دیا۔ اور توہین آمیز بیان بازی سے فرقہ داریت کا فروغ دیا۔

لہٰذا اصلِ مضمون اور مدّعا یہ ہے کہ اسلام ایک مکمّل ضابطہ حیات ہے جو بہترین معاشروں کی شیرازہ بندی کرتا ہے اور انسانیت کو ایک ہی لڑی میں پروئے رکھنے کا درس دیتا ہے۔ ہم بحیثیّت مُسلمان اِن نظریات وعقائد کے پیروکار ہیں کہ دُنیا میں کسی بھی مذہب یا فرقے کے حقوق کو پامال نہ کیا جائے، امن وسلامتی کو شعار بنا کر سیرتِ طیبہ کو جو کہ آئینے کی طرح صاف اور واضح ہے شکوک وشبہات کے جھمیلوں میں نہ رکھا جائے۔

انہی جذبات کے پیشِ نظر ہم نے مناظرۂ بریلی کی روئداد شائع کی ہے۔ مناظرۂ بریلی کی اشاعت اس بات کی متقاضی ہے کہ اُسوۂ حسنہ اور ادب وآداب کو ملحوظ رکھ کر صحیح معنوں میں قانون کی بالادستی قائم کی جائے۔ توہین آمیز اور نازیبا کلمات سے گمراہی کو تقویّت دی جا رہی ہے اس سے دُنیاوی منفعت تو حاصل ہو جائے گی، خُدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے ؟

بارگاہِ ربُّ العزّت میں سربسجود ہو کر استغفار کیا جائے کہ آئندہ سرکارِ انبیا حبیبِ کبریا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ اقدس میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی جائیگی۔

بہ حرفے می‌تواں گفتن تمنّائے جہانے را من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

دُعاگو: احقر احمد علی بھُٹّہ —————— شعر: اقبال علیہ الرحمہ۔

حیاتِ مُبارکہ حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ماہ و سال کے آئینے میں

- ولادت (دیال گڑھ ضلع گورداسپور، بھارتی پنجاب میں) ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۳ء تا ۱۹۰۶ء باختلاف روایات۔
- پیدائشی نام، سردار محمد۔
- بریلی شریف میں دورانِ تعلیم اساتذہ کرام کی خواہش پر آپ کا نام تجویز ہوا محمد سردار احمد۔
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی صابری سے بیعت (۱۳۳۳ھ، ۱۹۱۵ء)
- والدہ ماجدہ کا وصال (۱۳۳۵ھ ۱۹۱۶ء)
- والد ماجد چودھری میراں بخش کا وصال (محرم ۱۳۳۷ھ، اکتوبر ۱۹۱۸ء)
- میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا (۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء)۔
- حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے لاہور میں پہلی ملاقات — (۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۴ء)۔
- علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لیے بریلی شریف اوّلین حاضری (۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء)
- نجدیوں کی مدینہ منورہ پر بمباری اور مآثر مقدسہ کے انہدام کے خلاف احتجاجی تحریک خدام الحرمین لکھنؤ میں جماعتِ رضائے مصطفےٰ کے وفد میں شمولیت (۴۴-۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۵ء

- حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی کے ہمراہ حصولِ تعلیم کے لیے اجمیر شریف حاضری (۱۳۴۵ھ، ۱۹۲۷ء)۔
- دورانِ تعلیم فقہی معمول کی ترتیب (شعبان ۱۳۴۵ھ فروری ۱۹۲۷ء)۔
- ازدواجی زندگی کی ابتدا (۱۳۴۹ھ - ۱۹۳۰ء)۔
- مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر میں آخری امتحان میں درجہ اوّل میں کامیابی (۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء)
- عرصہ حصولِ تعلیم علوم اسلامیہ (۱۳۴۲ھ تا ۱۳۵۱ھ، ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۲ء)۔
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی سے خلافت پانا (شوال ۱۳۵۰ھ، مارچ ۱۹۳۲ء)
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی کی نمازِ جنازہ میں امامت کرنا (شوال ۱۳۵۰ھ مارچ ۱۹۳۲ء)
- مدرسہ منظرِ اسلام بریلی شریف میں تدریس بحیثیت مدرّس دوم (۱۳۵۱ھ، ۱۹۳۲ء)۔
- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے سند حدیث کا حصول اور سلاسلِ طریقت کی اجازت و خلافت کا شرف (ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ، جولائی ۱۹۳۲ء)۔
- جمعیّت خدّامِ رضا بریلی کی تاسیس اور اس کی سرپرستی (۱۳۵۳ھ، ۱۹۳۴ء)
- مناظرۂ بریلی میں مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کو عبرت ناک شکست دینا محرّم ۱۳۵۴ھ اپریل ۱۹۳۵ء)۔
- مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں بحیثیت صدر مدرّس (۱۳۵۴ھ، ۱۹۳۵ء)۔
- کتاب "موت کا پیغام" دیوبندی مولویوں کے نام کی تصنیف (ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ فروری ۱۹۳۶ء)۔
- تحریک مسجدِ شہید گنج لاہور کے بارے میں ایک اہم فتوٰی کی تائید (ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

- جمعیت اصلاح و ترقی اہلِ سُنّت بریلی کی تاسیس اور اس کی سرپرستی — (۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۷ء)۔
- مدرسہ مظہر اسلام بریلی کا قیام، بحیثیت شیخ الحدیث تدریس کا آغاز (۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء)۔
- بھکھی ضلع گجرات میں مولوی سُلطان محمود دیوبندی کو مناظرہ میں شکستِ فاش دینا (شوال ۱۳۶۱ھ، اگست ۱۹۴۲ء)۔
- صاحبزادہ محمد فضل رسُول کی ولادت (رمضان ۱۳۶۱ھ، ستمبر ۱۹۴۲ء)۔
- احمد آباد، بھارت میں مولوی سُلطان حسن سنبھلی دیوبندی کو مناظرہ میں شکستِ فاش دینا (ربیع الاوّل ۱۳۶۲ھ، مارچ ۱۹۴۳ء)۔
- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کی نمازِ جنازہ کی امامت (جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ، مئی ۱۹۴۳ء)۔
- آل انڈیا سُنّی کانفرنس، یوپی مُراد آباد (صُوبائی اجلاس) میں شرکت اور "سُنّی" کی جامع تعریف طے کرنا (شعبان ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء)۔
- دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں مرزائیوں کو مناظرہ میں شکست دینا (۱۳۶۴ھ، ۱۹۴۵ء)
- پہلا حج اور مدینہ منورہ کی زیارت (ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ، نومبر ۱۹۴۵ء)۔
- طائف شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت (محرم ۱۳۶۵ھ، نومبر ۱۹۴۵ء)۔
- اجازت و سندِ حدیث از سید المحدثین محمد الحافظ التیجانی (محرم ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۵ء)
- اجازت و سندِ حدیث از تاج المحدثین عمر حمدان المحرسی (صفر ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء جنوری
- قیامِ پاکستان کی تائید کے باعث بریلی کے فسادات میں آپ کی خبرِ شہادت علم

ہونا اور شہیدِ ملّت کا خطاب پانا (رجب ۱۳۶۵ھ جون ۱۹۴۶ء)۔

- آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے متفقہ فیصلہ، قیامِ پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں تائیدی بیان (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ، مارچ ۱۹۴۶ء)
- دھاری وال ضلع گورداسپور میں خاکساروں کو مناظرہ میں شکست دینا۔ (۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء)
- صاحبزادہ محمد فضل رحیم کے انتقال کے باعث آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں عدمِ شمولیت (جمادی الاوّلیٰ ۱۳۶۵ھ، اپریل ۱۹۴۶ء)۔
- دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے ہجرت اور بھکھی ضلع گجرات میں قیام (شوال ۱۳۶۶ھ، اگست ۱۹۴۷ء)۔
- دارالعلوم نُوریہ رضویہ بھکھی میں تدریس (شوال ۱۳۶۶ھ، اگست ۱۹۴۷ء تا ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ مارچ ۱۹۴۸ء)۔
- سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ اپریل ۱۹۴۸ء تا رمضان ۱۳۶۸ھ جولائی ۱۹۴۹ء)۔
- انجمن فلاح و بہبود مہاجرین کا قیام اور اس کی سرپرستی (۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء)۔
- جمعیت علمائے پاکستان کے تاسیسی اجلاس منعقدہ ملتان میں شرکت (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ، جون ۱۹۴۸ء)۔
- بریلی شریف میں دوبارہ قیام (بغیر پاسپورٹ) جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ تا رمضان ۱۳۶۷ھ، مئی ۱۹۴۸ء، جولائی ۱۹۴۸ء)۔
- صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی سے آخری ملاقات (رجب ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء)۔

- لائل پور (فیصل آباد) میں ورود مسعود (شوال ۶۸ ۱۳ھ، جولائی ۱۹۴۸ء)۔
- لائل پور (فیصل آباد) میں دورہ حدیث کا آغاز (شوال ۱۳۶۸ھ اگست ۱۹۴۹ء)
- جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کا سنگِ بنیاد (ربیع الاول ۱۳۶۹ھ جنوری ۱۹۵۰ء)
- مرکزی جمعیت اصلاح و ترقی اہلِ سنت لائل پور (فیصل آباد) کی تاسیس اور اس کی سرپرستی (۱۳۶۸ھ، ۱۹۴۹ء)۔
- صاحبزادہ غازی محمد فضل احمد کی ولادت (شعبان ۱۳۶۹ھ جون ۱۹۵۰ء)۔
- ماہنامہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں کی اوّلین اشاعت اور اجرا پر اظہارِ مسرت اور اعانت (ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ، اگست ۱۹۵۱ء)۔
- تحریک ختمِ نبوت میں بصیرت افروز کردار (۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء)۔
- اسلامی قانونِ وراثت کی تصنیف (۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء)۔
- صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم کی ولادت (شعبان ۱۳۷۳ھ اپریل ۱۹۵۴ء)۔
- مرکزی انجمن فدایانِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لائل پور کی تاسیس اور اسکی سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ، جولائی ۱۹۵۴ء)۔
- عُرس رضوی کی قبولیت کی بشارت (صفر ۱۳۷۴ھ، اکتوبر ۱۹۵۴ء)۔
- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے خواب میں فیض لینا (۱۳۷۴ھ، جنوری ۱۹۵۵ء)
- امام احمد رضا کے محبوب سید ایوب علی رضوی کے لاہور میں سیلاب سے مکان کے انہدام پر ان کی مالی اعانت (ربیع الاوّل ۱۳۷۵ھ نومبر ۱۹۵۵ء)
- مرکزی سُنّی رضوی جامع مسجد لائل پور کے لیے زمین کی الاٹمنٹ فرقِ باطلہ کی تردید میں سرگودھا میں پہلی تقریر (۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۵ء)۔

- زیارت مدینہ منوّرہ اور دُوسرا حج مُبارک (ذی الحجّہ ۱۳۷۵ھ، جون ۱۹۵۶ء)
- مولانا برہان الحق جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا) سے آخری بار ملاقات حج کے موقعہ پر مکّہ معظمہ میں (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، جون ۱۹۵۶ء)۔
- شیخ الدلائل سیّد احمد بن محمّد رضوان المدنی سے دلائل الخیرات کی اجازت (ذی الحجّہ ۱۳۷۵ھ، جولائی ۱۹۵۶ء)۔
- استاد محترم مولانا ذوالفقار علی دیال گڑھی کے چہلم میں لاہور میں شرکت —— (جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ، ۱۹۵۷ء)۔
- ہفت روزہ (ماہنامہ) رضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) گوجرانوالہ کی اوّلین اشاعت پہ اظہارِ مسرّت اور سرپرستی (رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ اپریل ۱۹۵۷ء)
- ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور کی اوّلین اشاعت پہ اظہارِ مسرّت اور سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ، ستمبر ۱۹۵۸ء)۔
- ہفت روزہ آوازِ جبرئیل، کوٹ رادھا کشن کی اشاعت پر اظہارِ مسرّت اور سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ، مئی ۱۹۵۹ء)
- مفتیٔ اعظم مولانا محمّد مصطفےٰ رضا (خلفِ اصغر اور خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کی طرف سے جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت (ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ اگست ۱۹۶۰ء)۔
- خلفِ اکبر مولانا قاضی محمّد فضل رسُول حیدر رضوی کو جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت (صفر ۱۳۸۱ھ، اگست ۱۹۶۱ء)۔
- بوجہ علالت تبدیلی آب و ہوا کے لیے ہری پور میں ورودِ مسعود (ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء

١٣٨١ھ، ستمبر ١٩٦١ء)۔

- خواب میں امام احمد رضا قدس سرہٗ سے مختلف علوم کی اجازتیں حاصل کرنا — (ربیع الاوّل ١٣٨١ھ، ستمبر ١٩٦١ء)۔
- لائل پور (فیصل آباد) میں عرس حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اوّلین انعقاد (جمادی الآخری ١٣٨١ھ، نومبر ١٩٦١ء)۔
- خلفِ اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کو جمیع علوم متداولہ اور روایت حدیث کی اجازت (شعبان ١٣٨١ھ، ١٩٦١ء)۔
- بغرض علاج کراچی میں پہلی بار ورود مسعود (جمادی الآخری ١٣٨٦ھ اکتوبر ١٩٦٢ء)
- وصال مبارک، کراچی میں (یکم شعبان ١٣٨٢ھ ٢٩ر دسمبر ١٩٦٢ء رات ایک بجکر چالیس منٹ پر)۔
- لائل پور میں جسدِ مبارک پر انوارِ الٰہیہ کی نورانی محسوس پھوہار (٣ر شعبان ١٣٨٢ھ، ٣١ر دسمبر ١٩٦٢ء قبل ظہر)۔
- آخری زیارت اور تدفین (٤ر شعبان ١٣٨٢ھ، ٣١ر دسمبر ١٩٦٢ء بعد مغرب)

◎

بسم الله الرحمن الرحیم

حَامد المن ہو محمود کل حامد و مصلّیا و مسلما عَلٰی
حبیبه الاجمل مُحَمَّد ذی الحمائد والمحامد و عَلٰی
اٰلِه وَاَصحابه الاماجد ماطلع الشاہد فی المشاہد و
شہد الشاہد المشاہد اٰمین ثم حماد لمن رضاء المُصطفٰی
المحمود الحامد رضاہ وشکر المن تال من مولاہ لحمد رضاؔ
صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی علاہ وسلّم علیه و عَلٰی اٰلِه وصحبه ومن
والاہ اٰمین غبّ ہذا فمن مَنِّ مَنْ مَنَّ علٰی عبادہ
باحسن المنن ان وفقنا لحمایة السنن و نکایة البدع
والفتن فاعاننا و اید فنہض منا مولانا المولوی
سردار احْمَد سُرّبدار احْمَد فادحض حجج شاتم الرسُول
الظلوم الجہول الانحس الاکفر والانجس الاغبر
فاخذہ الموت الاحمر واصلاہ سقر وجعل ہفوٰت
متخبط الشّیطٰن ممسوسه ومنظورہ کہباء منثور و
ذرات مزرورة وافحم الذی کابر فبہت الذی کفر
فالحمد للّٰہ الذی صدق وعدہ و عزجندہ ونصر عبدہ
وہزم الاحزاب وحدہ وکان حقا علینا نصر المومنین
وخذل الشّیطٰن واذل جندہ ابٰی واستکبر وکان من

الکفرین افبعذابنا یستعجلون فاذا نزل بساحة قوم فساء صباح المنذرین واٰخرد عوٰنا ان الحمدُ لِلّٰہِ رَبّ العٰلمین وَصَلّٰی اللّٰہ تعالٰی عَلٰی خیر خلقہٖ مُحَمَّد واٰلہٖ اجمعین ابد الاٰبدین -

آفتابِ رسالت علیہ السلام کی ضیا پاشیاں

جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے

چمنستانِ قدس کی رُوح پرور نسیمِ سحر، جاں فزا بادِ صبا نے وُہ سُہانا سدا بہار پھُول کھلایا جس نے خار زارِ عالم کو روکشِ گلزارِ ارم بنا دیا شرقستانِ قدس کے اُفقِ سعادت پر ایک مہِ عرب مہرِ عجم چمکا، جس نے ظلمت کدۂ عالم و خاکدانِ گیتی کو مطلع خورشیدِ خاور و سپہرِ حق کا مہرِ انور بنا دیا۔ یہ شمعِ جمالِ قدس یہ سبوح قدوس خُدا کا نُور فاراں کی چوٹیوں پر جگمگایا اور فضائے عالم پر جو گھنگھور گھٹائیں کفر و ضلالت کی چھا رہی تھیں ظلم وجہالت کی بھیانک تاریکیاں ناحق کے کالے کالے سیاہ بادل بن کر آسمانِ حق پر منڈلا رہی تھیں وُہ دَم میں کافور ہو گئیں۔ حق کے چاند کی سُہانی چاندنی نے شبِ یلدا کی خوفناک تاریکیاں دُور کر کے نُور کا کھیت کیا اور سروشِ غیب نے آسمانی بادشاہت کا خطبہ پڑھتے ہوئے یوں خیر مقدم فرمایا قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِین یہ وہی آسمانی بادشاہت کا عروس مملکت روحانی سلطنت

کا پیارا دولہا ہے جس کی عظمت و احتشام شوکت و احترام کا غلغلہ رُوحانی شاہانِ سلف کی پیاری اور مُبارک زبانوں پر اُن کے ایوانہائے مملکت میں گونجا۔ عہدِ عتیق میں حضرت موسٰی علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کو بشارت دی۔ کہ خُدا کا نُور فاران (مکّہ کے ایک پہاڑ) سے چمکے گا (توریت مقدّس) پھر کنواری بتول مریم کا ستھرا بیٹا عیسٰی رُوح اللّٰہ کلمۃ اللّٰہ علیہ التحیّۃ والثنا تشریف لایا اور اس نے اس تاجدارِ دو عالم نُورِ مجسّم کا خیر مقدم ناموسِ اکبر کی صدائے دلنواز میں یوں کہا مبشرا برسُول یاتی من بعدی اسمہ احمد الغرض آفتابِ رسالت و ماہتابِ نبوّت کا اپنی ضیا بار تابشوں کے ساتھ اُفقِ سعادت پر چمکنا تھا کہ شپرّہ چشم خفاش بُوم صفت مریض آنکھوں کو چکا چوند نے بے نُور کر دیا۔ تاریکی کے خوگر ظلمت بعضھا فوق بعض کے پردوں میں گھسنے لگے۔ اور انجیل (یوحنا باب ۳) کا وُہ قول صادق آیا، کہ "نُور جہان میں آیا اور انسان نے تاریکی کو نُور سے زیادہ پیار کیا" نورِ صداقت و مہرِ حقانیت کے دُشمنوں نے اس نُور سے دُشمنی ٹھان لی۔ اور کیوں اسے انجیل (یوحنا $\frac{۲}{۳}$) سے دریافت کرو، اُس میں فرمایا "کیونکہ جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے۔" بس اسی سبب سے اور محض اسی سبب سے اغیارِ اسلام نے اسلام سے عداوت باندھی اور ہر بُرائی پر کمر بستہ ہو گئے، اور کیوں نہ ہوتے کہ آغوشِ فطرت میں پرورش پانے والے اصُول دستِ قدرت کے بنائے ہوئے آئین و قوانین جن کا نشو و نما سُنّتِ الٰہیہ کے دامن و سایہ عاطفت میں ہوتا ہے۔ ایسے مستحکم و مضبُوط ہوتے ہیں کہ کبھی بدل

نہیں سکتے و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ حق و باطل کی معرکہ آرائی نُور و ظلمت کی کشمکش آج کی بات نہیں۔ مہرِ درخشاں کی ضیا پاشیاں جب فضائے عالم میں پھیل کر اپنی نُور افشانی سے چکا چوند پیدا کر دیتی ہیں تو ظلمت کی خوگر آنکھیں خیرہ ہو کر بے نُور ہو ہی جاتی اور نُور سے تاریکی کو زیادہ پیار کرنے لگتی اور اپنی بد کرداری کے باعث نُور سے دُشمنی ٹھان لیتی ہیں۔ خفاش و شپرہ چشم اور مریض آنکھوں کی مثال دُنیا میں موجود ہے جو نُور سے نفرت کر کے اندھے گڑھوں میں گرنا پسند کرتے ہیں۔ مہرِ منیر جب آفاقِ عالم پر اپنی ٹھنڈی روشنی مگر نُورانی کرنوں کا دامن دراز کرتا ہے تو سگانِ بے تمیز بھونک بھونک کے اپنا مغز کھایا ہی کرتے ہیں۔ عارفِ رُومی فرماتے ہیں : ؎

مہ فشاند نُور و سگ عوعو کند   ہر کسے بر خلقت خود می تند

یونہی بصارت و بصیرت کے اندھے لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کے چوکس مصداق جن کی ظاہر آنکھوں کے ساتھ خُدا نے دل کی بھی چوپٹ کر دی ہوں، جنہیں رشد و خلت و محمُودیت نے انہٗ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح پڑھ کر مقاطعہ کلی کا پیغام سُنا دیا ہو ایسے ہی نا رشید و نا محمُود عدو احمد "بر عکس نہند نامِ زنگی کافور" بن گئے ہیں ایسے ہی کذاب اَشِر بد فعلی و بد عقیدگی کے ہیرو باوجود ادعائے علم و تقسیم علوم نُورِ علم سے بے بہرہ و مکظوم ہو کر القاسم محروم کے مصداق ہو گئے انہیں قد جاءکم من اللہ نُور کی سہانی روشنی بُری لگی اور اُس شمع جمالِ قدس سے دُشمنی ٹھانی، اُس کے انوار میں کمی کرنے کے لیے گستاخ زبانیں دراز

کیں اور کیوں نہ ہوتا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام نے فرمایا "جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے۔" فاستحبوا الکفر علی الایمان حقیقت شناس دقیقہ رس نظر میں اس کا فلسفہ یہ ہے کہ خلاقِ عالم جلّ جلالہٗ نے سرشتِ انسانی کا خمیر مختلفۃ النوّع متضادۃ الکیفیۃ اجزاء عناصر سے کیا ہے اور انسان کو ملکی و بہیمی شیطانی صفات کا حامل بنایا ہے۔ جب سعادتِ ازلی دستگیری کرتی ہے تو باہمی تشاجر میں قوّتِ ملکوتی غالب آتی اور انسان کُل یا بعض ملائکہ سے گوئے سبقت لے جاتا اور عندی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی اس کا طرّہ امتیاز، شریعت اس کا شعار، تقوٰی اس کا دثار بن جاتا ہے لا یعصون اللّٰہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون تواضع و فروتنی اس کی شانِ جبلی اور تکبّر و تعلّی سے تنفر کلی، ترک لذات و کسر شہوات ان کا شیوہ اور مجاہدات و ریاضات ان کا پیشہ ہوتا ہے، اور حدس اُن کا غلام اور قوّتِ قدسیہ کنیز بے دام بن جاتی ہے۔ اور جس پر صفاتِ بہیمی کا غلبہ ہوتا ہے شکم پُری و تن پروری اُس کا شعار شب و روز ننانوے کے پھیر میں گرفتار شہواتِ نفسانیہ کا شکار بن جاتا ہے اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اور جس پر شیطانی صفات غالب آجاتی ہیں تو سرکشی و معصیت و دجل و تلبیس و کفر و ضلالت اس کا طبعی اقتضا و کان الشیطٰن لربہ کفورا اور تکبّر و ترفع اس کا وطیرہ ابٰی و استکبر و کان من الکٰفرین عجب و خود پسندی کی ڈینگیں مارنا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے ترانے گانا خلقِ خدا کو بہکانا گمراہ کرنا چھلنا بچلنا کہنا مکرنا اور وقت

پر میر بحری کترانا انا بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین کہہ کر
صاف الگ ہو جانا سیاری مکاری کذب و زور و افترا پردازی وغیرھا
خصال خبیثہ وصفاتِ خبیثہ اُس کا شیوہ ہو جاتا ہے پھر یہ شیطنت کی ہتواطی
نہیں مشکک ہے اوّل نمبر کا پکا شیطان وُہ جس کی بلند پروازی خُدائی دعوٰی
تک پرواز کرے اور (عیاذاً باللہ) ہمتا موتنا خُدا بننے کو تیار ہو جائے۔ جیسے
فرعون و نمرود یا کانا دجّال ملعون و مردُود اور اس سے گھٹ کے درجے کا
وُہ جو جھُوٹے ادعائے نبوّت پر تھک کر رہے جیسے مسیلمہ کذاب، یمامہ د
اسود عنسی اور حال کا دجال مرزا قادیانی وغیرھم اس کے بعد اور کفار و مشرکین
منافقین، مرتدین، ضالین مضلین مبتدعین بے دین درجہ بدرجہ شیطانی ایجنٹ
اور اُس کے جانشین علیھم لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین
ہندوستان میں نبوّتِ جدیدہ کا سنگِ بُنیاد جمانے کا پہلا درس دیوبندی مولویوں
کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے دیا اور صراطِ مستقیم میں صاف صاف لکھ دیا
کہ بے وساطت انبیاء۔ بعض غیر انبیاء (اور یہاں اپنے پیر اور پردادا کا نام
بھی لے دیا) پر بھی وحیِ باطنی آتی ہے جس میں احکامِ تشریعی اُترتے ہیں وُہ ایک
حیثیت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وُہ شاگردِ
انبیاء بھی ہیں اور ہم استادِ انبیاء بھی اور انبیاء کی طرح معصوم بھی اُن میں اور
انبیاء میں چھوٹے بڑے بھائی کی سی نسبت ہے یا انبیائے عظام کو جو نسبت
اپنے باپ دادا سے ہے۔ یہاں ختمِ نبوّت کا مسئلہ آڑے آتا تھا اُسے اُڑانے
کے لیے اس نیو پر دُوسرا ردا مولوی قاسم آنجہانی اصل دیوبند نے یوں رکھا کہ

"اگر بالفرض[1] بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" پھر دیو بندیوں کو مسلمانوں کے قلوب سے عظمتِ شان سید الانس والجان صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گھٹانے کے لیے تنقیص و توہین اور ان کی شانِ رفیع میں گستاخانہ کلمات تہجین کی سوجھی۔ اسمٰعیل[2] دہلوی نے کہا کہ اُن کی تعظیم بڑے بھائی جیسی کرو بلکہ اس سے بھی کم۔ اور کہا کہ وُہ مَر کر مٹی میں مل گئے۔ رشید گنگوہی و خلیل انبیٹھوی[3] نے شیطان لعین کا علم حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم شریف سے وسیع یعنی زائد بتایا (العیاذ باللہ) اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی حفظ الایمان میں لکھ مارا کہ بعض علومِ غیبیہ میں حضور (علیہ السّلام) کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ بچّوں پاگلوں جانوروں چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اسمٰعیل دہلوی نے نماز میں حضور نبیٔ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تصوّر کو گائے بیل کے تصوّر میں ڈُوب جانے سے بدتر بتایا (العیاذ باللہ) الغرض وہابیہ نے اُس نُورِ مجسّم اوّل و آخر فاتح و خاتم سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دُشمنی ٹھان لی اور دینِ قویم و صراطِ مستقیم کو مٹانے کی کوشش کی۔ وہابیت کی ظلمت اور تاریکی ہندوستان میں چھا رہی تھی کہ فریدِ عصر وحیدِ دہر علاّمہ فہامہ مجاہد فی سبیل اللہ امامِ اہل سُنّت و جماعت مجدّد مائۃ حاضرہ مولانا محمّد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدّس سرّہٗ نے مذاہبِ باطلہ خصوصًا وہابیت میں زلزلہ ڈال دیا اور کوئی بد مذہب مقابلہ

---

[1] دیکھو تحذیر النّاس۔ [2] دیکھو تقویۃ الایمان [3] دیکھو براہین قاطعہ۔

کی تاب نہ لا سکا۔ ؎

وُہ رضاؔ کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضرت ممدوح امامِ اہلسنّت و جماعت قدّس سرّہٗ نے مذاہبِ باطلہ خصوصًا وہابیت کی تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ اور دینِ نبوی و سُنّتِ مصطفوی کو چمکا دیا۔ "بے شک نُور تاریکی میں چمکتا ہے" (انجیل یوحنا باب) اور اسی انجیل میں وہیں فرمایا " اور تاریکی نے اُسے یعنی نُور کو دریافت نہ کیا"۔ حدیثِ پاک ہے :

ان اللّٰہ خلق خلقہ فی ظلمۃ فالقیٰ علیھم من نورہ

فمن اصابہ من ذلك النور اھتدی ومن اخطاہ فضل

نُورِ مجسّم شفیعِ معظّم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دُشمنی رکھنے والوں کے روحانی فرزند مولوی منظور سنبھلی دیوبندی نے چاہا کہ بریلی میں وہابیت کی ظلمت اور تاریکی کو سُنّیت وحنفیت کے پردے میں رہ کر پھیلائے مگر قدرت کو یہ دکھلانا منظور ہُوا کہ "جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے"۔ اسی سال محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ میں تین روز تک مولانا سردار احمد صاحب سُنّی گورداسپوری اور مولوی منظور صاحب سنبھلی کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا۔ چوتھے روز مناظرہ وہابیہ مولوی منظور نے لاجواب ہوکر مناظرہ درہم برہم کرنے کے لیے نُور سے دُشمنی کا اعلان کیا اور ہزاروں کے مجمع میں یہ گستاخی کی کہ میں بھی بھوکا مرتا ہُوں محمّد رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) بھی بھوکے مرا کرتے تھے (العیاذ باللہ) "بے شک جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے"۔

واللہ الھادی وبیدہ الایادی۔

اسبابِ انعقادِ مناظرہ

قبل اس کے کہ ہم بریلی کے معرکۃ الآراء مناظرہ کے حالات قلمبند کریں اپنے قارئین کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم خداوندِ قدّوس وسبّوح کو سمیع و بصیر و علیم و خبیر جان کر بغض و عناد سے پاک ہو کر دیانت کے ساتھ وہ امور جو ہمیں اس مناظرہ کے متعلّق پیش آئے سچّائی کے ساتھ اُن امور کا ایک نقشہ پیش کریں گے ہمیں اس وقت کسی پر تبصرہ و تنقید کی ضرورت نہیں، جس مُسلمان کا دل ایمانی تجلّیوں سے جگمگاتا ہوگا وُہ خود ایک حقانی فیصلہ کر لے گا۔ ہم اس مناظرہ کے حکم مقرّر نہیں کیے گئے تھے جو جنرل فیصلہ لکھیں جس طرح تمام مُسلمانوں کو اس فیصلہ کا حق حاصل ہے انہیں میں ہمارا شمار اور ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ جس بات کے پہلوؤں کو عام طریقہ پر تمام مسلمان سمجھیں اس میں تنِ تنہا اختلاف کرنا قطعاً کج فہمی اور ضلالت و گمراہی ہے۔

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مُجھے

ہمارے ہمسایہ محلّہ سہسوانی ٹولہ کے ایک نوجوان محمّد شبیر صاحب کچھ عرصہ سے لکھنؤ میں مقیم ہیں اُن کو اپنے وطن آنے کا اتّفاق ہُوا تو اُن میں ایک جذبہ پیدا ہُوا کہ لوگ مُجھے بنظرِ توقیر دیکھیں اس بات کے منتظر رہے مگر اس کی طرف کسی نے التفات بھی نہ کیا ان کو اس کی شکایت پیدا ہو گئی، جس کا گاہے گاہے اظہار بھی کیا تو کہا گیا کہ دُنیا کے تعلّقات ایثار و انکسار

پر مبنی ہیں۔ جب دانہ خود خاک میں مل کر خاک ہو جاتا ہے تو اُس کو احترام و عزت سے رکھا جاتا ہے مگر یہ اُمور تمہاری ذات سے متضاد ہیں نیز یہ کہ تمہارے عقائد وہابیت کی طرف مائل ہیں۔ ہم تو اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے پیرو ہیں۔ آج اگر تم سچے معنوں میں مُسلمان ہو جاؤ تو تمہارے پسینہ کی جگہ اپنا خُون گرانے کو تیار ہیں۔ محمد بشیر صاحب نے اس عقیدہ سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ میں نہ کبھی وہابی تھا اور نہ اس وقت تک ہُوں بلکہ اس مذہب وعقیدہ پر پیہم لعنتیں بھیجا کرتا ہُوں اس کے جواب میں کہا گیا خُدا کرے ایسا ہی ہو مگر ابھی اس گفتگو سے قبل وہابی مولویوں کی کیا کچھ حمایت نہ کی اور پہلے بھی ان کے پُشت و پناہ رہ چکے ہو خُدا اور رسُول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ عالی جاہ کے گُستاخ کی حمایت کرنا بدترین جُرم ہے اور اس کا نام بھی وہابیت ہے پھر یہ کہ تمہارے برادرِ مکرم تو اقراری وہابی ہیں اس نام کو اپنے اُوپر جائز قرار دے کر فخر کرتے ہیں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو اپنا پیشوا جانتے ہیں انہیں کی تصنیف کردہ کتب پر عمل کرتے ہیں اور تم ان سے اخوت ومحبت برتتے ہو صرف اتنا ہی نہیں بلکہ خورد ونوش ایک ہے اور ان کو نمازی متقی پرہیزگار جانتے ہو۔ اس کا جواب دیا کہ بیشک کہ میں یہی خیال کرتا ہُوں بفرضِ محال وُہ وہابی ہی ہوں تو وُہ اپنی قبر میں جائیں گے اور میں اپنی قبر میں۔ میں اور وُہ حقیقی بھائی ہیں کس طرح ترکِ تعلق کر سکتا ہُوں۔ مزید براں شرع نبی اس پر مجبُور نہیں کرتی۔ اس پر کہا گیا کہ شرع ان عقیدہ رکھنے والوں سے ترکِ تعلق کا حکم دیتی ہے یقین نہ ہو تو علمائے اہلسنت

وجماعت سے دریافت کرلو۔ چنانچہ انہوں نے یہ سوال لکھا :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرا بڑا بھائی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو عالم مانتا ہے اور ان کی لکھی ہُوئی کتابوں پر عمل کرتا ہے اور بعض لوگ مولوی اشرف علی صاحب کو وہابی کہتے ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہُوں کہ دراصل مولوی اشرف علی صاحب وہابی ہیں یا نہیں ؟ اور اگر وُہ وہابی ہیں تو مُجھ کو کیا کرنا چاہیے ؟ اپنے بھائی سے مِلوں یا نہ مِلوں۔ اور وہابی کِس کو کہتے ہیں ؟

یہ سوال لے کر آستانۂ عالیہ رضویہ پر جواب لینے کی غرض سے حاضر ہوئے فاضل جلیل حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرّس دوم دارالعلوم اہلسُنّت وجماعت منظرِ اسلام بریلی نے یہ جواب دیا :

الجواب

اشرف علی تھانوی نے حضورِ اقدس سرورِ دوعالم نورِ مجسّم شفیعِ معظّم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس ورفیع میں صریح توہین اور کھُلی گستاخی کے کلمات ملعونہ بکے ہیں علمائے عرب وعجم نے ایسے کلمات بکنے والے کو کافر خارج از اِسلام فرمایا ہے۔ وُہ کلمات یہ ہیں :

"آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حُضور (علیہ السّلام) کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل

ہے۔" (حفظ الایمان صـ۶)۔

اشرف علی تھانوی وہابی بلکہ وہابیوں کا پیشوا ہے۔ وہابی اُس کو کہتے ہیں جو محمدّ بن عبدالوہاب نجدی (جو رسُولِ کریم رَؤف رحیم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتا تھا) کا متبع ہو، یعنی جو شخص رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ رفیع میں گستاخی کرتا ہے وہابی کا لفظ اس کے لیے مشہور ہو گیا ہے۔ صُورتِ مذکورہ میں اگر وُہ شخص اشرف علی کی عبارتِ مذکورہ پر مطلع نہیں ہے تو اسے مطلع کر دیا جائے اطلاع پانے کے بعد اگر وُہ باز نہ آئے تو اُس سے قطعاً علیحدگی اختیار کی جائے، اُس سے میل جول سلام وکلام کھانا پینا سب حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔

وَاللہُ تعالیٰ اَعلم۔

——— فقیر محمدّ سردار احمد غفرلہ الاحد گورداسپوری

وہاں سے جواب حاصل کرنے کے بعد کوئی صاحب بنام مولوی رفاقت حسین ہیں (جو رسالہ الفرقان کے مددگار بھی معلوم ہوتے ہیں) اُنہوں نے اس فتوے پر طویل عبارت آرائی فرمائی قدیم باتوں کا اعادہ کرتے ہُوئے علاّمہ فاضل بریلوی قدّس سرّہٗ کو غاصب وخائن وغیرہ گردان کر فاضل مجیب کو بہت کُچھ سخت سُست کہا (جو اِنسانی اَخلاق کے خلاف ہے) آخر میں حکم دیا کہ برادرِ مذکورہ ٹھیک راستے پر ہے تھانوی صاحب وُہ مقدس ہستی ہیں جن کے دیدار سے اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے جو

انہیں کافر بتاتا ہے وُہ خود گمراہ ہے مُسلمانوں کو شخص مذکورہ سے مقاطعہ کرنا لازم نہیں جو ایسا کرے یا ترغیب دے وُہ بھی گمراہ ہے۔ رہا تھانوی کی عبارت وُہ بالکل بے غبار ہے خود تھانوی صاحب بسط البنان تغییر العنوان وغیرہ میں اس کی صفائی کر چکے۔ مفسدوں کی لاطائل باتوں پر عمل نہ کیا جائے۔ جب محمدّ شبّیر نے وہاں سے بھی جواب حاصل کر لیا تو شیخ لعل محمدّ صاحب نے دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے؟ محمدّ شبّیر نے کہا میں تو حیران ہُوں تمہارے علما کہتے ہیں مقاطعہ کرو اور یہ کہتے ہیں اگر مقاطعہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اب کس کا کہنا مانوں۔ شیخ لعل محمدّ صاحب نے کہا ہر مُسلمان کے نزدیک خدُا و رسُول جلّ وعلا وصلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت و عظمت عین ایمان ہے لہٰذا تم اس محبّت کو اپنے سینہ میں تازہ کر کے حفظ الایمان کی عبارت کا خود مطالعہ کرو حق آشکارا ہو جائے گا جواب میں کہا "میں مولوی تو نہیں جو اس کو سمجھ سکوں" اس عبارت کا پڑھے لکھوں میں اختلاف ہے۔ تمہارے علماء کہتے ہیں اس عبارت میں توہین ہے، ہماری جماعت کے مولوی کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔ تو میری سمجھ ان کے مقابلہ میں کیا فیصلہ کر سکتی ہے۔ بہتر تو یہ ہو گا کہ دونوں جگہ کے مولوی آپس میں بیٹھ کر سمجھیں اور سمجھا دیں میں سمجھ لوں گا۔ اُس وقت جناب عثمان خان صاحب کلاتھ مرچنیٹ (تاجر کپڑا) بھی پہنچ چکے تھے اُنہوں نے کہا کہ ہم نے بارہا یہ کوشش کی مگر جماعتِ وہابیہ سے تو کوئی آتا ہی نہیں۔ اس کے بعد اس کے متعلق گفتگو کرتے ہُوئے دونوں صاحب بزرگ محترم جناب حکیم ابرار احمد صاحب کی

دکان پر پہنچے وہاں پر عمِّ مکرّم جناب حامد یار خاں صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ محمّد شبیر نے جناب حامد یار خاں صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ صبح ہم اور آپ جو تحریری معاہدہ لکھیں وُہ اس طریقہ پر ہو کہ مولوی منظورؔ صاحب سے اس میں درخواست کی جائے چنانچہ اُن کے دلخواہ یہ مضمون بعینہٖ لکھا گیا۔

"ہمکہ محمّد شبیر ولد معین الدّین قوم شیخ ساکن سہسوانی ٹولہ اور حامد یار خاں ولد محمّد یار خاں ساکن بذریعہ عنایت گنج ہیں ہمارے دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہُوا ہے کہ سُنّی اور وہابی کا جھگڑا علماء کے درمیان ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پریشان رہتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب کو کافر مولوی منظور احمد صاحب کو وہابی مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرّس مدرسہ منظرِ اسلام بتاتے ہیں اور ہم اسی کے بارے میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں اگر آپ ان سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کرینگے تو دراصل ہم لوگ آپ کو وہابی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے۔"

فقط: محمّد شبیر بقلم خود حامد یار خاں بقلم ابرار احمد

جناب محمّد شبیر صاحب یہ تحریر معاہدہ لے کر مولوی منظور صاحب کے پاس گئے اور واپس آکر کہا، مولوی منظور صاحب کا مطمحِ نظر یہ تھا کہ مولوی سردار احمد صاحب دارُالعلوم منظرِ اسلام کے مدرّس ہیں لہٰذا ان کے مقابل ہمارے مدرسہ کا مدرّس مناظرہ کرلے گا، میری کیا ضرورت ہے[۱] (یہ فاضل تالیفی کا پہلا

[۱] وہابیہ کا پہلا فرار۔

فرار ہے) اور یہی کسی قدر لکھا بھی جا چکا تھا۔ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی سے مناظرہ ہو۔ آپ نہیں کریں گے تو مجھے صاف صاف جواب دیجیے اس لیے کہ میں تو آپ ہی کی نسبت طے کر چکا ہوں مدرّس وغیرہ کا عذر میری نظر میں کمزور ثابت ہو گا۔ اس پر مولوی صاحب نے کچھ غور فرما کر فرمایا کہ مولوی سردار احمد صاحب کی تو ابھی سالِ گذشتہ دستار بندی ہوئی ہے وُہ میرے سوالات کا جواب نہ دے سکیں گے، اُن کے مقابل تو یقیناً فتح ہے[1]۔ لیکن مخالفین کہیں گے یہ تو کچھ کمال نہ ہُوا ایک جدید مناظر شکست کھا گیا تو کیا جائے تعجّب ہے۔ اس نظریہ سے میں چاہتا ہُوں کہ کسی اور مشّاق مُناظر کو پیش کیا جائے تاکہ تادیل کی گنجائش نہ رہے۔ مکرّر میں نے کہا یہ سب حیلہ بازیاں ہیں اقرار کیجیے یا انکار، تو مجبور ہو کر یہ تحریر لکھی۔

(نقل مطابق اصل ہے)

بسمہٖ تعالیٰ حمداً وسلاماً مندرجہ بالا تحریر میرے سامنے پیش کر کے مُجھ سے تیاری و عدمِ تیاری کے متعلّق سوال کیا گیا ہے میں متوکّلا علی اللہ تعالیٰ عرض کرتا ہُوں کہ میں تمام نزاعی اُمور میں بترتیب الاہم فالاہم (جو خاں صاحب کا مسلّمہ ہے) مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہُوں۔ جلسہ کی انتظامی صدارت مولوی حامد رضا خاں صاحب[2] فرمائیں گے۔ "وَالحمد للہ اَولاً و آخراً"۔

محمدؐ منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۱۳ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

---

[1] ملاحظہ ہو کہ اس وہابی کو آئندہ بات کا یقین کیسے حاصل ہُوا۔ یہ علمِ غیب کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

[2] مولوی منظور صاحب نے یہ سمجھا کہ انتظامی معاملات میں حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کا نام مُبارک لکھ دو، وُہ مجھ بے حیا کو مُنہ نہ لگائیں گے یوں مناظرہ سے جان بچ جائے گی۔ مگر شہر کہنہ کے سُنّیوں نے مولوی منظور کے فرار کی

محمد شبیر صاحب سے کہا گیا کہ ہم حضرت بڑے مولانا صاحب قبلہ کو اس میں شریک کرنا نہیں چاہتے وقت پر جس کو مناسب سمجھا جائے گا صدر بنالیں گے اور آپ بھی بنا سکتے ہیں۔ محمد شبیر صاحب نے منظور کر لیا۔

یہ اعلان تیاری مناظرہ جناب حامد یار خاں صاحب کی طرف سے جناب حکیم ابرار احمد صاحب لے کر ۱۴ر محرم کو حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا موصوف نے نہایت جرأت و دلیری سے اُسی وقت یہ جواب تحریر فرمایا :

(نقل مطابق اصل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

"فقیر کے سامنے ایک تحریر پیش کی گئی جس میں مولوی منظور صاحب نے فقیر کے ساتھ مناظرہ کی تیاری کا اظہار کیا ہے فقیر کو ہرگز مناظرہ سے انکار نہیں مولوی منظور صاحب کا چیلنج مناظرہ فقیر کو بغیر نظرو فکر منظور ہے جن امور میں وہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالےٰ اُن امور میں مناظرہ کے لیے تیار ہے اور انتظامی امور سے فقیر کو کوئی تعلق نہیں۔"

فقیر سردار احمد غفرلہٗ الاحد گورداسپوری ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

جب فریقین نے مناظرہ کی یہ دونوں تحریریں حاصل کر لیں تو مناظرہ کے انتظامی معاملات کے متعلق باہم گفتگو شروع ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جو کچھ صرف ہوگا وہ نصف نصف تقسیم ہو جائے گا۔ پھر محمد شبیر سے کہا گیا کہ آپ اپنی جماعت

وہابیہ کی ذمّہ داری کی تحریر لکھ دیں اور ہم اپنے مجمع اہلسنّت کی ذمّہ داری کی تحریر لکھ دیتے ہیں اس پر محمّد شبّیر نے کہا کہ میں ذمّہ داری کی تحریر ہرگز نہیں دے سکتا ہوں[1]۔ سَو دو سَو روپیہ[2] صرف کرنے کو تیار ہوں آپ اگرچہ ایک پائی بھی صرف نہ کریں لیکن جب ذمّہ داری کی تحریر کا پُر زور مطالبہ کیا تو محمّد شبّیر نے کہا کہ مولوی منظور ہی ذمّہ دار بنیں گے۔ چنانچہ وُہ مولوی منظور کے پاس گئے اور آکر کہا کہ مولوی منظور صاحب نے ذمّہ داری سے قطعاً انکار[3] کر دیا ہے وُہ کہتے ہیں کہ مولوی لیٰسین (وہابی) سے میری رنجش اور سخت عداوت و مخالفت ہے اُن کے مدرسہ کے طلباء سے فتنہ[4] کا قوی احتمال ہے (مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری) پھر بیچارے مُحمّد شبّیر مولوی منظور صاحب کے کہنے سے بریلی کی جماعتِ وہابیہ کے گرُو مولوی لیٰسین کے پاس اس غرض سے گئے کہ وُہ ہی ذمّہ دار بن جائیں مگر مُحمّد شبّیر نے آکر کہا کہ مولوی لیٰسین خام سرائی نے بھی ذمّہ داری سے صاف انکار کر دیا[5]۔ مُحمّد شبّیر صاحب سے کہا گیا کہ اَب آپ کیا کریں گے تو صاف کہا کہ جانے دیجیے[6] میں کیوں اپنی جان مصیبت میں ڈالوں۔ یہ ہے وہابیہ اور وہابیہ کے بانی مُناظرہ کا مناظرہ سے کھُلا فرار مُحمّد شبّیر صاحب سے پھر کہا گیا کہ آپ اپنے عزیز حکیم عرفان علی صاحب (وہابی) یا بابو مُحمّد ایّوب صاحب (وہابی) وغیرہ میں سے کسی کو اپنی جماعتِ وہابیہ کا کا ذمّہ دار بنا لیں وُہ تو کنٹرول کر سکتے ہیں مُحمّد شبّیر صاحب نے کہا کہ اچھا میں جا کر کہتا ہوں اور ابھی ایک گھنٹہ بعد واپس آؤں گا۔ تقریباً تین[7] گھنٹے انتظار کے بعد مُحمّد شبّیر آئے اور کہا کہ وُہ احمد یار خاں عرف بدا خاں کے ذریعہ

---

[1] وہابیہ کا تیسرا فرار [2] دعوٰی اتنا بڑا کیا اور مناظرہ کے انتظامی اُمور میں جو صرفہ ہُوا اُس کا نصف بھی نہ دیا، وہابیہ شرم!
[3] وہابیہ کا چوتھا فرار [4] وہابیہ کا اقرار کہ وہابیہ کے طلبا فتنہ انگیز ہیں [5] وہابیہ کا پانچواں فرار [6] وہابیہ کا چھٹا فرار ——
[7] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی عہد شکنی

پولیس کا انتظام کرادیں گے۔ ادھر سے نعرۂ "خوب" بلند ہُوا مگر محمّد شبیر نے اسی وقت کہا کہ مجھے کوئی اُمید نہیں جس پر میں بھروسہ کرسکوں۔ محمّد شبیر کو جب اپنی جماعت وہابیہ کی ذمہ داری کی کوئی صُورت نظر نہ آئی تو بدحواس[1] ہوکر ہم سے کہا کہ بہتر یہ ہی ہے کہ آپ لوگ کوئی ایسی صُورت نکالیں کہ مُناظرہ بھی ہوجائے اور ہر دو فریق سے پچاس پچاس یا سو سو آدمی لے لیے جائیں، لیکن مناظرین اپنی اپنی تقریریں تحریر میں لاکر اُس پر اپنے اپنے دستخط ثبت کریں گے تاکہ مخلوقات میں اشاعت کردی جائے یا یہ ہوکہ ایک محلّہ میں الگ الگ مکان میں مناظرین کو مع اپنی جماعت کے بٹھایا جائے اور تحریری مناظرہ شروع کرادیا جائے۔ آخرکار فریقین میں یہ قرار پایا کہ تحریری مناظرہ ہوگا مگر محمّد شبیر نے اس طے شدہ بات کو چھوڑکر پھر گذشتہ باتوں کا بے سود اعادہ کرنا شروع کیا جس سے اس کی کمزوری وعاجزی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی پھر محمّد شبیر اور جناب حامد یار خاں صاحب میں ایک معاہدہ قرار پایا جس کو میں نے خود لکھا، اُس کی نقل یہ ہے:

> ہم میں یہ قرار پایا کہ مناظرہ مابین مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور مولوی سردار احمد صاحب بریلوی ہوگا جس کی تاریخ آئندہ کسی روز مقرر کردی جائے گی۔ موضوع وشرائط مُناظرین خود مناظرہ گاہ میں طے کرلیں گے جلسہ کی انتظامی کارروائی فریقین، فریقین ہوگی یعنی دیوبندی جماعت کی تمام ذمہ داری عمائدِ دیوبند پر ہوگی اور اسی طرح عمائدِ بریلی بھی ذمہ دار ہوں گے جس کی

---

[1] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بے بسی۔

دستخطی تحریر ایک فریق دوسرے فریق کو دے دیویں گے۔ فقط

لعل محمّد بقلم خود　　　　حکیم ابرار احمد بقلم خود

پھر محُمّد شبیّر صاحب نے اپنے قابلانہ قلم سے یہ تحریر لکھی[1] اور اس پر دستخط کر کے ہمارے حوالہ کی۔ اُس کی نقل بلفظہٖ درج ذیل ہے:

۷۸۶

آج بتاریخ ۱۶ر محرم اطرام ۱۳۵۴ء مطابق ۲۱ر اپریل ۳۵ء یوم یکشنبہ بوقت گیارہ بجے شب ہم میں یہ قرار پایا کہ منظارہ مابین مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور مولوی سردار احمد صاحب بریلوی سے ہوگا جس کی تاریخ لیندہ کسی روز مقرر کر لی جاوے گی موضع و شرائط مناظرین خود مناظرگاہ میں طے کر لیں گیں جلسہ کی انتظامی کارروائی فریقِ عین فریقِ عین ہوگی۔ یعنی دیوبندی جماعت کی تمام دفبہ داری عمائد دیوبند پر ہوگی اور ایسی طرح عمائد بریلی بھی دفعہ دار ہوں گے جن کی دسخطی تحریر ایک فریق دوسرے فریق کو دیویں گے فقط

محمد شبیر بقلم خود

نوٹ ۱: قارئین ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ جو شخص

۱- آج	کو	اج	۲- محرّم الحرام	کو	محرم اطرام
۳- ۱۳۵۴ھ	کو	۱۳۵۴ء	۴- مُناظرہ	کو	منظارہ
۵- مابین ہوگا	کو	مابین سے ہوگا	۶- آئندہ	کو	لیندہ

[1] یہ تحریر ہمارے پاس بعینہٖ محفوظ ہے اگر کوئی وہابی اپنے بانی مناظرہ کی اس جہالت کی دستاویز کو دیکھنا چاہے تو بلا تکلف دیکھ سکتا ہے۔

۷۔ موضوع کو موضع ۸۔ مُناظرہ گاہ کو مُناظر گاہ
۹۔ لیں گے کو لیں گیں ۱۰۔ فریقین فریقین کو فریق عین فریق عین
۱۱۔ ذمّہ واری کو دفیہ داری ۱۲۔ اسی طرح کو ایسی طرح
۱۳۔ ذمّہ دار کو دفعہ دار ۱۴۔ دستخطی کو دسخطی
۱۵۔ دے دیوینگے کو دے دیویں گیں ۱۶۔ مُحمّد شبّیر کو محمد شیر

لکھے کیا وُہ مُناظرہ ملتوی ہو گیا کے عنوان کا اشتہار لکھ سکتا ہے؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ کارروائی شبّیر صاحب کے پردے میں مولوی منظور صاحب کی مکّاری و کیّادی و دغا بازی فریب دہی اور خوش فہمی کا نتیجہ ہے۔

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

نوٹ ۲ : شبّیر صاحب یہ تو آپ کی قابلیّت تھی جو تحریرِ اُردو میں اپنی سوؔلہ[16] جہالتوں کا ثبوت دیا اور پھر مُسلم لیڈری کا دعوٰے بریں عقل و دانش بباید گریست۔ کیا مولوی منظور صاحب اور اس کی تمام جماعتِ وہابیہ کو اس مُسلم لیڈر کی اسی لیاقت پر ناز ہے۔

شرم! شرم! شرم!

پھر ۱۷ر محرّم الحرام کی صبح کو فریقین میں باہم گفتگو ہُوئی تو زبانی معاہدہ یہ ہُوا کہ ۲۰ر محرّم کو مناظرہ ہونا چاہیے اور کہا گیا کہ فرصت کے وقت فریقین قواعد مناظرہ قلمبند کر لیں گے۔ اُسی دن تین بجے والد صاحب قبلہ کا تار آیا

جو (حرمین شریفین سے واپس تشریف لا رہے ہیں) کہ ۱۹ر محرّم کو بریلی آجائیں گے میں نے محمّد شبّیر کو تار دکھایا اور دو تین دن کی توسیع چاہی۔ اُس وقت تو انہوں نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ کہا کہ یہ ایک اتّفاقی امر ہے اور مجبوری کا نام شکر ہے کچھ حرج نہیں اور دو دن سہی۔ میں کچھ ضروریات کی کی وجہ سے شہر چلا گیا۔ بعد کو محمّد شبّیر صاحب اپنی اس[1] بات پر قائم نہ رہے جناب حکیم ابرار احمد صاحب سے کہنے لگے کہ اگر مُناظرہ کرنا ہے تو ۲۰ر محرّم جمعرات ہی کو کرائیں ورنہ میں چلا جاؤں گا۔[2] مجھے مُناظرہ سے کوئی تعلّق نہیں ہے جناب حکیم ابرار احمد صاحب نے فرمایا کہ یہ کیسی انسانیت ہے پہلے آپ نے کچھ کہا اور اب کچھ رہے ہیں آپ اپنی بات پر قائم نہیں رہتے ہیں۔ عمِّ مکرّم جناب حامد یار خاں صاحب وہاں تشریف لائے اور حکیم صاحب سے فرمایا کہ اگر محمّد شبّیر پنجشنبہ ہی کو کہیں تو تم[3] چہار شنبہ ہی کو تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد فریقین نے مُناظرہ کی تاریخ اور مُناظرہ کی جگہ معیّن کی اور مُناظرہ کے چند شرائط و قواعد مرتّب کر کے اس کے متعلّق ایک تحریر لکھی اور اُس پر فریقین نے دستخط ثبت کر دیئے اس تحریر کی بلفظہٖ نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے :

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسُولہ الکریم ۔

بروز جُمعرات ۲۵ر اپریل ۳۵ء مطابق ۲۰ر محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ

بمقام مرزائی مسجد شہر کہنہ بریلی میں بوقت دس بجے صبح سے مُناظرہ

---

[1] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بدعہدی [2] وہابیہ کا ساتواں فرار [3] اہلسُنّت کے بانی مناظرہ کی آمادگی وبلند حوصلگی۔

مولانا سردار احمد صاحب گورداسپوری و مولانا منظور احمد صاحب
نعمانی سنبھلی کے درمیان ہوگا۔ صدر دونوں فریق اپنی اپنی خوشی
سے منتخب کریں گے مناظرہ تقریری ہوگا لیکن ہردو مولوی صاحبان
اپنی اپنی تقریر تحریر میں لاکر دستخط ثبت کریں گے دورانِ مناظرہ
علاوہ ان دونوں مولوی صاحبان کے کسی دُوسرے عالم یا پبلک
کو کسی قسم کے بولنے یا اعتراض کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا علماءِ
مناظرہ کو حق حاصل ہے کہ اپنی طرف کے عالموں سے مشورہ لے
سکتے ہیں ہردو مولوی صاحبان کو ۵ منٹ کا وقفہ بولنے کے
لیے دیا جاوے گا زیادہ وقت نہ دیا جائے گا۔ ہردو فریق اپنی
اپنی جماعت کے ذمہ دار ہونگے ہردو مولوی صاحبان اپنی اپنی
جماعت کے جلسہ مجمع کے اندر ۵۰ یا سَو اشخاص کے دستخط کرائیں
گے تاکہ کسی قسم کا فساد نہ ہونے پائے۔ اگر دستخط نہ ہوئے
تو مناظرہ ختم کر دیا جائے گا۔ اگر ہردو جماعت میں سے دو ایک
شخص دورانِ مناظرہ دخل دیں گے تو ذمہ دار اشخاص اپنی
جماعت میں سے اُن کو علیحدہ کر دیں گے اور اگر ۵ سے زائد
اشخاص دورانِ مناظرہ دخل انداز ہوئے تو صدر صاحب کو
لازم ہوگا کہ وُہ اپنی جماعت میں سے اُن کو علیحدہ کر دیں اگر
صدر صاحب اپنی اپنی جماعت میں سے ایسے اشخاص کو علیحدہ
نہ کریں گے تو اسی جماعت کی ہار مان لی جائے گی ہردو جماعتیں

مناظرہ کی تقریر کو نہایت خاموشی سے سُنیں گی۔ کسی قسم کا ایسا شوروغل نہ ہوگا کہ کسی عالم کی تقریر میں خلل آئے۔ کوئی لاٹھی یا آلہ دھاردار اشیاء کوئی شخص اپنے ہمراہ نہ لاوے گا، اور اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشیا سے کوئی شے اپنے ہمراہ لاویں گے تو اُن کی شے صدر دروازہ پر لے کر جمع کر لی جائے گی، اور مناظرہ ختم ہونے کے بعد واپس کر دی جائے گی۔

نوٹ : ہر دو فریق کے عالموں میں سے کسی عالم صاحب کی کسی قسم کی دل آزاری نہیں کی جائے گی فقط :

محمد شبیر بقلم خود محلہ سہسوانی ٹولہ	عباس حسین بقلم خود	عزیز الرحمٰن بقلم خود
لعل محمد بقلم خود / عبدالاحد بقلم خود	نجابت حسین خاں بقلم خود	حامد یار خاں بقلم خود

۱۷ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ ۱۰ بجے شب۔

اس شرائط نامہ کے بموجب میں نے اپنے ذاتی ضروری کام ترک کر کے پہلے مناظرہ کے انتظام کیے اور انہیں انتظامات کی وجہ سے اپنے والد صاحب قبلہ سے اسٹیشن پر نہ مل سکا۔ اب چہار شنبہ آگیا اور محمد شبیر نے کہا تھا کہ میں چہار شنبہ کے دن صبح حاضر ہو کر اعلانِ مناظرہ کے اشتہار کا نصف صرفہ دونگا بلکہ خود چھاپہ خانہ جاؤں گا لیکن صبح سے انتظار کرتے کرتے دو بج گئے مگر محمد شبیر نہ آئے اُن کے گھر پر تلاش کیا گیا نہیں ملے اُن کے عزیزوں کے گھر جا کر معلوم کیا کچھ پتہ نہ چل سکا[1] یہاں تک کہ چار بج گئے۔ یہ ہے وہابیہ کے بانی مناظرہ کی عہد شکنی، مکاری اور کذب بیانی۔ وہابیو! شرم!! ادھر

---

[1] وہابیہ کا آٹھواں فرار۔

علمائے اہلسنّت اپنے ضروری کام ترک کر کے تشریف لا چکے تھے۔ ان حضرات کے کارہائے ضروری اور وقت کی قلت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سیّد محفوظ علی نائب صدر محافظِ اسلام و نوجوانانِ اہلسنّت سے کہا گیا کہ وہابیہ کے بانی مناظرہ نے صریح جھوٹ بولا ہے اور ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ کل ہی صبح دس بجے مناظرہ کا وقت ہے اور ابھی تک کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے لہٰذا محض اطلاع کے طور پر آپ اعلانِ مُناظرہ کا مختصر سا اشتہار فریقین کے معاہدہ کے مطابق شائع کر دیجیے۔ حضرت موصوف نے نہایت عجلت کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور چھ بجے دن کو کچھ اشتہار اعلانِ مناظرہ تقسیم بھی ہو چکے تھے ساڑھے چھ بجے اطلاع موصول ہوئی کہ تھانہ بارہ دری کے سب انسپکٹر صاحب نے بُلایا ہے اُسی وقت یہ محرّر اور عمِ محترم جناب عثمان خاں صاحب اور جناب حکیم ابرار احمد صاحب سیکرٹری انجمن محافظِ اسلام اور جناب حامد یار خاں صاحب تھانہ گئے۔ سب انسپکٹر صاحب نے اس انجمن کے عہدہ داروں کے نام دریافت کیے اور چند ضروری سوالات کیے، جن کا جواب دیا گیا سب انسپکٹر صاحب نے صبح پھر مع نائب صدر صاحب آنے کو کہا، صبح ہوتے ہی پہلے تھانہ گئے نائب صدر صاحب سے سب انسپکٹر نے کچھ اور سوالات کیے جن کے جوابات احسن انداز سے دیئے گئے۔ سب انسپکٹر جناب سیّد انتظار حسین صاحب نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ فساد نہ ہو۔ چنانچہ ہر طرح سے اطمینان دلایا، اس وقت وہابیہ کی طرف سے بابو عقیل احمد پسر ادریس احمد صاحب بھی تھانہ پہنچ چکے تھے یہ تمام باتیں اُن کے سامنے

ہوتی تھیں۔ صبح ہوتے ہی مناظرہ کے دن محمد شبیر کے نام سے ایک اشتہار بعنوان
مناظرہ ملتوی ہو گیا[1] دیکھا گیا۔ اس اشتہار کا مقصود یہ تھا کہ مناظرہ نہیں ہو
گا لیکن اہلسنت کو مناظرہ کرانا مقصود تھا لہٰذا منجانب انجمن محافظ اسلام اُسی
وقت تانگوں پر گشتی اعلان کرا دیا گیا کہ یہ مرحلہ شرائط میں فریقین کے اتفاق
سے قرار پا چکا ہے کہ اکبری مسجد میں پنجشنبہ کے روز دس بجے صبح مناظرہ ہو گا،
ایک فریق کے ملتوی کرنے سے ہرگز ملتوی نہیں ہو سکتا لہٰذا آج دس بجے
مناظرہ ضرور ہو گا۔ اس اعلان کو سُن کر بد حواسی[2] کے عالم میں غرق ہو کر محمد شبیر
آئے اور کہا کہ مولوی منظور صاحب چاہتے ہیں کہ مسجد کے متولی صاحب کا
اجازت نامہ میرے پاس آنا چاہیے چنانچہ فوراً متولی صاحب سے تحریری اجازت نامہ
حاصل کیا اور اُس کی ایک نقل ان کو بھیج دی گئی جس پر متولی صاحب کے
دستخط کی نقل بھی تھی۔ اس کے بعد محمد شبیر نے بدحواسی[3] کی حالت میں آکر کہا کہ
مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ اس نقل پر متولی صاحب کے خود اصل قلم سے
دستخط ہونا چاہئیں[4]۔ وہابیہ نے مناظرہ سے بھاگنے کے لیے ایک حیلہ سازی کی
تھی مگر اہلسنت نے وہابیہ کی حیلہ سازی پر پانی پھیر دیا اور اُسی وقت نقل مذکور
پر متولی مسجد جناب منشی محمد محمود علی خاں صاحب کے قلم سے دستخط کرا دیئے
پھر محمد شبیر نے متولی صاحب سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ متولی ہیں میں
نے یہ سمجھا تھا کہ اس مسجد کے متولی خان بہادر صاحب ہیں۔ دس بج چکے تھے
مجمع کافی تھا مجمع سے تصدیق کرا دی کہ جناب منشی صاحب موصوف ہی متولی

---

[1] وہابیہ کا نواں فرار [2] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بے بسی [3] محمد شبیر کی بد حواسی [4] وہابیہ کا دسواں فرار۔

ہیں۔ محمد شبیر کو جب کوئی اور حیلہ بہانہ نہ سُوجھا تو پریشان ہو کر کہا کہ متولی صاحب کے یہ دستخط میرے پڑھنے میں نہیں آتے ہیں۔ مجمع نے محمد شبیر کی بدحواسی دیکھ کر اور یہ بات سُن کر وہابیہ اور وہابیہ[1] کے بانی مناظرہ کی کمزوری عاجزی کا احساس کیا اور سمجھ لیا کہ وہابیہ اب مناظرہ سے بھاگنے کے لیے حیلے حوالے تلاش کر رہے ہیں۔ جناب متولی صاحب ممدوح نے محمد شبیر سے فرمایا کہ میں نے تمہارے اور مجمع کے سامنے دستخط کیے ہیں جب بھی تم کو اطمینان نہیں ہُوا تو میں پھر دستخط کیے دیتا ہُوں۔ چنانچہ متولی صاحب موصوف نے سب کے سامنے دستخط دوبارہ کیے۔ اِدھر بے چارہ محمد شبیر بدحواسی[2] کے عالم میں اجازت نامہ لے کر جاتے ہیں کہ اُدھر وہابیہ کی طرف سے بابو عقیل احمد آئے اور کہا کہ آپ کے نائب صدر صاحب نے سب انسپکٹر صاحب کے سامنے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم مجمع کے سامنے حفظِ امن کی ذمّہ داری کی ایک تحریر مولوی سردار احمد صاحب سے دلوا دیں گے میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں مولوی منظور صاحب سے دلوا دُوں گا۔ نائب صدر صاحب کو بُلایا تو اُنہوں نے بابو صاحب کے سامنے صاف انکار کر دیا۔ بابو صاحب[3] کا جب جُھوٹ ثابت ہوگیا تو بابو صاحب نے کہا کہ مجھے یاد نہیں رہا ہوگا، حامد یار خاں صاحب نے کہا ہوگا چنانچہ فوراً حامد یار خاں صاحب کو بُلا کر سامنے کر دیا تو بابو صاحب نے چونکہ یہ بھی جُھوٹ[4] کہا تھا اسلئے بابو صاحب نے فوراً کہا، ٹھیک مجھے یاد آیا داروغہ جی صاحب نے فرمایا تھا۔ جناب

---

[1] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی عاجزی و کمزوری [2] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بے بسی [3] وہابیہ کے بابو عقیل احمد صاحب

حامد یار خاں صاحب اور نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ داروغہ جی صاحب نے اس کے متعلّق کچھ بھی نہیں فرمایا تھا۔ بابُو صاحب نے کہا کہ "آپ کو یاد نہیں رہا داروغہ جی نے کہا تھا"۔ میں نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہو گی ذرا تھانہ ہی تشریف لے چلیے ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے بابو صاحب نے جواب دیا کہ آپ مولوی سردار احمد صاحب سے مجھے ذمّہ داری کی تحریر دلواتے ہیں تو دلوا دیجیے ورنہ میں جا کر مولوی منظور سے کہہ دونگا اب اُن کا فعل آئیں یا نہ آئیں بابُو صاحب کو خوشامدانہ طریقہ پر تھانہ تک لے گئے۔ یہ وقت ساڑھے گیارہ بجے کا تھا۔ داروغہ جی سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس تحریر کی بابت فرمایا تھا۔ داروغہ جی نے جواب دیا کہ میں نے کسی تحریر وغیرہ کے متعلّق نہیں کہا۔ اس سے وہابیہ کے بابُو عقیل احمد صاحب کی دروغ[1] بیانی و مکّاری اچھی طرح ظاہر ہو گئی درحقیقت وہابیہ[2] نے مل کر مناظرہ سے بھاگنے کا یہ ایک بڑا حیلہ بہانہ نکالا تھا مگر اہلسُنّت نے اس حیلہ کو بھی خاک میں ملا دیا۔ جب ہم سب لوگ تھانہ سے واپس آئے تو راستے میں بابُو عقیل احمد نے اپنی مکّاری اور جھُوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا کہ داروغہ جی نے ضرور فرمایا مگر اُنہیں یاد نہیں رہا۔ ایک آفیسر کو جھُوٹا ثابت کرنا ظلم ہے، ورنہ میں تو سر ہو جاتا لیکن اَب میری لاج آپ لوگوں کے ہاتھ[3] ہے۔ یہ باتیں میری پوزیشن کو خراب کرنے والی نہیں ہیں مَیں آئندہ ان معاملات میں ذلیل ہونے کو ہرگز نہیں پڑوں گا۔ اور

---

[1] بابو عقیل احمد صاحب کا چوتھا جھوٹ [2] وہابیہ کا گیارھواں فرار [3] وہابیوں کی لاج سُنّیوں کے ہاتھ۔

مولوی منظور صاحب سے بیزاری ظاہر کی۔ یہ ہے وہابیہ کی کمزوری اور بزدلی[1] مولوی منظور صاحب مدرسہ اشفاقیہ میں موجود تھے اُن سے کہا گیا کہ مجمع دس بجے سے انتظار کر رہا ہے اب بارہ بجے کا وقت ہے مناظرہ کے لیے چلیے، آپ کے سارے مطالبے پُورے کر دیتے ہیں اور آپ کی ذمہ داری بھی لے لی ہے۔ مگر مولوی منظور صاحب مُناظرہ گاہ میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جب سُنیوں نے بار بار مطالبہ کیا تو مولوی منظور صاحب کو مناظرہ گاہ میں جانے کے سوا کوئی چارہٗ کار نظر نہ آیا سنبھلتے سنبھلاتے مولوی منظور احمد ساڑھے بارہ بجے اکبری مسجد میں پہنچے۔ محمد شبیر سے کہا گیا کہ انتظامی معاملات میں صرف اس وقت تک پندرہ روپے تک ہُوا ہے حساب سمجھ لیجیے اور معاہدہ کے بموجب ساڑھے سات روپے دیجیے۔ کہا کہ کل حاضر کروں گا۔ جب دُوسرا دن آیا تو کہا کہ آئندہ روز تین دن کا حساب سمجھ کر حاضر کر دُوں گا۔ جب تیسرا دن آیا تو کہا کہ جلسہ[2] برخاست ہونے پر حاضر کر دوں گا۔ تیسرے روز کیا چوتھے روز بھی تلاش کرنے کے بعد بہت مُشکل سے ملے تقاضا کرنے پر چھ روپے آٹھ آنے دیئے اور کہا کہ بقیہ میں مکان پر جا کر لاتا ہُوں۔ چنانچہ اب تک وُہ وقت نہیں آیا کہ وُہ مکان سے روپیہ لے کر لوٹیں۔ یہ ہے وہابیہ کے بانی مُناظرہ کی عہد شکنیاں اور سو دو سو روپیہ خرچ کرنے کے دعوے کی حقیقت۔ ؎

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خُوں نکلا

---

[1] وہابیہ کی بزدلی اور مُناظرہ سے فراری [2] وہابیہ کے بانی مناظرہ کی پیہم عہد شکنیاں۔

قارئین کی خدمت میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب سب انسپکٹر انتظار حسین صاحب انچارج تھانہ بارہ دری بریلی نے اس مناظرہ کے نظم کے متعلق کمال توجہ فرمائی کہ مناظرہ کے چاروں دن تک متواتر پولیس کو پبلک کی ہمدردی میں مسلط رکھا اور خود بھی ایک دفعہ تشریف لائے اور پولیس کو تاکید کر دی کہ جو شور کرے فوراً اس کو مجمع سے نکال دو۔ چنانچہ پولیس نے بھی حفظِ[1] امن میں بہت زیادہ حصہ لیا جو شخص ذرا بھی شور کرتا تو ایک دو مرتبہ تاکید کرتے اور اس سے زیادہ ہوتا تو مجمع سے نکال دیتے۔

مرزا تاجیک بریلوی صدر انجمن نوجوانانِ اہلسنّت و معاون انجمن محافظِ اسلام شہر کہنہ بریلی۔

وہابیہ کا کھلا فرار

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ وہابیہ نے مناظرہ سے اپنی جان بچانے کے لیے رات دن کمیٹیاں بنائیں اور اپنی گلو خلاصی کا ذریعہ ایک پوسٹر کو بنایا، جس میں اُن کے سارے اصاغر و اکابر نے نہایت ہی مکر و فریب عیاری و کیادی سے واقعات کو غلط جامہ پہنا کر اپنی صداقت و راستبازی کا نمونہ پیش کیا اور انتہائی جھوٹ اور دروغ بیانی سے کام لیا۔

وہ اشتہار بلفظہٖ اگلے صفحات میں درج کیا جاتا ہے۔

---

[1] مناظرہ میں پولیس کا حسنِ انتظام۔

مُناظرہ ملتوی ہو گیا

"منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی"

حضرات! مَیں شہرِ کہنہ بریلی کا باشندہ ہُوں، اور ایک عرصہ سے تجارت کے سِلسلہ میں لکھنؤ رہتا ہُوں۔ خُدا کا شُکر ہَے کہ مُسلمان ہُوں اور دیوبنّدی بریلوی قسم کے مناقشات سے مُجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہُوئی۔ کچھ دن ہُوئے کہ مَیں اپنے وطن بریلی آیا، میرے اہلِ محلّہ سیّد اعجاز نبی صاحب مولوی لیاقت حسین صاحب، ثناء اللہ صاحب، سیّد حبیب الحسن صاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور اُن کے کرایہ دار جن کا نام اس وقت یاد نہیں ان حضرات نے جو مولوی حامد رضا خاں صاحب کے جاننے والے ہیں مُجھ سے کہا کہ تمہارے بڑے بھائی وہابی ہو گئے ہیں۔ وُہ مولوی اشرف علی صاحب کو مانتے ہیں لہٰذا ان سے سلام و کلام وغیرہ سب چھوڑ دو اور اس کے متعلق بڑے مولوی صاحب (مولانا حامد رضا خاں صاحب) سے فتوے دریافت کر لو جناب نے اس کے متعلق سوال لکھا اور مؤخّر الذکر صاحب جو بڑے مولوی صاحب کے غالباً مُرید بھی ہیں مُجھ کو ہمراہ لے کر مولوی حامد رضا خاں صاحب کے پاس پہنچے۔ مولوی صاحب نے سوال دیکھا اور زبانی جواب دیا کہ "مولوی اشرف علی صاحب کافر ہیں اور اُن کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔" اُن سے کِسی قِسم کا تعلق نہ رکھا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس کو لکھ دیجیے میں دُوسرے علماء صاحبان سے بھی جواب لکھاؤں گا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے

مدرسہ کے بڑے مدرّس صاحب سے لکھا لو ۔ مَیں اُن کے پاس حاضر ہُوا اُنہوں نے مجُھ کو مولوی سردار احمد صاحب کے پاس بھیج دیا اور اُنہوں نے وہی جواب لکھا جو مولوی حامد رضا خاں صاحب نے فرمایا تھا۔ پھر میں نے وُہ فتوٰی مولانا رفاقت حسُین صاحب عمرُوی کے سامنے پیش کیا، اُنہوں نے اس کا رَدّ لکھا اور کفُر کے فتوے کو غلط، باطل ثابت کرکے اُس کے اخیر میں لکھا کہ :

سائل کا بڑا بھائی جو حضرت مولانا تھانوی کی کتابیں دیکھتا ہے اُس سے تعلّقات کا منقطع کرنا حرام اور بدترین گناہ ہے اور اس قطع تعلّق کی رائے دینے والا اُس خائب و خاسر جماعت میں سے ہے جس کے متعلّق قرآنِ عزیز کا بیان ہے ویقطعون ما أمر اللہ به ان یوصل و یفسدون فی الارض اوُلٰئِكَ ھُمُ الخٰسِرُون ۔

اس کے بعد میرے محلّے والوں نے مجُھ سے کہا کہ ان جھگڑوں کا ٹھیک فیصلہ صرف مُناظرہ سے ہو سکتا ہے لہٰذا تم مولوی محمّد منظور صاحب مدیر "الفرقان" اور مولوی سردار احمد صاحب کے درمیان مناظرہ کرا دو دونوں جماعتوں اور دونوں عالموں کی ہر قسم کی ذمّہ داری ہم لیں گے ۔ چنانچہ اُن لوگوں کی طرف سے حامد یار خاں صاحب، لعل محمّد صاحب اس کام کے انجام دینے کے لیے منتخب ہُوئے اور مَیں بھی تیار ہو گیا۔ اور ہم لوگوں نے ایک تحریر لکھی جس میں مولانا محمّد منظور صاحب سے یہ درخواست کی گئی، کہ

"ہم لوگ مولوی سردار احمد صاحب اور آپ کے درمیان مناظرہ کرانا چاہتے ہیں کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟" یہ تحریر لے کر میں خود مولانا محمد منظور صاحب کے پاس حاضر ہُوا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ میرا اور مولوی حامد رضا خاں کا مناظرہ جاری ہے اُس سے فائدہ اُٹھایئے۔ مولوی حامد رضا خاں صاحب سے میرے مناظرانہ مضامین کا جواب اصالتاً یا وکالتاً دلوایئے۔ اور اگر مولوی سردار احمد صاحب ہی سے مناظرہ کرانا ہے تو میری تخصیص بلا وجہ ہے یہاں کے اسلامی مدارس کے طلباء اس کے لیے موجود ہیں اور تقریباً یہی جواب مولانا نے اپنے قلم سے لکھ بھی دیا۔ لیکن جب میں نے اس پر اصرار کیا کہ آپ خود ہی اس کو منظور فرمالیجیے تو آپ نے ازراہِ عنایت میری درخواست کو منظور فرمالیا۔ اور پہلے جو چند سطریں آپ نے لکھی تھیں اُن کو قلمزد فرما کر مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی:

باسمہٖ تعالیٰ حمداً و سلاماً مندرجہ بالا تحریر میرے سامنے پیش کرکے مجھے تیاری و عدم تیاری کے متعلق سوال کیا گیا ہے میں متوکلاً علی اللہ تعالیٰ عرض کرتا ہوں کہ تمام نزاعی امور میں بترتیب الاہم فالاہم (جو خاں صاحب کا مسلمہ ہے) مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں جلسہ کی انتظامی صدارت مولوی حامد رضا خاں صاحب فرمائیں گے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۱۳ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

مولانا کی یہ تحریر مولوی حامد رضا خاں صاحب کے مُریدین و معتقدین

نے مجھ سے لے لی اور مولوی سردار احمد صاحب کے پاس لے گئے انہوں نے تحریر فرمایا کہ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔

فقیر کے سامنے ایک تحریر پیش کی گئی ، جس میں مولوی منظور صاحب نے فقیر کے ساتھ مناظرہ کی تیاری کا اظہار کیا ہے فقیر کو ہرگز مناظرہ سے انکار نہیں مولوی منظور صاحب کا چیلنج مناظرہ فقیر کو بغیر نظر و فکر منظور ہے جن امور میں وہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالیٰ ان امور میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ اور انتظامی امور سے فقیر کو کوئی تعلق نہیں ۔

دستخط فقیر سردار احمد غفرلہ الاحد گورداسپوری ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ ۔

اس کے بعد شرائط و انتظاماتِ مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی ۔ اور افسوس ہے کہ سب بے نتیجہ رہیں ۔ میں صفائی کے ساتھ یہ لکھ دینا چاہتا ہوں کہ اس دوران میں نے مولانا منظور صاحب کو احقاقِ حق کے لیے ہر طرح تیار پایا اور اُن کی طرف سے کوئی شرط ایسی پیش نہیں ہوتی جو ناممکن یا دشوار بھی ہوتی لیکن مجھے سخت افسوس ہے ، کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب کے ماننے والے حکیم ابرار حسین صاحب اور حامد یار خاں صاحب ، محمد عثمان خاں صاحب اور ریاض الدین صاحب وغیرہ وغیرہ جو بڑی بلند آہنگی کے ساتھ مناظرہ کی خواہش ظاہر کرتے تھے اور ہر قسم کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار تھے بعد میں وہ اپنی کسی بات پر قائم نہیں

رہے اور ہر معاملہ کو اُلجھانا اور ٹالنا شروع کر دیا۔ اور افسوس ہے کہ ہماری ساری کوشش بیکار ہو گئی۔

اَب صرف اِس لیے کہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں
بذریعہ اِشتہار ہٰذا مندرجہ ذیل اُمور مشتہر کر دینا چاہتا ہُوں

۱- مناظرہ چونکہ عام پبلک میں ہوگا اور عوام کی بے ضابطگی کا حال معلوم ہے اِس لیے اس کی ضرورت ہے کہ فریقین کے کم از کم پانچ پانچ ذی اثر و ذی اقتدار حضرات اپنی اپنی جماعتوں کی پُوری پُوری ذمّہ داری لیں میں دیوبندی جماعت کے ایسے لوگوں سے مل چکا ہُوں اور وُہ تیار ہیں چنانچہ انجمن اشاعتِ اِسلام کے ذمّہ دار اراکین ذمّہ دارانہ تحریر دینے کے لیے تیار ہیں" لیکن دُوسرا فریق افسوس ہے کہ اس کا وعدہ نہیں کرتا کہ وُہ جماعت رضائے مصطفےٰ کے اراکین سے بھی اسکی ذمّہ دارانہ تحریر دلوا دے۔" وُہ کسی طرح اس پر آمادہ نہیں ہوئے ایسی حالت میں ان کی نیّت میں فساد اور فتنہ ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات بھی نہایت صاف اور مبنی بر انصاف ہے اور مُناظرہ جیسی اہم چیز کے لیے نہایت ضروری ہے۔

۲- چونکہ مجھے معلوم ہُوا کہ اکثر جگہ صرف شرائط کی گفتگو میں مناظرہ ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ لاہور وغیرہ میں ہو چکا ہے۔" اس لیے میں انعقادِ مناظرہ سے پہلے شرائط مناظرہ کا طے ہو جانا ضروری سمجھتا ہُوں۔"

۳- مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق نے اس مُناظرہ کے لیے مرزائی مسجد

کا انتخاب کیا تھا جس سے مجھ کو انکار نہیں البتہ چونکہ ضابطہ کے طور پر مسجد کے متولّی صاحب سے اس کی اجازت لینی ضروری ہے اسلئے میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ ہم اور آپ مشترکہ طور پر دونوں اجازت حاصل کریں وُہ اس کے لیے بھی تیار نہیں ہُوئے حالانکہ قانونی طور پر یہ چیز نہایت ضروری ہے۔

لیکن اگر وُہ اس کے لیے بھی تیار نہ ہوں تو مقامِ مناظرہ بجائے مرزائی مسجد کے باغ احمد علی خاں جو وسط شہر میں ہے اور وُہ کسی خاص فریق کی جگہ بھی نہیں ہے وہاں مُناظرہ ہو جائے۔ میں خود اُس کی اجازت حاصل کر لوں گا۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔

۴۔ مذکورہ بالا اُمور کے طے ہو جانے کے بعد تاریخ مناظرہ مقرر ہو گی، اور اس کا اعلان فریقین کے ذمّہ دار حضرات کی طرف سے ہو گا۔ پس اگر مولانا حامد رضا خاں صاحب کے وُہ مُریدین و معتقدین جو اِس تحریکِ مُناظرہ کے سَب سے بڑے بانی ہیں اگر ان اُمور کیلئے تیار ہوں تو میں ہر وقت اور ہر طرح حاضر ہُوں۔ اور حضرت مولانا محمّد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بھی میری درخواست پر ہر طرح آمادہ ہیں بلکہ وُہ بلا شرط بھی آمادہ ہیں لیکن میں اپنی ذمّہ داری کو محسوس کرتے ہُوئے مندرجہ بالا اُمور کے طے ہُوئے بغیر مجلسِ مناظرہ کا انعقاد بے سُود ہی نہیں بلکہ خطرناک سمجھتا ہُوں۔

اگر مولانا حامد رضا خاں صاحب کا فریق ان چیزوں کے طے کرنے

کے لیے تیار نہ ہو تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وُہ مناظرہ کے لیے تیار نہیں بلکہ اُن کا مقصد صرف مناظرہ کے نام پہ فساد کرنا ہے اور میں یہ سمجھوں گا کہ مولانا محمدؐ منظور صاحب کا فریق حق بجانب ہے۔

نوٹ ۱ : انجمن محافظِ اسلام شہر کہنہ بریلی کی طرف سے جو ایک چھوٹا سا اشتہار مناظرہ کے متعلق شائع ہوا ہے وُہ محض غلط اور بغیر میرے مشورہ اور علم کے شائع ہوا ہے۔ بلکہ مجھ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انجمن محافظِ اسلام کہاں اور کن لوگوں کی ہے اور اُس کے اراکین کون لوگ ہیں۔

نوٹ ۲ : جو واقعات اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں وُہ بحمدللہ سب حرف بحرف صحیح ہیں اور میں بحلف شرعی ان بیانات کی تصدیق کرتا ہوں۔

المعلن

محمد شبیر سیکرٹری تجارتی کھٹی لکھنو بقلم خود ۲۴ اپریل ۱۹۳۵ء
چہار شنبہ

وہابیہ دیوبندیہ کی مکّاریوں کیادیوں اور بدعہدیوں کا مختصر نمونہ

پہلا مکر : وہابیہ کے اس اشتہار کا عنوان ہے "مناظرہ ملتوی ہوگیا"۔ جب فریقین کی رضامندی سے مناظرہ کا دن معین ہوا، اور یہ بات تحریر میں بھی آگئی اور فریقین نے اُس تحریر پر اپنے اپنے دستخط بھی ثبت کر دیئے پھر اس کے بعد ایک فریق اپنے گھر بیٹھا مُناظرہ کے وقتِ معیّن سے کچھ پہلے اس عنوان سے کہ "مُناظرہ ملتوی ہوگیا" اشتہار شائع کر دے، اور فریقِ ثانی کو اس کی خبر تک بھی نہ دے، اس میں کتنے درجہ کی کیّادی و مکّاری ہے۔ ہر عقل مند جانتا ہے کہ جس مناظرہ کو فریقین طے کریں، اُسے فریقین ہی ملتوی کر سکتے ہیں ایک فریق کو ملتوی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ فریقِ وہابیہ نے اس عنوان کا اشتہار لکھ کر اپنی مکّاری و فریب دہی اور اپنے بارھویں فرار کا روشن ثبوت دیا

دُوسرا مکر و افترا : اشتہار کا دُوسرا عنوان یہ لکھا "منظورہے گزارشِ احوالِ واقعی" اس اشتہار میں کئی باتیں جھوٹی اور خلافِ واقعہ ہیں۔ اس اشتہار کو مکر و فریب کی دستاویز کہیں تو بجا ہے جھوٹ اور کذب بیانی کی پوٹ کہیں تو صحیح ہے پھر اس کے عنوان میں "احوالِ واقعی" لکھنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

تیسرا مکر : "میں مسلمان ہوں اور دیوبندی بریلوی قسم کے مناقشات سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہوئی"۔ دیوبندی کی دو رنگی چال عالم میں آشکارا ہوگئی۔ تقیہ کرنے میں یہ رافضیوں کے بھی استاد ہیں۔ عبارتِ مذکور میں یہ

---

[۱] وہابیہ کی اُنیسّ مکاریوں کا مختصر نمونہ [۲] وہابیہ کا بارھواں فرار۔

شخص اپنے کو منافشات سے بری بتاتا ہے حالانکہ یہ شخص مُناظرہ سے قبل متعدد بار دیوبندیہ کے عقائد کفریہ میں سُنّیوں سے گفتگو کر چکا ہے، اور خود دیوبندی ہے ۔ یہ مکر وفریب اس لیے کیا کہ لوگ اسے غیر جانب دار سمجھ کر اس کی بات پر اعتبار کریں ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ وہابیو! شرم! شرم!

چوتھا مکر وافترا : اشتہار میں فتوے کی عبارت یہ ظاہر کی ہے مولوی اشرف علی صاحب کافر ہیں اور اُن کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔ حالانکہ جواب کا اصل مضمون یہ تھا کہ مولوی اشرف علی صاف کو مُسلمان جاننے اور اور پیشوا ماننے وُہ بھی کافر ہے ۔ وہابیہ نے اشتہار میں فتوے مذکورہ کی عبارت میں قطع برید کی ہے وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

پانچواں مکر اور خیانت : اور ہم لوگوں نے تحریر لکھی جس میں مولانا منظور صاحب سے یہ درخواست کی گئی کہ "ہم لوگ مولوی سردار احمد صاحب اور آپ کے درمیان مُناظرہ کرانا چاہتے ہیں کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟" دیوبندی خیانت کی کوئی حد نہیں ۔ اصل تحریر کو ہم بلفظہٖ نقل کر چکے ہیں ۔ اُس تحریر کے آخری الفاظ یہ ہیں " اور ہم لوگ اسی کے بارے میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں اگر آپ اُن سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کریں گے تو در اصل ہم لوگ آپ کو وہابی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے ۔"

ناظرین ملاحظہ کریں اس تحریر میں اور اُس مضمون میں جس کو اشتہار میں

لکھا گیا، کتنا فرق ہے۔ اس تحریر کے نقل کرنے میں مولوی منظور صاحب کی قلعی کھلتی تھی اور رسوائی ہوتی تھی۔ اس لیے وہابیہ کذابیہ نے اشتہار میں دُوسری تحریر لکھ دی اور اصل کو اُڑا دیا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

چھٹا مکر و افترا: ''اُنہوں نے جواب دیا کہ میرا اور مولوی حامد رضا خاں صاحب کا مناظرہ جاری ہے۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ دیوبندی مناظر کی اس جرأت اور دریدہ دہنی کو دیکھ کر مجھے رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے۔ جن کے ادنیٰ غلام کے سامنے مولوی منظور صاحب کے ہوش اُڑ جائیں بدحواس ہو جائیں اور طفلِ مکتب کی طرح نظر آئیں کیا اُن کے ساتھ مناظرہ کا جھوٹا اعلان کرتے اور اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے شرم نہیں آتی۔

ع شرم بادت از خدا و از رسول

ناظرین غور فرمائیں کہ جو شخص (مولوی منظور) جملہ شرطیہ کو نہ جانتا ہو منع اور دلیل میں اتیاز نہ رکھتا ہو، دلیل کے مقدّمات صغریٰ و کبریٰ سے جاہل ہو، بایں ہمہ وُہ مناظرہ کی رٹ لگائے جائے، اُس سے زیادہ بے حیا و بے شرم و بے غیرت کون ہوگا۔

ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

ساتواں مکر: ''از راہِ عنایت میری درخواست کو منظور فرما لیا'' مولوی منظور صاحب کو سوائے منظوری کے کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ اگر منظور نہ کرتے تو فریقین کے وعدۂ مذکورہ کے موافق مولوی منظور صاحب کے فریقین

کے نزدیک وہابی ہی نہیں بلکہ وہابی سے بھی بدتر سمجھے جاتے۔ دیکھو فریقین کے معاہدہ کے آخری الفاظ اگر آپ اُن سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کریں گے تو دراصل ہم لوگ آپ کو وہابی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے۔

آٹھواں مکر و خیانت : "اس کے بعد شرائط و انتظامات مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اور افسوس ہے کہ سب بے نتیجہ رہیں۔" ملاحظہ ہو ۱۶ ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ کی تحریر اُس میں سے "موضوع و شرائط مناظرین خود مناظرہ گاہ میں طے کر لیں گے۔"

بایں ہمہ فریقین نے اس تحریر کے بعد ۱۷ ر محرم الحرام کو ایک اور تحریر لکھی جس میں مناظرہ کا دن بھی معین کر دیا اور کچھ شرائطِ مناظرہ بھی لکھیں اور فریقین نے اُس تحریر پر دستخط بھی کر دیئے۔ مگر وہابیہ دیوبندیہ خود اُس تحریر پر قطعاً قائم نہ رہے اور اس اشتہار میں سُنّیوں پر اُلٹا الزام رکھا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن

نواں مکر : "بعد میں وُہ اپنی کسی بات پر قائم نہیں رہے۔" سُنّیوں کی بلند آہنگی اور مضبوطی کو دیکھ کر دیوبندی فریق کے ہوش اُڑ گئے اور خود دیوبندی شرائط پر قائم نہ رہے جیسا کہ اسباب انعقاد مناظرہ کی تحریر مذکور سے صاف روشن ہے۔ یہ وہابیہ کا سفید جھوٹ ہے۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن

دسواں مکر و فریب : "مناظرہ چونکہ عام پبلک میں ہوگا، اور

عوام کی بے ضابطگی کا حال معلوم ہے۔" مناظرہ کی تاریخ اور شرائط کی تحریر پر فریقین نے اپنی اپنی رضامندی سے دستخط کر دیئے کیا فریقِ وہابیہ کو اُس وقت معلوم نہ تھا کہ مناظرہ عام پبلک میں ہوگا عین مناظرہ کا وقت آیا، اور وہابیہ کی جان پر بنی تو یاد آیا، مسلمانو! دیکھو یہ وہابیہ دیوبندیہ کی کیسی کھُلی شکست اور مناظرہ سے کھُلا فرار[1] ہے۔

گیارھواں مکر : "لیکن دُوسرا فریق افسوس ہے کہ اس کا وعدہ نہیں کرتا کہ وُہ جماعت رضائے مصطفٰے کے اراکین سے بھی اس کی ذمہ دارانہ تحریر دلوا دے۔" فریقین کے مشورہ سے مناظرہ کے شرائط، تاریخ اور جگہ طے ہونے کے بعد اور مولوی منظور کی ذمّہ داری لینے کے بعد وہابیہ کا یہ وعدہ لینا کیسا مکر اور مُناظرہ سے چودھواں[2] کھُلا فرار ہے۔

بارھواں مکر وافترا : "اس لیے میں انعقادِ مناظرہ سے پہلے شرائطِ مُناظرہ کا طے ہوجانا ضروری سمجھتا ہُوں۔" کچھ شرائطِ مناظرہ فریقین کی رائے سے مناظرہ سے پہلے طے ہو گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو ۱۷ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ کی تحریر) اور اس عبارت میں مُناظرہ سے پہلے شرائط کے طے ہونے سے مطلقاً انکار ہے۔ یہ وہابیہ دیوبندیہ کا سراسر جھُوٹ اور مُناظرہ سے پندرھواں[3] کھُلا فرار ہے۔ وہابیو! شرم! شرم!!

تیرھواں مکر : "مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق۔"
"مولوی سردار احمد صاحب کے فریق" لکھنا چاہیے اس لیے کہ مناظرہ مولوی سردار احمد صاحب سے تھا اور اگر مولانا حامد رضا خاں صاحب

---

[1] وہابیہ کا تیرھواں فرار [2] وہابیہ کا چودھواں فرار [3] وہابیہ کا پندرھواں فرار۔

کے فریق" ہی لکھنا منظور تھا تو اُدھر مولوی اشرف علی صاحب کا فریق لکھتے۔ مولوی منظور صاحب کا فریق لکھنے کے کیا معنے۔

چودھواں مکروافترا: "مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق نے اس مناظرہ کے لیے مرزائی مسجد کا انتخاب کیا تھا" صرف یہ کہنا کہ فریق اہلسنّت نے ہی مرزائی مسجد کا انتخاب کیا تھا صریح جھوٹ ہے لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡن۔ فریقین نے مناظرہ کے لیے مرزائی مسجد کو طے کیا تھا (ملاحظہ ہو ۱۷ر محرم الحرام کی تحریر)۔

پندرھواں مکروفریب: "مذکورہ بالا امور کے طے ہو جانے کے بعد تاریخِ مناظرہ مقرر ہوگی" کیسا سفید جھوٹ ہے۔

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡن۔

سولھواں مکروفریب: "بلکہ وُہ بلا شرط بھی آمادہ ہیں" جی ہاں شرائطِ مناظرہ طے ہونے کے باوجود تو میدانِ مُناظرہ میں ڈر کے مارے آتے ہی نہیں تھے اور اگر قہراً جبراً میدانِ مُناظرہ میں آتے بھی ہیں تو بیکار شرائط پر گفتگو کر کے وقت ضائع کرنے کے عادی ہیں۔ اہلِ بریلی نے اس مناظرہ میں اس کا مشاہدہ کر لیا کہ پہلا دن مولوی منظور صاحب نے محض اِدھر اُدھر کی بیکار باتوں میں ضائع کر دیا۔ شرائط کے ساتھ جب اُن کی یہ حالت ہے تو بدون شرائط ضرور آمادہ ہوں گے۔

سترھواں مکروافترا: "انجمن محافظِ اسلام شہر کہنہ بریلی کی طرف سے جو ایک جھوٹا سا اشتہار مناظرہ کے متعلق شائع ہوا ہے" پہلے ہم اُس

مناظرہ

حسبِ قرار دادِ مناظرہ مابین مولوی منظور احمد صاحب نعمانی دیوبندی و مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری وارد حال بریلی بمقام بریلی واقع اکبری جامع مسجد (یعنی مرزائی مسجد) شہرِ کہنہ بتاریخ ۲۵ر اپریل ۱۹۲۵ء مطابق ۲۰ر محرّم الحرام ۱۳۵۴ھ یوم پنجشنبہ بوقت ۱۰ بجے دن کے ہوگا۔

معاہدہ

مابین محمّد شبیّر صاحب و حامد یار خاں صاحب کی تحریرات مرتّب ہوگیا ہے جس کی نقل محفوظ ہے شرائطِ مناظرہ کا اعلان جلسۂ عام میں پیش کیا جائے گا۔ اُمید کہ جُملہ مُسلمانان جوق در جوق شرکت فرماکر داخلِ حسنات ہوں گے۔

المشتہر

اراکین انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی ۲۴ر اپریل ۱۹۲۵ء

دیکھئے جن تحریروں پر فریقین کے دستخط ہیں اُن کے مطابق اس اشتہار کا مضمون ہے۔ پھر وہابیہ کا اس اشتہار کے متعلّق یہ کہنا کہ "یہ محض غلط ہے۔" کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡن۔

اٹھارھواں مکروافترا۔

"نوٹ ۲ : جو واقعات اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں وہ بحمد اللہ

سب حرف بحرف صحیح ہیں۔"

یہ اشتہار جو کہ مکر و فریب اور جھوٹ کی دستاویز ہے وہابیہ کا فریق اس کو حرف بحرف صحیح بتا رہا ہے۔ وہابیو! اگر تم میں سچائی کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو تم ایسا کبھی نہ لکھتے۔

اُنّیسواں مکر و افترا: "اور میں بحلف شرعی ان بیانات کی تصدیق کرتا ہوں۔" خدا کی پناہ وہابیہ کو ذرا بھی خوفِ خدا عزّ و جل نہیں۔ اس اشتہار میں وہابیہ نے سراسر سفید جھوٹ لکھے۔ کتنی مکّاریاں کیں، مگر سب پر پردہ ڈالنے کے لیے حلفِ شرعی کی آڑ لی۔ آج دُنیا میں نہیں تو کل قیامت نزدیک ہے جب اُس واحد قہار جلّ جلالہٗ کے دربار میں پیشی ہوگی تو جھوٹ کو سچ کہنے اور اُس پر حلفِ شرعی اُٹھانے کا مزہ مل جائے گا

ع شرم بادت از خدا[1] و از رسول

نوٹ: وُہ تحریرات کہ جن پر فریقین کے دستخط موجود ہیں ہمارے پاس محفوظ ہیں اُن تحریرات کو دیکھنے سے ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وہابیہ نے اس اشتہار میں اعلیٰ درجہ کی مکّاریاں، بدعہدیاں اور خیانتیں کی ہیں۔ ہے کسی وہابی میں دَم، ہے کسی وہابی میں دیانت، ہے کسی وہابی میں جرأت کہ جو اس اشتہار (مناظرہ ملتوی ہوگیا) کو صحیح ثابت کر سکے؟

هل منكم رجل رشيد۔

---

[1] جلّ جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مناظرہ کا پہلا دن

فریقین نے بیس۲۰ محرّم الحرام یوم پنجشنبہ ۱۰ بجے صبح مناظرہ کا وقت مقرّر کیا۔ لہٰذا علماءِ اہلسنّت وقتِ مقرّرہ سے ۲۰ منٹ پہلے مناظرہ گاہ میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ پہنچے جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں :

مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد و جناب مولانا مولوی اجمل شاہ صاحب سنّبھلی و مناظرِ اہلسنّت جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری۔

علماءِ اہلسنّت اور سارا مجمع علماءِ وہابیہ کے آنے کا نہایت بے چینی سے منتظر رہا۔ جب دس۱۰ بج گئے اور مناظرہ گاہ میں وہابی فرقہ کا مناظر تو کیا کوئی فرد نہیں پہنچا، تو حامد یار خاں صاحب' بانیٔ مناظرہ مع چند صاحبان وہابی علماء کو بُلانے کے لیے گئے یہ لوگ مولوی منظور صاحب سنّبھلی کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ جناب کا تمام مجمع انتظار کر رہا ہے جلد چلیے! مولوی منظور صاحب اُن کو دیکھ کر متحیّر ہو گئے چہرہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں' پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ دفع وقتی کے لیے یہ تدبیر نکالی کہ آپ لوگ اگر اکبری جامع مسجد کے متولّی صاحب سے دستخطی اجازت نامہ حاصل کر لیں' تو میں مناظرہ کر سکتا ہوں۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے متولّی صاحب سے اجازت نامہ دستخطی حاصل کر لیا ہے آپ مطمئن رہیے۔ مولوی منظور صاحب کو چونکہ حیلے تلاش کرنے منظور تھے لہٰذا کہنے لگے کہ جب تک اُس تحریر

کو میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے اُس کی نقل پیش کی۔ مولوی صاحب کا جب مناظرہ ٹالنے کے لیے یہ حیلہ بھی کارگر نہ ہوا تو اصل تحریر کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ مولوی منظور صاحب کسی صورت سے تیار نہیں ہوتے۔ لہٰذا مولوی منظور سے کہا کہ اگر ہم اس نقل پر متولی صاحب کے دستخط کرا دیں۔ پھر تو آپ کو مناظرہ میں جانے کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔ مولوی منظور صاحب نے اس بات کو قبول کر کے وعدہ کر لیا۔ یہ لوگ واپس آئے اور محمد شبیر صاحب جو وہابیہ کی طرف سے بانیٔ مناظرہ ہے اُس کو ہمراہ لائے اور متولی صاحب کے دستخط اُس نقل پر محمد شبیر کی موجودگی میں کرا دیئے۔ مولوی منظور صاحب کے پاس یہ اجازت نامہ پہنچا اب ان کو چاہیے تھا کہ بلا تاخیر اس کے دیکھنے کے بعد مُناظرہ گاہ میں پہنچتے، لیکن بات یہ ہے کہ ان کو مناظرہ ہی کرنا منظور نہ تھا۔ اسی غرض سے یہ نئے نئے حیلے نکالے جاتے ہیں۔ اُن کو اپنی کمزوری کا جب خود ہی احساس تھا تو پھر مناظرہ کی ہمت جرأت اُن سے کس طرح ممکن تھی ادھر علماءِ اہلسنّت بانیانِ مناظرہ سے نہایت پُر زور الفاظ میں مطالبے کر رہے تھے کہ مُناظرہ کے وقتِ مقررہ سے نصف گھنٹہ گزر چکا ہے مگر وہابیہ کی جانب سے کوئی مناظر نہیں آیا، ان کو ایک عذر متولی صاحب کی اجازت کا تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ اب اتنی تاخیر کا کیا باعث ہے؟ مجمع سے چند شخص مولوی منظور صاحب کے پاس پھر روانہ کیے جاتے ہیں جن میں مرزا عبدالعزیز بیگ صاحب حامد یار خانصاحب

اور محفوظ علی صاحب بھی تھے۔

ان لوگوں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اب آپ کا کوئی عذر باقی نہیں رہا ہے لہٰذا اتنی کیوں تاخیر کی جارہی ہے۔ مجمع پریشان ہے عوام آپ کے متعلّق طرح طرح کے فقرے کس رہے ہیں۔ علماءِ اہلسنّت نہایت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا جلد از جلد مناظرہ گاہ میں پہنچیے اور مناظرہ شروع کیجیے۔ مگر مولوی منظور صاحب کو اپنی کمزوری و لاچاری کا تصوّر اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اہلِ حق کے سامنے آسکیں، ارادہ کرتے کرتے پھر مچل جاتے اور مناظرہ میں نہ آنے کے لیے طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں، جب اُن کا کوئی حیلہ نہ چلا تو لا محالہ مناظرہ گاہ میں آنا منظور کیا اور ساڑھے گیارہ بجے مناظرہ گاہ میں پہنچے۔ علماءِ اہلسنّت کو انتظار کی ایک ایک ساعت نہایت شاق گزر رہی تھی، مجمع نے نہایت بے چینی کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ گزارا تھا۔ اہلسنّت نے اپنا صدر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہٰ آباد کو منتخب کیا اور وہابیہ نے اپنا صدر مولوی رونق علی صاحب کو بنایا۔

خُطبہ صدارت صدرِ اہلسُنّت۔

(بعد خُطبہ مسنونہ) معزّز حضرات! میں نہایت پُر زور الفاظ میں آپ حضرات کی اس ذرّہ نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہُوں، لیکن میں تنہا اپنے فرضِ صدارت کو ادا کرنے سے قاصر ہُوں ہاں اگر آپ حضرات کی

اعانت شاملِ حال رہی اور آپ نے اس عہدۂ صدارت کا احترام ملحوظ رکھا اور میرے اختیاراتِ صدارت و احکام کی قدر فرمائی تو اِنشآ اللہ تعالیٰ اس منصب کے تمام اُمور کو انجام دینے کی کوشش کروں گا۔ اب چونکہ مبحث وہابیہ کی توہینِ حضرت سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے، لہٰذا مَیں یہ کس طرح کہہ سکتا ہُوں کہ آپ اُس کو بطیبِ خاطر سُنیں اس لیے کہ اس کو برضا و رغبت سُننا کفر ہے البتہ احقاقِ حق کو ملحوظ رکھتے ہُوئے کسی قسم کی بدنظمی اور فساد نہ ہونا چاہیے۔ اور نہایت اطمینان و سکون سے طرفین کی تقریریں سُننا چاہیے۔

خُطبۂ صدارت صدرِ وہابیہ

میں بھی آپ حضرات سے یہ عرض کروں گا کہ جلسہ میں کوئی بدامنی نہ ہو آپ نہایت خاموشی سے سُنیں۔ اور ہمارے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین تو کیا بلکہ آپ کی سواری کے قدم کے نیچے کی توہین بھی کفر ہے۔ میں اُمید کرتا ہُوں کہ آپ نہایت خوش اسلوبی سے مناظرہ کی کارروائی سُنیں گے۔

صدرِ اہلسنّت : مولوی منظوُر صاحب میرے خیال میں اَب مناظرہ شروع ہو جانا چاہیے۔ آپ نے ڈیڑھ گھنٹہ وقت بیکار ضائع کر دیا۔ اور جو شرائط کہ بانیانِ مناظرہ نے باہم اتفاق کر کے طے کیے تھے آپ اور آپ کے فریقِ وہابیہ نے اُن سے انکار کر دیا ہے اَب اگر شرائط میں زیادہ وقت خرچ ہُوا تو اکثر وقت کا حصّہ اسی میں گزر جائے گا۔

مولوی منظور صاحب دیوبندی : میرے خیال میں مُناظرہ کے لیے تعیینِ ایّام ہونا چاہیے۔

صدر اہلسُنّت : مُناظرہ کے لیے دن نہیں معیّن کیے جاسکتے جب تک ایک مناظر عاجز نہ ہو جائے اُس وقت تک مناظرہ جاری رہے گا۔

مولوی منظور صاحب : مبحث عبارت حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر النّاس و فتوٰی گنگوہی صاحب ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ ہر ایک کیلئے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ مقرّر کر دیا جائے۔

صدر اہلسُنّت : ہر بحث کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ کا تقرّر غلط ہے بلکہ جب تک کہ ایک مناظر عاجز نہ ہو جائے، اُس وقت تک اُسی مبحث میں مناظرہ ہوتا رہے گا۔ چاہے پندرہ منٹ میں ہو یا آدھ گھنٹہ میں، ایک گھنٹہ میں ہو یا دو گھنٹہ میں، ایک دن میں ہو یا تین دن میں، ایک ہفتہ میں ہو یا دو ہفتہ میں۔

مولوی منظور صاحب : اگر وقت کا تعیّن نہیں ہوا اور ایک مناظر کا عاجز ہونا اس کا منتہیٰ ہے۔ تو پھر مناظر کے عاجز ہونے کا معیار کیا ہے؟

صدر اہلسُنّت : معیار تو مَیں عرض کر چکا کہ نتیجہ بحث کا جب ہی مرتّب ہو سکتا ہے کہ مناظر کا عجز حاضرین کو ظاہر ہو جائے۔

مولوی منظور صاحب : کوئی مناظر اپنے عجز کو تسلیم نہیں کرے گا، بارہا کا تجربہ شاہد ہے کہ یہ سلسلہ گفتگو کا ختم ہونا نہایت مشکل ہے، لہٰذا آپ کا معیار اصولِ مناظرہ کے خلاف ہے اور اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔

صدر اہلسنّت : مولوی منظور صاحب جس مناظر کی گفتگو بدیہیات و مسلمات عند الخصم پر ختم ہوگی۔ دُوسرا مناظر عاجز ہو جائے گا۔ اختتامِ بحث کا صرف یہی وُہ اصُول ہے جس سے گفتگوئے مناظرہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ آپ "مناظرۂ رشیدیہ" ہی کو اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اس میں ختمِ مناظرہ کی یہی حد بیان کی گئی ہے۔ للٰہذا میری بات بالکل اصُولِ مناظرہ کے موافق ہے۔

مولوی منظور صاحب : مناظرۂ رشیدیہ کی عبارت[1] مجھے یاد ہے۔ لیجیے میں زبانی پڑھتا ہُوں ومقاطع هی المقدمات التی ینتهی البحث الیها من الضروریات والظنیات المسلمه عندالخصم مگر میں پھر یہی عرض کروں گا کہ بلا تعینِ وقت مناظرہ کا ختم ہونا نہایت ہی دُشوار ہے۔

صدر اہلسنّت : ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جب آپ نے رشیدیہ کی عبارت پڑھ دی تو اس کا ترجمہ بھی کر دیجیے تاکہ سامعین کو معلوم ہو جائے کہ یہ عبارت کس کی مؤید ہے۔ الحمد للہ میرا دعویٰ آپ ہی کی زبان سے ثابت ہوگیا[2]۔ اَب گفتگو ختم ہوگئی۔ بسم اللہ مناظرہ شروع کیجیے، ڈیڑھ گھنٹہ تو آپ نے تشریف لانے میں ضائع کر دیا۔ اَب بیکار بحث میں وقت ضائع کرتے ہیں۔

مولوی منظور صاحب : پھر مَیں وہی عرض کرتا ہُوں کہ ہر بحث کے لیے وقت کا تقرر اشد ضروری ہے۔ بلا اس کے مناظرہ کا ختم ہونا نہایت دُشوار ہے رشیدیہ میں اگرچہ مقاطع کا بیان ہے لیکن زبان کس کی بند ہو سکتی

---

[1] دیوبندی کا مناظرۂ رشیدیہ کی عبارت سے غلط استدلال [2] مناظرۂ رشیدیہ میں کہیں بھی وقت کا تعین ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ نہیں لکھا ہے۔

ہے۔ ہر مناظر باوجود عاجز ہونے کے کچھ نہ کچھ بولتا ہی رہے گا۔

صدرِ اہلسنّت : تعجب ہے کہ میرا دعویٰ اصولِ مناظرہ کے بالکل موافق ہے۔ رشیدیہ کی عبارت سے میرے دعوے کا ثابت ہونا خود جناب کو تسلیم ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ قول کہ مناظرہ کا ختم ہونا دُشوار ہے یہ تجربہ کے بالکل خلاف ہے مولوی صاحب! جب ایک مناظر عاجز آ جائے گا تو پھر بحث کے متعلّق ایک کلمہ بھی اُس کی زبان پر جاری نہ ہو گا۔ ہر شخص اُس کی کمزوری اور عجز کو محسوس کر لے گا۔ بس اب آپ اس بحث کو ختم کیجیے کہ نہ آپ کا دعویٰ کسی کتاب سے ثابت ہُوا نہ اصولِ مناظرہ کے موافق ہے۔ علاوہ بریں میرے دعوے کا اصول مناظرہ کے موافق ہونا جناب کو بھی مسلّم ہے تو اس بیکار بحث سے کیا حاصل؟ نہ فقط میں بلکہ سارا مجمع احساس کر رہا ہے کہ آپ کو مناظرہ کرنا منظور نہیں ہے۔ اسی لیے آپ التوائے مناظرہ کا اشتہار بھی شائع کر چکے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ آپ کا بلا مناظرہ کیے چھٹکارا نہیں ہو گا۔ دس بجے جب آپکو لوگ بُلانے کے لیے گئے، تو آپ نے مناظرہ سے جان بچانے کے لیے کتنے حیلے حوالے کیے مگر ہم نے آپ کی ناز برداری کی اور آپ کی تمام ہٹوں کو پُورا کیا۔ جس کی وجہ سے جناب کو جبراً قہراً مناظرہ گاہ میں آنا ہی پڑا۔ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ اِدھر اُدھر کی غیر متعلّق بحثوں میں وقتِ مناظرہ ختم کر دیا جائے اور مبحث کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ چنانچہ جناب کی حالت بھی اس امر کی شاہد ہے کہ آپ مناظرہ کے لیے آمادہ ہو کر نہیں تشریف لائے ہیں اس لیے کہ نہ جناب کے

پاس کوئی کتاب ہے، نہ دوات وقلم ہے، نہ کاغذ ہے، نہ مناظرہ کا خاص عبا ہے، نہ چشمہ ہے۔ جن لوگوں نے جناب کو کسی مناظرہ کی مجلس میں بحیثیت ایک مناظر کے دیکھا ہے وہ آپ کی ان خصوصیات سے خوب واقف ہیں۔ الحاصل اس بیکار گفتگو کو ختم کیجیے اور مناظرہ شروع کیجیے (دیوبندی مناظر اس تقریر کے جواب سے ساکت و بدحواس ہو گئے۔

مولوی منظور صاحب : مولوی حبیب الرحمٰن صاحب (صدر اہلسنت) مولوی سردار احمد صاحب کون شخص ہیں ؟

مولانا سردار احمد صاحب : مولوی منظور صاحب میرا نام سردار احمد ہے میں پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ اور حضرت صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب اعظمی صدر المدرسین ومصنف بہار شریعت کے ادنیٰ تلامذہ سے ہوں۔ مولوی منظور صاحب! آپ یہ تو بتائیے کہ آپ کے نزدیک تو وقت کا معین کرنا بدعت و ناجائز ہے، پھر آپ مناظرہ کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ معین کرنے پر کیوں زور دیتے ہیں ؟

مولوی منظور صاحب : جب فریقین نے مناظرہ کی جگہ معین کی ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وقت بھی معین ہو جاتے۔ آپ کے فریق نے مناظرہ کی جگہ معین کیوں کی ہے ؟

مولانا سردار احمد صاحب : یک نہ شد دو شد، آپ کے نزدیک جب وقت معین کرنا بدعت و ناجائز ہے تو جگہ معین کرنا بھی بدعت و ناجائز ہونا چاہیے۔ آپ نے میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ آپ اپنے ذمہ

ایک اعتراض اور لے لیا۔ مولوی صاحب ہمارے نزدیک تو وقت کا معیّن کرنا اور مکان کا معیّن کرنا بھی جائز ہے۔ ہمارے یہاں سے اکثر اشتہار شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر محفلِ میلاد شریف منعقد ہوگی۔ آپ بتائیے کہ آپ کے فریقِ وہابیہ نے مناظرہ کی جگہ معیّن کر کے ناجائز کام کیوں کیا؟ اور آپ مناظرہ کا وقت معیّن کر کے بدعت کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ کیا یہ بدعت و ناجائز سُنّیوں کے لیے ہے آپ کے لیے نہیں ہے؟ یہ قاعدہ وہابیوں کو مُبارک ہو کہ اوروں کے لیے ناجائز اور وہابیہ کے لیے جائز۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

دیوبندی[1] مُناظر نے اس کا جواب نہ دیا اور مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا، اس کے بعد مولوی سردار احمد صاحب نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا حضرات سامعین! میں یہ بات آپ لوگوں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مناظرہ کے انعقاد کا باعث کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ مجھ سے "حفظ الایمان" مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی کی اس عبارت کے متعلق ایک سوال کیا گیا تھا عبارت یہ ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کُل اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون

---

[1] دیوبندی مناظر کی بے بسی۔

بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان صفحہ نمبر ۶)

مَیں نے اس کا جواب لکھا کہ اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور صریح گالی ہے۔ اس کا مصنف مولوی اشرف علی تھانوی کافر و مرتد ہے۔ اسی فتوے کے سبب سے محمد شبیر صاحب بانیٔ مناظرہ منجانب فرقہ وہابیہ اور حامد یار خاں صاحب بانی مناظرہ منجانب اہلسنت ان دونوں میں یہ معاہدہ ہُوا کہ مولوی منظور صاحب سنبھلی و مولانا مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری کے مابین مناظرہ ہونا چاہیے۔ تاکہ اس فتوے کے صحیح یا غلط ہونے کا حال ہم کو معلوم ہو جائے۔ پہلے یہ تحریرِ معاہدہ مولوی منظور صاحب کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اپنی تیاری کی تحریر دی۔ پھر مجھ سے دریافت کیا گیا۔ مَیں نے بھی ان کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر لیا (یہ سب تحریریں اوّل میں نقل کی گئی ہیں) لہٰذا اس واقعہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ مبحثِ مناظرہ مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب حفظ الایمان کی یہی کفری عبارت ہے، یہی بنارِ اختلاف ہے، اسی پر مُناظرہ کی حاجت پیش آئی تو غالباً مبحث کی تعیّن میں مولوی منظور صاحب کو بھی کلام نہ ہوگا۔ اب اس کے علاوہ مولوی صاحب اور کوئی شرط پیش کریں

مولوی منظور صاحب : مولوی صاحب میں نے اپنی تحریر میں یہ لکھا ہے کہ میں تمام نزاعی امور میں بترتیب الاہم فالاہم مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں لہٰذا مناظرہ عبارت حفظ الایمان و عبارت

براہین قاطعہ و عبارت تحذیر النّاس و فتویٰ گنگوہی صاحب اِن چاروں پر کیا جائے گا آپ اس کا اقرار کریں کہ اِن چاروں پر کیا جائے گا آپ اس کا اقرار کریں کہ ان چاروں کی عبارات پر مناظرہ ہوگا۔

مولانا سردار احمد صاحب : مولوی منظور صاحب! اگر آپ کو میرا خط یاد ہوتا تو آپ کو اِس بات کے اظہار کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔ میں نے اپنے خط میں یہ صاف لکھ دیا ہے کہ :

"جن اُمور میں وُہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالیٰ ان اُمور میں مناظرہ کے لیے تیار ہے۔"

لہٰذا میں نہ فقط ان چار عبارات پر بلکہ ان کے بعد اور مختلف فیہا مسائل علمِ غیب، میلاد شریف اور فاتحہ عرس وغیرہ پر بھی مناظرہ کے لیے تیار ہُوں لیکن پہلی گفتگو عبارت حفظ الایمان پر ہوگی۔

مولوی منظور صاحب : مولوی صاحب! یہ بات تو آپ کے اور میرے مابین گویا طے ہو چکی کہ ان چاروں عبارتوں پر مناظرہ ہوگا لیکن گفتگو صرف اتنی بات پر باقی رہی کہ پہلے کونسی عبارت پر مناظرہ ہوگا؟ لہٰذا میں کہتا ہُوں کہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حسام الحرمین میں جس ترتیب سے ان عبارات کو بیان کیا ہے اُسی ترتیب کی بنا پر مناظرہ شروع ہونا چاہیے، اور اُس میں سب سے پہلے مولوی قاسم نانوتوی کی عبارت ہے لہٰذا پہلے اسی عبارت پر گفتگو کیجیے۔

مولانا سردار احمد صاحب : مولوی صاحب نہایت افسوس ہے کہ میں

نے ساری بنارِ مناظرہ بھی بتفصیل عرض کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ مناظرہ کا باعث میرا فتوٰی ہے جس میں عبارت حفظ الایمان پر میں نے کفر کا حکم دیا ہے آپ اگر اس حکم کو صحیح جانتے ہیں تو اقرار کیجیے ورنہ اس پر کوئی اعتراض کیجیے باقی رہا حسام الحرمین کی ترتیب، یہ ایک اتفاقی ترتیب ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان عبارات پر حکم کفر اسی ترتیب پر دیا جاتا ہے اور اگر یہ ترتیب نہ ہو تو ہر ایک مستقل کفر نہیں اور حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ مقدم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب ابھی زندہ ہیں اور تحذیر الناس اور براہینِ قاطعہ کے مصنف انتقال کر گئے ہیں —— مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر بحث کرنے سے زیادہ فائدہ کی توقع ہے۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب کے کفر کو آپ نے تسلیم کر لیا اور مولوی اشرف علی نے مان بھی لیا تو آپ بھی اس کفری عبارت سے توبہ کر لیں گے اور مولوی اشرف علی صاحب خود بھی اس کفری قول سے توبہ کر لیں گے۔

مولوی منظور صاحب : مولانا مناظرہ حسام الحرمین ہی کی ترتیب پر ہوگا۔ فاضل بریلوی نے یہ ترتیب بالآخر کسی نہ کسی مصلحت کی بنار پر رکھی ہے، آپ حفظ الایمان کی عبارت پر بے جا اصرار کرتے ہیں میرے نزدیک مناظرہ حسام الحرمین کے حکم پر ہے نہ آپ کے فتوے پر، لہٰذا آپ کو جو کچھ مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی عبارت پر کہنا ہے فرمایئے۔

مولانا سردار احمد صاحب : مولوی منظور صاحب! تعجب ہے کہ میں آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں کہ یہ مناظرہ حسام الحرمین پر نہیں ہے بلکہ

اس کا باعث میرا فتویٰ ہے۔ اور اُس میں صرف حفظ الایمان کی عبارت کے متعلّق حکم کفر ہے جو خود بانیانِ مناظرہ بھی صرف اسی عبارت پر مناظرہ کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جناب کے پاس جو فریقین کے معاہدہ کی تحریر ہے اُس میں صاف لکھا ہُوا موجود ہے "ہمارے دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہوا ہے کہ سُنّی وہابی کا جھگڑا علماء کے درمیان ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پریشان رہتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب کو کافر، مولوی منظور احمد صاحب کو وہابی، مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرّس مدرسہ منظر الاسلام بتاتے ہیں ہم اسی کے بارہ میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں۔" اسی تحریر پر جناب مناظرہ کرنے کو تیار ہوئے ہیں۔ اسی خط پر جناب نے منظوریٔ مناظرہ کی تحریر لکھی ہے۔ جناب کی دستخطی تحریر ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا اَب عقل وفہم سے ذرا کام لیجیے، اُن چاروں عبارات میں حفظ الایمان کی عبارت پر بلحاظ بانیانِ مناظرہ سب سے پہلے گفتگو ضروری ہُوئی، اَب رہا آپ کا حسام الحرمین پیش کرنا تو مولوی صاحب! یہ دونوں بانیانِ مناظرہ حسام الحرمین کو جانتے بھی نہیں۔ دونوں میں جو کچھ اختلاف ہُوا وُہ میرے فتوے سے ہُوا لہٰذا میرا فتویٰ ہی مناظرہ کا باعث ہے۔ مَیں بلاوجہ اصرار نہیں کرتا ہُوں۔ اہلِ فہم میری اس وجہ کی معقولیت کو ضرور باعثِ ترجیح سمجھیں گے، تو اَب آپ وقت ضائع نہ کریں اور مناظرہ شروع کریں۔

مولوی منظور صاحب : مولوی سردار احمد صاحب! مَیں حسام الحرمین ہی پر مُناظرہ کروں گا آپ جیسے اَیرے غیرے کے فتوے پر گفتگو کرنے کے لیے

ہرگز ہرگز تیار نہیں علاوہ بریں فاضل بریلوی نہایت زبردست عالم تھے۔ انہوں نے کچھ نہ کچھ سمجھ ہی کے توان عبارات میں یہ ترتیب رکھی ہے۔ میں ان کی ترتیب ہی کو صحیح ودرست جانتا ہوں اسی بنا پر میں نے اپنی تحریر میں لکھا تھا۔" میں تمام امورِ نزاعیہ میں بترتیب الاہم فالاہم جوخانصاحب کا مسلّمہ ہے مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں"۔ لہٰذا میرے نزدیک الاہم فالاہم کی وہی ترتیب ہے جو فاضل بریلوی نے حسام الحرمین میں تحریر کی ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب: مولوی منظور صاحب! نہایت سخت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے وجہِ ترجیح بھی عرض کردی۔ اس مناظرہ کی بنا بھی ظاہر کی گئی۔ بانیانِ مناظرہ کا معاہدہ بھی سنا دیا لیکن آپ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ جیسے ایرے غیرے کے فتوے پر گفتگو کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ یہ آپ کا مناظرہ سے کھلا فرار ہے۔ میرا فتوٰی ہی مناظرہ کی بنا ہے اور آپ اسی پر گفتگو کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ خیر اس کا فیصلہ مجمع پر چھوڑیئے وہ سچ سچ کہدیں کہ وہ کونسی عبارت پر مناظرہ چاہتے ہیں۔

مجمع سے سوال: آپ حضرات سب سے پہلے کس عبارت پر مناظرہ چاہتے ہیں؟

مجمع کا جواب: ہم لوگ سب سے پہلے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت پر گفتگو سننا چاہتے ہیں۔ مولوی منظور صاحب! ملاحظہ ہو مجمع بھی ... علی صاحب کی عبارت پر مناظرہ کا مطالبہ کرتا ہے۔

اَب آپ اپنی بات پر حد سے زائد ضد اور ہٹ نہ کریں تاکہ جلد مناظرہ شروع ہو، (اس[1] وقت مولوی منظور صاحب اور اُن کے ہمراہی مبہوت تھے اُن کی حالتِ زار قابلِ دید تھی) ۔

مولوی منظور صاحب : مَیں پھر وُہی عرض کر دوں گا کہ حسام الحرمین کی ترتیب پر مناظرہ ہونا چاہیے ۔ مَیں بلا اس ترتیب کے مُناظرہ کے لیے تیار نہیں ۔ آپ کتنے ہی وجوہ بیان کریں مگر میرے نزدیک سب سے بڑی وجہ حسام الحرمین کی ترتیب ہے ، اُس میں اہم کو سب سے پہلے بیان کیا ہے، لہٰذا اسی پر مناظرہ ہونا چاہیے ۔

مولانا سردار احمد صاحب : مُسلمانو ! فتح[2] مُبارک ہو کہ مولوی منظور صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا ۔ اس سے زیادہ بیّن فتح اور کیا ہو گی ۔ لیکن مَیں پنجابی آدمی ہُوں صرف ان کے انکار پر اُن کا پیچھا نہ چھوڑوں گا ۔ میں پُر زور الفاظ سے اعلان کرتا ہُوں کہ میں نے مولوی اشرف علی صاحب کو توہین کی بناء پر کافر و مرتد لکھا ۔ اگر مولوی منظور صاحب میں کُچھ بھی ہمت و جراَت ہے ، اگر اُن کے پاس ضعیف سے ضعیف تاویل ممکن ہے تو پیش کریں اور میرے حکم کُفر کو جو مَیں نے شریعت کے مطابق دیا ہے غلط ثابت کریں ۔ مگر ان کی مجبوری لاچاری آپ حضرات پر آشکار ہو گئی کہ مولوی صاحب ایک لفظ اس عبارت کی صفائی میں پیش نہیں کر سکتے ۔ اَب باقی رہی اُن کی یہ بات کہ جو سب سے پہلے بیان کیا جاتا ہے وہی اہم ہوتا ہے ، تو یہ کوئی کلیہ نہیں ہے بسا اوقات اہم

---

[1] دیوبندی مناظر اور وہابیہ کی حالتِ زار ۔ [2] سُنّیوں کی بیّن فتح ۔

چیز بعد میں بیان کی جاتی ہے۔ دیکھیے میبذی شرح ہدایۃ الحکمۃ میں طبعیات کے مسائل پہلے بیان کیے ہیں اور الٰہیات کے مسائل سب سے اخیر میں بیان کیے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک الہیات کے مسائل طبعیات کے مسائل سے اہم ہیں آپ کو معلوم نہ ہو تو اپنے مولویوں سے پوچھ لیجیے۔ تمام سامعین اور بانیانِ مناظرہ کے مقاصد کے خلاف آپ اپنی بات کی خواہ مخواہ پچ کیے جاتے ہیں۔

ع برین عقل و دانش بباید گریست

صدر اہلسنّت : مولوی منظور صاحب و صدر صاحب! مجھے تعجب ہے، کہ اس بیکار بحث میں آپ کیوں اپنا اور سامعین کا وقت ضائع کرتے ہیں مولوی سردار احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر گفتگو کے تقدم کے وجوہِ کثیرہ قائم کیے، بانیانِ مناظرہ کے معاہدہ کا بھی اظہار کر دیا۔ مجمع کے خیالات کو بھی ظاہر کر دیا۔ مگر جناب بلا وجہ اپنی بات پر اَڑے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ کے مناظرہ نہ کرنے کے حیلے ہیں۔ کہاں تو اشتہار میں وہ آپ کا اعلان کہ آپ بلا شرط بھی مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں کہاں یہ حال؟ تقریباً تین گھنٹے ہوئے ایک شرط کو بھی طے نہ کر سکے۔ اور بلا کسی وجہ معقول کے تمام کی ذہنیت کے خلاف محض اپنی بات کی پاسداری کیے جاتے ہیں۔ افسوس اسی پر آپ کے مناظرہ کے دعاوی ہوا کرتے ہیں۔ بس اب آپ گفتگو ختم کریں اور جلد از جلد مناظرہ شروع کریں

صدر دیوبندی : میرے نزدیک شرائط پر گفتگو دونوں مناظر تنہائی میں بیٹھ کر طے کر لیں کہ اس میں ان حضرات کا وقت بھی ضائع نہ ہوگا

اور گفتگو بھی جلد طے ہو جائے گی اور اگر اسی طرح شرائط کو عام مجمع میں طے کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لیے بہت وقت درکار ہے۔ دیکھیے ابھی تک اتنے بڑے وقت میں ایک شرط بھی طے نہیں ہوئی ہے۔

صدر اہلسنّت : صدر صاحب! جس مناظر کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو کہ وہ اپنی رائے کے سامنے کسی دوسرے کا لحاظ نہ کرتا ہو انتہا درجہ کا ہٹ دھرم اور ضدی طبیعت رکھتا ہو وہ تنہائی میں ایک بات بھی طے نہیں کر سکتا۔ ہاں مجمع کا لحاظ لوگوں کی موجودگی کی شرم ہی شاید اُسے کچھ تسلیم کرا سکتی ہے ہم یہ بات تو خوب اچھی طرح احساس کر رہے ہیں کہ شرائط میں وقت کا بیکار گزارنا مناظرہ نہ کرنے کی بیّن دلیل ہے۔ آپ اور آپ کے اس مُناظرہ کا اس وقت یہی نصب العین ہے۔

صدر دیوبندی (خاموش ہیں بدحواس ہیں)۔ مرتّب۔

ایک قابلِ دید نمونہ

صدر اہلسنّت کی اس تقریر سے مجمع متاثر ہُوا اور صدر دیوبندی بھی اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ صدر اہلسنّت نے مولانا سردار احمد صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اب بلا شرط مُناظرہ ہوگا۔ اور جو شرائط پہلے طے ہو چکیں ان کی آپ دونوں مُناظر پابندی کریں گے لہٰذا آپ دعوٰی پیش کیجیے۔

مولوی سردار احمد صاحب نے تقریر شروع کی اور حفظ الایمان پڑھ کر اُس کی گستاخی کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ اسی اثناء میں مولوی منظور صاحب

نے اپنی تقریر شروع کی، چند منٹ یہی بے ضابطگی رہی، اور دونوں تقریریں جاری رہیں - آخر مولوی سردار احمد صاحب کی پُرجوش تقریر اور بلند آوازی نے مولوی منظور صاحب کو خاموش کر دیا اور بے چارے مولوی منظور[1] صاحب اپنا سر پکڑ کر رہ گئے۔ فبهت الذی کفر، اور وُہ اپنی اس بے قاعدہ حرکت سے باز آئے اور مولوی سردار احمد صاحب سے کہنے لگے کہ آپ تو مولوی حشمت علی خاں صاحب سے بھی بڑھ گئے۔ مرتّب۔

مولوی منظور صاحب : خیر آپ سب سے پہلے عبارت حفظ الایمان ہی پر گفتگو کیجیے گا لیکن مجھے ایک اس مضمون کی تحریر دے دیجیے کہ عبارت حفظ الایمان کے بعد براہین قاطعہ و تحذیر النّاس و فتوٰی گنگوہی صاحب پر بھی گفتگو ہوگی۔

مولانا سردار احمد صاحب : الحمد للہ آپ نے اتنا بڑا عزیز وقت ضائع کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ پہلے عبارت حفظ الایمان پر مناظرہ ہوگا حضرات سامعین! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب نے جس پہلو کو اختیار کیا تھا وُہ بہت کمزور تھا، خواہ مخواہ ضد اور ہٹ کر کے اتنا وقت انہوں نے ضائع کیا مگر مَیں نے اُن کی ہٹ کو آپ کے سامنے توڑ دیا۔ آپ کے سامنے مولوی منظور صاحب کو عاجز ہو کر اپنے[2] پہلے قول سے رجوع کرنا پڑا - دیکھا جو مَیں نے پہلے کہا تھا وُہی ہُوا - اَب رہا مولوی منظور صاحب کا تحریر کا مطالبہ - مَیں اس کے لیے تیار ہُوں - لیکن ایک تحریر اس مضمون کی مولوی منظور صاحب کو بھی دینی پڑے گی کہ جب سردار احمد اس عبارت

---

[1] دیوبندی مناظر کی بے بسی [2] دیوبندی مناظر کی شکستِ فاش۔

حفظ الایمان سے توہین ثابت کر دے تو مَیں (یعنی منظور) مولوی اشرف علی کے کافر ہونے کا اقرار کر کے بالاعلان توبہ کر دوں گا۔ اور مجمع میں اعتراف کروں گا کہ یہ میری غلطی تھی کہ مَیں اس کُفر کو ایمان سمجھتا رہا اور اس کے بعد تین عبارتوں پر مناظرہ کروں گا۔ مولوی صاحب آپ تحریر دے دیجیے اور جلد دیجیے۔

مولوی منظور صاحب : مولانا جب میں اس عبارت کو کُفر ہی نہیں سمجھتا تو مجھ سے توبہ کا مطالبہ ہی بے جا ہے۔ میرے نزدیک وُہ عبارت بے غبار ہے اِس میں توہین کا شائبہ بھی نہیں تو مُجھ سے اپنی غلطی کا اعتراف کیسا۔ بس آپ مُجھے وُہ تحریر دے دیں کہ عبارت حفظ الایمان کے بعد باقی تین عبارات پر بھی مناظرہ کیا جائے گا۔

مولانا سردار احمد صاحب : مولوی منظور صاحب! جب میں نہایت زبردست دلائل سے عبارت حفظ الایمان کا کُفر آفتاب کی طرح روشن کر کے سمجھا دُوں اور ہر کم فہم اور ادنیٰ عقل والے کو بھی اس عبارت میں توہین ثابت کر دکھاؤں تو پھر آپ کو توبہ کرنے سے کیا چیز مانع ہو گی؟ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے کیوں عار ہو گا؟ اب باقی رہا آپ کا مطالبہ سُنیے میں آپ ہی کے الفاظ کی تحریر دیتا ہُوں (نقل تحریر) "مَیں آپ سے حفظ الایمان کے بعد براہینِ قاطعہ و تحذیر النّاس و فتوےٰ گنگوہی پر مناظرہ کے لیے تیار ہُوں۔" (فقیر مُحمّد سردار احمد عفراللہ الاحد گورداسپوری ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ)۔
لیکن یہ آپ کو اُس وقت دُوں گا کہ جب آپ اسی طرح میری طلب کردہ

تحریر مجھے عنایت کریں۔

مولوی منظور صاحب : مولانا! آپ کا خیال ہے مَیں اور عبارت حفظ الایمان کو کفر کہوں بلکہ چاہے ساری دُنیا اس کو کفر کہنے لگے مَیں جب بھی اس کو کفر نہ کہوں گا[۱] اور ہرگز ہرگز اس مضمون کی کوئی تحریر نہ دُوں گا ہاں آپ اپنی تحریر دے دیجیے۔ مجمع نے دیوبندی مناظر کی اس تقریر سے سمجھ لیا کہ درحقیقت وہابیہ نہایت بے اَدب و گستاخ ہیں۔ جس ناپاک عبارت کو ساری دُنیا کفر کہے وہابیہ کا مایہ ناز مناظر اُسے عین ایمان بتائے۔ اہلسنّت بے شک حق پر ہیں اور وہابیہ کذابیہ باطل پر حاضرین سُنّیوں کی فتح کا اعلان کر کے منتشر ہوا ہی چاہتے تھے کہ منتظمین و بانیانِ مناظرہ نے مجمع کو اپنی اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ صدر اہلسنّت نے دیوبندی مُناظر سے فرمایا : ~

~ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند   در جہل مرکّب ابدالدہر بماند (مرتب)

مولانا سردار احمد صاحب : اللّٰہ اکبر مولوی صاحب! اس قدر ہٹ دھرمی، اِتنی ضد، ایسی پاسداری کہ ساری دُنیا اس کو کفر کہے اور آپ باوجود علم و فضل کے دعویدار ہوتے ہوئے اپنی بات کی پیچ کیے جائیں، شاباش شاباش دیوبند کے فاضل شاباش! حقانیت اسی کا نام ہے، کیا راستباز ایسے ہی لوگ کہلاتے ہیں، کیا انصاف کا یہی تقاضا ہے؟ مجمع میں ایسی کمزور بات آپ کی زبان سے نکلے۔ افسوس صد افسوس، آپ کو ایسی تحریر دینی پڑے گی، اور ضرور دینی پڑے گی۔

(اس وقت ۲ سے زائد بج گئے تھے مؤذّن نے ظہر کی اذان کہی مجمع

---

[۱] دیوبندی مناظر کی بے حیائی چاہے ساری دُنیا حفظ الایمان کی عبارت کو کفر کہے میں اس کو کفر نہیں کہوں گا۔

میں انتشار پیدا ہوا)۔ مرتب۔

صدر اہلسنّت : مولوی منظور صاحب! اَب نماز پڑھ لیجیے۔ اگر آپ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو علیحدہ ہی پڑھیے لیکن مناظرہ گاہ سے تشریف نہ لے جائیے کہ اس میں مجمع بھی منتشر نہ ہوگا اور بعدِ نماز فوراً مناظرہ شروع ہو جائے گا۔

مولوی منظور صاحب : میں نماز دوسری جگہ پڑھ کر جلد حاضر ہوں گا مجمع کو منتشر نہ ہونا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ منٹ کے بعد حاضر ہو جاؤں گا۔

مولوی منظور صاحب یہ کہتے ہوئے مناظرہ گاہ سے چلے گئے۔ یہاں نہایت انبوہِ کثیر کے ساتھ نماز ظہر ادا کی گئی۔ بعد نماز مجمع کو منتشر نہ ہونے دیا۔

مولوی منظور صاحب کی عہد شکنی اَور مناظرہ سے فرار کی ترکیب

علمائے اہلسنّت اور سارا مجمع مولوی منظور صاحب کی آمد کا منتظر ہے۔ سب کی آنکھیں دروازہ کی طرف لگی ہیں۔ ہر آنے والے پر مولوی منظور صاحب کا وہم ہوتا ہے۔ جتنی جتنی ساعات زیادہ ہوتی جاتی ہیں اتنی ہی بے چینی اور بڑھتی جاتی ہے۔ جب بجائے ۱۵ منٹ کے ۲۰ منٹ ہو گئے تو مجمع کا مطالبہ ہوتا ہے کہ مولوی منظور صاحب کو بلائیے اُن کے کیسے ۱۵ منٹ ہیں جو ابھی تک پُورے نہیں ہوئے! منتظمینِ مُناظرہ کو مولوی صاحب کے پاس روانہ کیا جاتا ہے، مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ مَیں ابھی آتا ہوں، آپ تشریف لے جائیں۔ یہ لوگ واپس ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ مولوی صاحب ابھی آتے ہیں۔ پھر جب نصف گھنٹہ گزر جاتا ہے تو مجمع کا مطالبہ ہوتا ہے کہ اُن کی ابھی ابھی

تک ختم نہیں ہوئی اُن کو پھر بُلانا چاہیے وُہ حضرات دوبارہ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولوی صاحب! علمائے اہلسُنّت اور مجمع نہایت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہا ہے، اب تاخیر نہ کیجیے۔ بہت جلد ہمارے ساتھ چلیے مگر مولوی منظور صاحب کو ایسی ناز برداریاں ایک مُدّت کے بعد نصیب ہُوئی تھیں، یہ سُن کر اور مچل گئے اور سمجھا کہ یہ لوگ تو تمہاری ساری ہٹوں کو پُورا کریں گے۔ لہٰذا ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر آپ یہ ذمّہ داری لیں کہ مولوی سردار احمد صاحب مجھ سے تحریر نہ لیں اور اپنا تحریر کردہ خط مجھے دیں تو میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ لوگ مناظرہ گاہ میں مولوی سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور مولوی منظور صاحب کا مطالبہ عرض کیا۔ مولانا سردار احمد صاحب نے فرمایا کہ اُن سے یہ کہو کہ گھر میں بیٹھ کر وہ کیوں مطالبے کرتے ہیں۔ اُنہیں جو کچھ کہنا ہے مجمع میں آکر بالاعلان کہیں اور یہ کوئی انصاف ہے کہ وُہ ہم سے جن الفاظ کی تحریر طلب کرتے ہیں۔ ہم بلا عذر تحریر دینے کو تیار ہیں۔ اور اُن سے جو تحریر طلب کی جاتی ہے وُہ دینے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ اور اُن کو اَب یہ بھی واضح رہے کہ وُہ ایسی باتوں سے مناظرہ سے جان بچا نہیں سکتے۔ بس اَب اُن کو مناظرہ گاہ میں جلد پہنچنا چاہیے۔ مجمع ایک گھنٹہ سے انتظار کر رہا ہے۔ یہ لوگ پھر مولوی منظور صاحب کے پاس واپس گئے اور یہ ساری گفتگو اُن کو سُنا کر زبردست طریقہ پر کہا کہ اَب آپ تاخیر کیوں کرتے ہیں؟ علمائے اہلسُنّت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ مجمع پریشان ہو رہا ہے۔ مولوی منظور صاحب

نے اُن سے وعدہ کیا آپ حضرات تشریف لے چلیں مَیں جلد حاضر ہُوں گا۔
یہ لوگ واپس چلے آتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے پھر سنبھلتے سنبھالتے
نصف گھنٹہ کھینچ لیا یعنی بجائے ساڑھے تین کے پانچ بجے تشریف لائے،
اس کے بعد مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب: مولوی منظور صاحب! آپ نے میرا اور
ان حضرات کا بہت وقت انتظار میں ضائع کیا۔ مگر جناب نے اس وقت نہ
فقط اپنے آپ بلکہ شوریٰ سے میرے مطالبہ کی تحریر کی معقولیت کو طے کر لیا
ہوگا، اور آپ تو ذی علم کہلاتے ہیں۔ لہٰذا نہ فقط آپ بلکہ ہر ادنیٰ فہم والا یہ
بات کہنے کے لیے مجبور ہے کہ جب ایک شے کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن
طور پر ثابت ہو تو پھر اُس سے توبہ کرنے میں کیا تامّل ہو سکتا ہے؟ بالآخر
مجھے تحریر دے دیجیے اور جلدی دیجیے۔

مولوی منظور صاحب: آپ مجھے میرے مطالبہ کی تحریر دے دیجیے
مَیں آپ کو اس مضمون کی تحریر دوں گا کہ میں بحث حفظ الایمان کے بعد
براہینِ قاطعہ و تحذیر الناس و فتوٰی گنگوہی صاحب کی عبارات پر بحث کروں
گا۔ اور یہ اور فرما دیجیے کہ ان باقی تینوں عبارات کی کیا ترتیب ہوگی تاکہ پھر
اس میں گفتگو کی نوبت پیش نہ آئے۔

مولانا سردار احمد صاحب: میں آپ کا مطالبہ پُورا کرنے کیلئے
تیار ہُوں۔ آپ اَپنے ہی الفاظ میں مجھ سے تحریر لیجیے۔ مَیں تو وہ مکتوب
شروع سے پیش کر رہا ہُوں۔ آپ جب مجھ سے پہلے طلب کرتے ہیں تو لیجیے

یہ دستخطی مکتوب حاضر ہے۔ لیکن آپ میرا مطالبہ بھی بلا کسی عذر کے پُورا
کریں۔ اب باقی رہی آپ کی یہ بات کہ میں آپ کو اس مضمون کی تحریر
دُوں گا۔ کہ "میں (یعنی مولوی منظور) حفظ الایمان کی بحث کے بعد تین باقی
عبارات پر بحث کروں گا۔" تو مولوی منظور صاحب! ذرا انصاف سے کہنا کیا
میرا یہی مطالبہ ہے۔ کیا میری آپ کی بحث اسی مضمون پر تھی؟ دیکھئے میں
نے تو بار بار اپنے مطالبہ کو دوہرایا ہے اور نہایت صریح الفاظ میں یہ تحریر
طلب کی ہے۔ "کہ جب سردار احمد اس عبارت حفظ الایمان سے توہین
ثابت کر دے تو میں (یعنی منظور) مولوی اشرف علی صاحب کے کافر ہونے
کا اقرار کر کے بالاعلان توبہ کروں گا اور مجمع میں اعتراف کروں گا کہ یہ
میری غلطی تھی کہ میں اس کُفر کو ایمان سمجھتا رہا اور اس کے بعد باقی
تین عبارتوں پر مناظرہ گا۔" تو مولوی صاحب میرے مطالبہ کے نہ صرف
الفاظ ہی بدلنا بلکہ سارے مضمون کو بدل دینا اور پھر یہ کہنا یہ تمہارا مطالبہ
پُورا کیا جاتا ہے، کیسا صریح فریب اور انتہائی کید ہے۔ آپ غالباً کئی گھنٹے
کی فرصت میں یہ بات طے کر کے آئے ہیں لہٰذا آپ میرے مطالبہ کی تحریر
ان الفاظ میں دیجیے۔ اَب رہی باقی تینوں عبارات میں ترتیب، تو سُن
لیجیے کہ حفظ الایمان کی عبارت کی گفتگو کے بعد براہین قاطعہ کی عبارت
پر بحث ہوگی، پھر تحذیر الناس کی عبارت پر، پھر فتوٰی گنگوہی پر، مگر شرط
وُہی ہے کہ ہر عبارت کے کُفر کو ثابت کر کے آپ سے توبہ کراؤں گا۔ پھر

آپ کا مطالبہ پُورا کر چکا۔ آپ بھی میرا مطالبہ جلد پُورا کریں اور اپنی تحریر دیں کہ اس میں وقت بیکار ضائع ہو رہا ہے۔ تحریر جلدی دیجیے۔ میں تحریر لیے بغیر ہرگز آپ کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔

<u>مولوی منظور صاحب</u> : لیجیے مَیں اپنی تحریر دیتا ہُوں۔

<u>مولانا سردار احمد صاحب</u> : مجھے دینے سے پہلے آپ یہ تحریر پڑھ کر مجمع کو سُنا دیجیے۔

مولوی منظور نے اپنی اس تحریر کو پڑھ کر سُنایا، اور مولانا سردار احمد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کے مطالبہ میں تعلیق بالمحال ہے۔ اور وُہ ناجائز ہے۔ مَیں نے دلیل سے ثابت کیا ہے جیسا کہ میری تحریر سے ظاہر ہے۔ (مرتّب)

<u>مولانا سردار احمد صاحب</u> : آپ نے اس تحریر میں اپنی منطق دانی کا بھی اظہار کیا ہے۔ آپ نے تعلیق بالمحال کو ناجائز بتایا ہے۔ تو بتائیے کہ:

ا۔ کِس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ناجائز ہے؟

۲۔ اس محال سے آپ کی مُراد محال بالذات ہے یا محال بالغیر؟

۳۔ محال بالذات سے ثبوت دیجیے۔ اور محال بالغیر ہے تو وُہ غیر کیوں ہے؟

۴۔ تعلیق بالمحال کی صُورت میں قضیہ شرطیہ منعقد ہوتا ہے۔ قضیہ شرطیہ کے اطراف قضایا ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر قضایا ہوتے ہیں تو بیان کیجیے کہ یہاں کون کون سے ہیں؟

۵۔ آپ نے تعلیق بالمحال کے ناجائز ہونے پر جو دلیل بیان کی ہے وُہ اشکالِ اربعہ میں سے کون سی شکل پر ہے۔ اس کا صغریٰ و کبریٰ

بیان کیجیے۔ ان سوالات کا جواب دیجیے۔ دیکھیے ابھی آپ کے منطق دانی کے دعاوے خاک میں ملائے دیتا ہوں۔ آپ بھی کیا کہیں گے کہ کسی کرنے سے پالا پڑا تھا۔ نیز آپ نے بیان کیا ہے کہ "یہ کارِ جہالت ہے کیونکہ تعلیق بالمحال ہے"۔

تو مولوی صاحب قرآنِ پاک میں تعلیق بالمحال موجود ہے۔

پہلی آیتِ کریمہ : لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

ترجمہ : اگر آسمان و زمین میں اللہ عزّوجل کے سوا اور خدا ہوتے تو البتہ آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔

دُوسری آیتِ کریمہ : قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝

ترجمہ : فرمادیجیے کہ اگر رحمٰن کے لیے ولد ہو تو مَیں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہُوں۔

تیسری آیتِ کریمہ : لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

ترجمہ : اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل البتہ حبط ہو جائیں گے۔

حدیث شریف میں تعلیق بالمحال ہے :

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ

ترجمہ : اگر میرے بعد نبی ہوتا تو البتہ عمر ہوتے۔

(مگر میرے بعد نبوّت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے)

کیا آپ کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تعلیق بالمحال بیان فرما کر کارِ جہالت کیا ہے؟ وَالعیاذ باللہ من ذٰلک۔

آپ کے نزدیک مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیق بالمحال بیان فرمانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا؟

کذٰلک یطبع اللّٰہ علیٰ کل قلب متکبّر جبار

کیا دیوبند کے مدرسہ میں وہابیہ کو یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ عزّ وجل اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر عیب و نقص لگایا جائے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن بتاتے ہو۔ کہیں حضرت رسولِ اکرم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لیے بچّوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں جیسا علم ثابت کرتے ہو۔ کہیں شیطان لعین کا علم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم سے زیادہ بتاتے ہو۔ کہیں تعلیق بالمحال کو کارِ جہالت بتاکر تمام علماء بلکہ ائمہ مجتہدین بلکہ تابعین بلکہ حضرات صحابہ کرام غرضیکہ تمام اُمّت بلکہ شفیعِ اُمّت نبیِ رحمت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بلکہ اللہ عزّ وجل کو جاہل ٹھہراتے ہو!

ع شرم بادت از خدا و از رسول

آپ نے بیان کیا کہ "اس سے عوام کو بری عن الکفر کے کفر کا شبہ ہوگا، جو معصیت ہے۔" آپ کو کسی ذی عقل کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ مولوی منظور صاحب آپ کے اصول کی بنا پر آپ کا اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض[1] ہوگا، کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں تعلیق بالمحال کو کیوں بیان فرمایا؟ اس لیے کہ پہلی آیت سے عوام کو بری عن الشرایک کے شریک کا شبہ ہوگا۔ اور دُوسری آیت سے بری عن الوالد کے ولد کا شبہ ہوگا اور تیسری آیت سے بری عن الشرک کے شرک کا شبہ ہوگا اور مولوی منظور صاحب آپکا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر یہ

---

[1] تھانوی صاحب نے تعلیق المحال کی آیتوں کا بھی اُردو میں ترجمہ کیا ہے اس کے دکیل (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

[2] جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اعتراض ہوگا کہ حدیث مذکور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیق بالمحال کیوں بیان فرمایا ہے اس لیے کہ اس سے عوام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جدید نبی آنے کا شبہ ہوگا۔ وَالعیاذ باللّٰہ من ذٰلک۔

آپ کے اس قاعدۂ جہالت سے آپ کے قادیانی بھائی تو بہت خوش ہوں گے؟

مولوی منظور صاحب : قضیہ شرطیہ کے اطراف کسی طرح قضایا نہیں ہوتے۔

مولانا سردار احمد صاحب : کیا نہ بالفعل ہوتے ہیں اور نہ بالقوۃ؟

(دیوبندی مناظر مبہوت ہو کر ساکت ہو گیا۔ (مرتب)

مولوی منظور صاحب کی منطق دانی اور اُنکی جہالت کا اقرار اپنی زبانی

مولوی منظور صاحب : آپ میری منطق دانی پر کیا اعتراض کرتے ہیں۔ منطق تو ہمارے گھر کی لونڈی ہے۔ آپ میں جس کو دعوٰی منطق ہو وُہ مجھ سے مسائل منطقیہ میں کلام کرے۔

مولوی نظام طالبعلم و شاگرد مولانا سردار احمد صاحب : مولوی منظور صاحب آپ نے عام اجازت دی ہے۔ لہٰذا آپ کی اجازت عامہ کی بنا پر میں آپ سے منطق کی ابتدائی بات دریافت کرتا ہوں۔ بتائیے کہ منطق کا موضوع کیا ہے؟ جلد جواب دیجیے! ابھی سب پر آپ کی قلعی کھُل جاتی ہے اور آپ کا سارا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مولوی منظور کے اصول کی بنا پر تھانوی صاحب نے عوام کو شبہ میں ڈال کر معصیت کی ہے اور بعید نہیں کہ مولوی منظور اپنے پیر مغاں تھانوی صاحب کو اپنے قاعدہ مذکورہ کی بنا پر جاہل کہیں اور لکھ کر شائع کریں کہ تھانوی صاحب جاہل اور گنہگار ہے وکالت کا حق اچھا ادا کیا کہ اپنے موکل ہی کو مولوی منظور نے جاہل اور گنہگار ٹھہرایا۔ کیوں مولوی منظور صاحب جبکہ آپ کے پیر مغاں آپکے اقرار سے جاہل ہیں تو آپ کس گنتی میں ہیں؟

دعوائے منطق خاک میں مل جائے گا۔

مولوی منظور صاحب : (نہایت[1] پریشان ہو کر اور گھبرا کر کہنے لگے) مولوی سردار احمد صاحب آپ مجھ سے کیوں کلام نہیں کرتے۔ یہ صاحب کیوں کھڑے ہو گئے؟ ان کو کوئی حق مجھ سے گفتگو کا نہیں ہے۔ میرے مخاطب آپ ہیں لہٰذا آپ ہی گفتگو کیجیے!

صدر اہلسنّت : مولوی منظور صاحب! آپ نے جب عام اجازت دی تو ہر شخص اَب آپ سے گفتگو کر سکتا ہے آپ کو اَب کوئی حق مولوی نظام کو رد کرنے کا نہیں ہے۔ پہلے آپ نے اتنا لمبا چوڑا دعویٰ کر کے ہر ایک کو اجازت عام کیوں دی؟ اَب آپ کی اس اجازتِ عامہ کی بناء پر ایک طالب علم آپ سے سوال کرتا ہے تو اگر آپ منطق کو جانتے ہیں تو اس کا جواب دیجیے ابھی ابھی آپ کی منطق دانی کا حال سب پر کھُلا جاتا ہے، اور ابھی ابھی آپ کو معلوم ہُوا جاتا ہے کہ منطق آپ کے گھر کی لَونڈی ہے یا منطق آپ جیسے کو اپنی لونڈیوں میں شمار بھی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا آپ اس طالب علم کے سوال کا جواب دیجیے اور اگر آپ جواب سے عاجز ہیں، اور یقیناً عاجز ہیں تو اپنے اس اجازت عامہ کے الفاظ واپس لیجیے۔

مولوی منظور صاحب : مولوی سردار احمد صاحب! آپ ہی مجھ سے گفتگو فرمائیے اور یہ منطق کی باتیں چھوڑیئے کہ عوام اس کو نہیں سمجھ سکتے ان کو اس سے سخت کوفت ہو رہی ہے آپ نے مجھ سے تحریر کا مطالبہ کیا تھا لیجیے وُہ تحریر حاضر ہے۔

---

[1] ایک سُنّی طالب علم کے سامنے دیوبندی مناظر کی گھبراہٹ۔

مولوی سردار احمد صاحب : آپ نے اپنی منطق دانی کا پہلے دعویٰ ہی کیوں کیا تھا آپ بے چارے منطق سے کیا مس رکھتے ہیں۔ دیوبندیوں میں ایک شخص بھی منطقی نہیں ہوا۔ دیکھیے ہندوستان کے مشہور منطقین جو ابھی کچھ زمانہ قبل موجود تھے جیسے حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مولانا عبدالحق خیرآبادی وعلماء فرنگی محل مولانا بحرالعلوم وغیرہ ان میں سے ایک بھی دیوبندی عقائد کے نہ تھے۔ لہٰذا دیوبندیوں کو منطق سے کیا واسطہ۔ اور جناب تو کس گنتی اور شمار میں ہیں۔ اگر جناب کو بھی کبھی منطق کا خواب نظر آگیا ہے تو میرے چھ سوالاتِ مذکورہ کا جواب دیجیے۔ مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ آپ خود اپنے کہے ہوئے الفاظ کو بھی سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اب باقی رہی آپ کی یہ بات کہ لوگ منطقی باتوں کو نہیں سمجھتے تو مولوی صاحب! آپ تعلیق بالمحال کے الفاظ اپنی زبان پر کیوں لائے؟ کیا آپ کو اس وقت عوام کا خیال نہ ہوا محض اپنی اظہارِ منطقیت کی غرض سے اس کو ذہن شریف سے نکالا۔ اب جو آپ کی گرفت کی اور سوالات تو عاجز آکر یہ کہنے لگے کہ عوام اس کو نہیں سمجھتے خیر عوام اس کو کچھ سمجھیں یا نہ سمجھیں، مگر عوام نے اتنی بات ضرور سمجھ لی کہ مولوی منظور علم سے بالکل کورے ہیں اور منطقی سوالات کے جوابات سے بالکل عاجز ہیں حتّٰی کہ خود اپنے کہے ہوئے کو نہیں سمجھتے۔ جب آپ میرے ان منطقی سوالات کے جوابات ہرگز ہرگز نہیں دے سکتے تو آپ اس اپنی تحریر سے تعلیق بالمحال کے الفاظ کاٹ دیجیے اور کٹی ہوئی تحریر مجھے دیجیے آپ کو ان سوالات سے نجات مل جائے گی۔

مولوی منظور صاحب : مولوی صاحب! آپ نے ان الفاظ کے کاٹ دینے کے متعلق پہلے ہی کیوں نہیں فرما دیا تھا اُسی وقت کاٹ[1] دیتا۔ اَب آپ فرماتے ہیں لیجیے مَیں کاٹے دیتا ہُوں اور کٹی ہُوئی تحریر کی نقل آپ کو دیتا ہُوں۔

مولانا سردار احمد صاحب : مَیں کٹی ہُوئی تحریر کی نقل ہرگز ہرگز نہیں لُوں گا۔ مَیں تو آپ کے ہاتھ کی کٹی ہُوئی اصلی تحریر لُوں گا تاکہ آپ کی منطق دانی کی سند اور جہالت کی دستاویز میرے پاس ہمیشہ بطور سند رہے (بے چارے مولوی منظور صاحب نے عاجز ہو کر تعلیق بالمحال کے الفاظ کو کاٹ کر اپنی اصلی دستخطی کٹی ہُوئی تحریر مولوی سردار احمد صاحب کو دی) چنانچہ مولوی منظور صاحب کی کٹی ہُوئی تحریر کی نقل درج ذیل ہے۔ (مرتب)

نقل تحریر مولوی منظور بمُطابق اصل ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی سردار احمد صاحب کا مطالبہ تھا کہ مَیں حفظ الایمان کی عبارت کے بعد دُوسرے مباحث پر گفتگو کرنے کے لیے جب تیار ہُوں کہ تم اس کی تحریر دو کہ حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ثابت ہوگئی تو تم اس سے توبہ کرو گے۔ لیکن چونکہ میرے نزدیک حفظ الایمان کی عبارت بے غبار ہے، اور اس میں کفر کا شائبہ بھی نہیں۔ اس لیے ان کا یہ مطالبہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سناتن دھرم مجھ سے مطالبہ کرے کہ

---

[1] دیوبندی مناظر کا عاجز ہو کر اپنی کٹی ہُوئی تحریر پُرجہالت سُنّی مناظر کے حوالے کرنا۔

جب مَیں اسلامی توحید کو باطل ثابت کر دوں تو تم کو اس سے توبہ کرنی ہوگی۔ اس کے بعد مَیں تم سے تناسخ پر گفتگو کرونگا بہرحال چونکہ مولوی سردار احمد صاحب کا یہ مطالبہ ایسا ہی باطل ہے اس لیے مَیں اس کو پُورا کرنا لغو اور بیکار سمجھتا ہُوں، اور نہ "اس قسم کا کوئی تحریر" دے سکتا ہُوں۔ اور نہ تقریراً اس کا اقرار کر سکتا ہُوں کہ یہ کارِ جہالت[1] ~~ہے کیونکہ یہ "تالیق بالمحال" ہے اور "تالیق بالمحال" اس صُورت میں ماننا ہے~~۔ کیونکہ اس سے عوام کو ایک رِی عن الکفر کے کُفر کا شائبہ ہوگا جو معصیت ہے۔

(محمد منظور نعمانی غفر لہٗ)

نوٹ: ناظرین! اس تحریر کو ملاحظہ فرما کر وہابیہ دیوبندیہ کے مایۂ ناز مناظرہ کی لیاقت کی داد دیں کہ تعلیق کو تالیق لکھ رہے ہیں اور اس قسم کی تحریر کے بجائے "اس قسم کا کوئی تحریر" لکھ رہے ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ جس بے چارہ کو تعلیق اور تالیق میں فرق معلوم نہیں وُہ مناظرہ مناظرہ کی رٹ لگاتے اور وہابیہ کا رئیس المناظرین کہلائے اس میں کتنی بے حیائی اور بے شرمی ہے۔ ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم   سیھدیھم طریق الھالکینا

چونکہ اس وقت ساڑھے چھ بج گئے تھے۔ مغرب کا وقت قریب آگیا تھا۔ لہٰذا مناظرہ کا اعلان کر دیا گیا۔

---

[1] وہابیہ دیوبندیہ کے مایۂ ناز مناظر کے نزدیک 'تعلیق' اور 'تالیق' میں کوئی تمیز نہیں، اسکی جہالت کا اب کیا شبہ باقی ہے۔

پہلے دِن کے مُناظرہ کی کیفیّت

کئی سال تک مولوی منظور صاحب کی خاموشی، اپنی بیہوشی وبدحواسی پر پردہ ڈالے ہُوئے تھی بھرم بنا تھا مگر شہرِ کہنہ کے سُنّیوں نے مولوی منظور کا دہن کھُلوا ہی چھوڑا۔ مولوی منظور صاحب نے مجمع کے سامنے اپنی لیاقت کا بھانڈا پھوڑا ؎

کھُل گیا سب پر ترا بھید غضب تُونے کیا
کیوں ترے مُنہ کا کھُلا چھید غضب تُونے کیا

جب مولانا سردار احمد صاحب کے منطقی سوالات اور علمی اعتراضات کا جواب مولوی منظور صاحب نہ دے سکے اور عاجز ولاچار ہو کر بے چارے مولوی منظور صاحب نے اپنی تحریر کاٹ کر مجمع کے سامنے مناظرِ اہلسنّت کے حوالہ کی، تو وہابیوں کے گھروں میں اندر باہر صفِ ماتم بچھ گئی، کہرام مچ گیا، چوٹی کا پسینہ ایڑی تک بہا، دانتوں پسینے آ گئے، خصوصًا آج دوپہر کے مناظرہ کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم میں وہابیہ اور وہابیہ کے مایۂ ناز مناظر مولوی منظور کی حالتِ زار قابلِ دید تھی، مولوی واعظ الدین صاحب بیان کرتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ مولوی منظور کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے، اور بد حواس ہو کر بیٹھے ہیں، دیگر وہابیہ بھی مولوی منظور صاحب کی اس حالتِ زار کو دیکھ کر بالکل خاموش ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آج وہابیہ کے ہاں کوئی مرگیا ہے۔ حقیقت میں جتنی ذلّت و رسوائی اور کھُلی شکست

مولوی منظور صاحب کو آج نصیب ہوئی، اُس کی زندگی بھر نظیر نہیں ملے گی۔
اور جتنا سوگ اور ماتم بریلی کے وہابیہ نے آج کیا کبھی نہ کیا ہوگا۔ ؎

اَب وَہابی روتے ہیں مل مل گلے اور کہتے ہیں
کیا کریں منظور بھاگا آشکارا ہوگیا

موافقین و مخالفین سَب نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب تو مولانا
سردار احمد صاحب کے سامنے طفلِ مکتب نظر آتے ہیں۔ مولوی عبدالقادر صاحب
کا بیان ہے کہ آج کو توالی کی مسجد میں نمازِ مغرب کے لیے چند سپاہی آئے،
انہوں نے مسجد میں علانیہ بیان کیا کہ فلاں صاحب وہابیہ کے طرفدار ہیں۔
اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ مَیں یہ سمجھتا تھا کہ مولوی منظور کے سامنے بریلی میں
کوئی بولنے والا نہیں۔ آج مجھے معلوم ہوگیا کہ مولوی منظور صاحب مولوی
سردار احمد صاحب کے سامنے بھی نہیں بول سکتے، مولوی سردار احمد صاحب
نے تو مولوی منظور کی آج بولتی بند کر دی ہے وَالفضل ما شھدت
به الاعداء نیز آج مجمع پر اچھی طرح واضح ہوگیا کہ وہابیہ کا مناظرہ درحقیقت
اُمّتِ مرحومہ کے علماءِ عظام حتّٰی کہ صحابہ کرام بلکہ حضرت رسُولِ پاک علیہ السّلام
بلکہ عزّ وجل غرضیکہ سَب کی شان میں نہایت بے ادب بد تہذیب اور گستاخ
ہے کہ تعلیق بالمحال کو کارِ جہالت بتا کر پیارے رسُول صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم
اور اللّٰہ عزّ وجل کو جاہل بتاتا ہے (العیاذ باللّٰہ) اور صحابہ کرام و علماءِ عظام
پر کارِ جہالت کا دھبہ لگاتا ہے۔

تُف بریں قولِ جہالت وبریں گندہ خیال

مُناظرہ کا دُوسرا دِن

اس دن لوگ جوق در جوق مناظرہ گاہ میں وقت سے پہلے پہنچ رہے تھے۔ علمائِ اہلسُنّت نہایت شان و شوکت کے ساتھ وقتِ مقررہ سے پندرہ منٹ[۱۵] قبل میدانِ مناظرہ میں تشریف لائے۔ مناظرِ دیوبند اور اُن کے ساتھیوں نے آتے آتے آٹھ بجا دیئے۔ مگر آج وہابیہ کی تشریف آوری نرالے سج دھج کی معلوم ہو رہی ہے اور اُن کے ہمراہیوں میں آج نئی شکلیں نمودار ہو رہی ہیں ہمارے علمائِ اہلسُنّت سے معلوم ہُوا کہ ان میں سے ایک صاحب مولوی اسمٰعیل سنبھلی ہیں جو غالباً صدارت کے لیے مُراد آباد سے بُلائے گئے ہیں مگر ابھی تک وہابیہ کے منتخب شدہ صدر مولوی رونق علی صاحب کا کوئی پتہ نہیں۔ علمائِ اہلسنّت نے ان کا کچھ اور انتظار کیا، تھوڑے عرصہ میں وُہ بھی برآمد ہوئے لیکن اُن کے چہرہ سے پتہ چلتا ہے کہ آج کوئی نئی چال عمل میں آئے گی۔ چنانچہ وُہ آتے ہیں اور نہایت خاموشی سے تخت پر بیٹھ جاتے ہیں۔

صدر اہلسُنّت: صدر صاحب! ایک تو آپ نے نصف گھنٹہ سے زائد وقت ضائع کر دیا، باوجودیکہ کل آپ ہی مناظرہ کا وقت مقرر کیا تھا آپ کو اپنے وقت کی پابندی نہایت لازمی و ضروری تھی اَب کیا تاخیر ہے؟ مناظرہ کی کارروائی شروع ہونی چاہیے کہ مجمع بہت دیر سے پریشان ہو رہا ہے۔

صدر وہابیہ: حضرات مَیں آج اپنی صدارت[۱] سے مستعفی ہوتا ہوں اور مولوی اسمٰعیل صاحب سنبھلی کو اپنی جماعت کی جانب سے صدارت کے لیے

---

[۱] وہابیہ کے پہلے صدر کی لیاقت اور صدارت سے استعفیٰ

اِنتخاب کرتا ہوں کہ مَیں اتنے وقت کی پابندی کا متحمل نہیں ہو سکتا، اور صدارت کے کام کو انجام نہیں دے سکتا۔

صدرِ اہلسنّت : حضرات مجھے تعجب ہے کہ جب مولوی رونق علی میں صدارت کی لیاقت نہیں تھی تو پھر ان کی جماعت نے ان کو صدارت کیلئے کیوں انتخاب کیا تھا؟ اور اگر ان میں لیاقت ہے تو اُن کی صدارت کے معزول ہونے اور نئے انتخاب کی کیا حاجت پیش آئی؟ علاوہ بریں مولوی اسمٰعیل صاحب کل موجود نہیں تھے مناظرہ کی ابتدائی گفتگو جو شرائط پر مشتمل تھی وُہ ساری کی ساری ان کی غیبت میں ہوئی اُن کو ہر بات سے انکار کرنے اور مُکرنے کا خُوب موقع ہے کاش اگر یہ کل موجود ہوتے تو ہمیں ان کی صدارت کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی کلام نہ ہوتا۔ اب ایسی حالت میں انتقال صدارت کتنی عیّاریوں اور چالاکیوں کا پیش خیمہ ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب : حضرات میری صدارت میری جماعت کو منظور ہو گئی۔ اَب کسی دُوسرے کو میری صدارت میں گفتگو کرنے کا موقع نہیں۔ ہر جگہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر جماعت اپنے صدر کا اِنتخاب کرتی ہے وُہ اَپنے اس انتخاب میں دُوسری جماعت کی محتاج نہیں خواہ وُہ پہلا انتخاب ہو یا دُوسرا، بغیر ضرورت ہو یا ضرورت کے ساتھ، بہرحال دُوسری جماعت کا انکار قابلِ سماعت نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کو میری صدارت کے انکار کا کوئی حق حاصِل نہیں۔

صدرُاہلسُنّت : مولوی صاحب! آپ مغالطہ نہ دیجیے، مجھے آپ کی

صدارت کے انکار کا حق حاصل ہے۔ اِس لیے کہ ہر جماعت کو جو اپنے صدر کے انتخاب کا حق حاصل تھا وُہ کل عمل آچکا۔ ہر ایک نے اُسی حق کی بنا پر اپنا اپنا صدر منتخب کر لیا۔ آپ کی جانب سے مولوی رونق علی صاحب اور اہلسُنّت کی جانب سے فقیر صدارت کے لیے متعیّن ہو گئے۔ لہٰذا اب یہ اِنتخاب کیسا؟ بلکہ آپ کا اس کو اِنتخاب کہنا ہی فریب دینا ہے کہ یہ اِنتخاب شدہ کی معزولیت ہے اور طے شدہ بات کی معزولیت کا ایک جماعت کو حق حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا مُجھے طے شدہ کی معزولیت میں ضرور کلام کرنے کا حق حاصل ہے۔ مَیں بڑے زبردست الفاظ میں کہوں گا کہ میرے نزدیک نہ مولوی رونق علی صاحب صدارت سے معزول، نہ آپ کی خود ساختہ صدارت صدارت۔

مولوی اسمٰعیل صاحب: مَیں نے اپنی صدارت کو دلیل عقلی و نقلی دونوں سے ثابت کر دیا۔ تو جناب کو اَب اس پر کسی طرح کی گفتگو و کلام کی اجازت نہیں دیتا۔ میری جماعت مُجھ کو اس خدمت کے لیے متعیّن کر چکی۔ لہٰذا آپ کا انکار میری صدارت کو کوئی مضرت نہیں پہنچا سکتا۔

صدر اہلسُنّت: مولوی صاحب ایسا چیتا جھُوٹ ایسی صریح دروغ بیانی جناب نے اپنی صدارت پر کونسی دلیلِ عقلی بیان فرمائی، ذرا دوبارہ فرمادیجیے اور آپ کہتے ہیں کہ دلیل نقلی سے بھی ثابت ہے۔ تو ذرا آپ اپنی صدارت پر ایک آیت یا ایک حدیث پڑھ دیجیے مجمع کو معلوم ہو جائے گا کہ جناب کی صدارت کی قرآن و حدیث میں بھی صریح موجود ہے، لیکن جب ابھی تک

آپ نے اپنی صدارت کے ثبوت میں نہ کوئی دلیل عقلی قائم کی، نہ کوئی آیت یا حدیث پڑھی تو پھر آپ ہی بتلائیے کہ آپ کا یہ کہنا کہ "میری صدارت دلیلِ عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔" یہ کتنی صداقت اور راستبازی پر مبنی ہے؟ شرم! شرم!! شرم!!

مولوی اسمٰعیل صاحب: .... (رُوٹھ کر بیٹھے ہیں اور بالکل بدحواسی کے عالم میں خاموش ہیں)۔ (مرتب)

صدر اہلسنّت: مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ میری تقریر کی معقولیت تسلیم کر چکے۔ اِس لیے بالکل ساکت ہوگئے اور جواب سے قاصر رہے۔ مَیں آپ کی شرمندگی و ذلت و رسوائی کا احساس کرتے ہوئے اور بلا کسی وجہ معقول کے آپ کی صدارت کو تسلیم کیے لیتا ہوں تاکہ میری طرف سے اتمامِ حجت بھی ہو جائے۔ ہم نے آپ کی ہر شرط کو مانا۔ آپ کی ہر حال میں نازبرداری کی لیکن باوجود اس کے آپ کو شکست پر شکست کھانے اور عاجز ہو کر خاموش بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔ بس اَب مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

سُنّی مُناظر کے دعوٰی کی پہلی تقریر: بعد خطبہ مسنونہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

ترجمہ: بے شک بھیجا ہم نے تم کو اے حبیب گواہی دینے والا اور

خوش خبری دینے والا اور ڈر سُنانے والا تاکہ اے لوگو تم ایمان
لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسُول پر اور تعظیم و توقیر کرو اُس کے
رسُول کی اور پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی صبح و شام۔

حضرات سامعین! ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ عزّ و جل اس آیہ کریمہ میں کیسے زبردست الفاظ میں اپنے حبیب لبیبؐ نی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم فرماتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جس قدر کسی کا مرتبہ عظیم ہوتا ہے اُسی کے مطابق اُس کی تعظیم کا حکم ہوتا ہے۔ مولیٰ عزّ و جل نے ہژدہ ہزار عالم پیدا فرمایا مگر سب سے افضل و اعلیٰ اشرف و اولیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ ؎

وُہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر[1] و کلام[2] بقا[3] کی قسم

اسی لیے شبِ معراج مسجدِ اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل علیہم السّلام کے امام بنے تمامی فرشتوں کے پیشوا ہوئے، عرشِ عظیم اُس شاہِ دوجہاں حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پایۂ تخت ہے۔ ؎

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وُہ سلطان والا ہمارا نبی

---

[1] آیت پاک ہے لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ مجھے اس شہر کی قسم ہے اس لیے کہ اے محبُوب تُو اس شہر میں تشریف فرما ہے۔ [2] آیت پاک میں ہے وقیلہٖ یارب ان ھٰؤلاء قوم لا یؤمنون ۝ مجھے رسُول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اَے رَب میرے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔"
[3] آیت پاک میں ہے لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون ۝ اے محبُوب مجھے تیری جانِ عزیز کی قسم کہ یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔" (مرتب)

اللہ جلّ جلالہٗ کے دربار میں جو وجاہت وعزّت ، شان وشوکت حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حاصل ہے اُس کو کما حقہٗ ہم نہیں جان سکتے۔

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

مگر اتنا ضرور جانتے ہیں کہ تمام مخلوق جِنّ وبشر، شمس وقمر، شجر وحجر اُس شاہِ دوسرا عالی جاہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ عظمت نشان پر قربان و جاں نثار ہے ، ایسے عظیم الشّان محبُوب طالب ومطلوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں ادنیٰ توہین وگستاخی اللہ عزّوجل کو نہایت مبغوض وناپسند ہے۔

سُنیے اللہ عزّوجل کا قرآن کریم میں ارشاد ہے :

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ الحجرات ۴۹

ترجمہ : اے ایمان والو! نہ بلند کرو تم اپنی آوازیں آوازِ نبی پر، اور چلّا کر بات نہ کرو تم اُن سے جیسا کہ چلّا کر بات کرتے ہیں بعض تمہارے بعض سے ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل اکارت ہو جائیں اور تمہیں معلوم بھی نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیہ کریمہ میں اپنے پیارے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمتِ شان کا اظہار یُوں فرماتا ہے کہ اگر کوئی اُن کی آواز پر اپنی آواز بلند کر دے تو اُس کے اعمال اس طرح حبط ہو جائیں گے کہ اُسے شعور بھی

نہ ہوگا۔ تفسیر درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اُونٹنی زمانہ اقدس میں گم ہوگئی تھی، حضور سیدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ اُونٹنی فلاں جنگل میں ہے یہ سُن کر بعض منافقین نے بطریق استہزا کہا وَمَا یَدْرِیْہِ بِالْغَیْبِ ۔ یعنی محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ جلّ شانہ، نے یہ آیت نازل فرمائی :

قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ۔

ترجمہ : اے حبیب ان منافقین سے فرما دیجیے کہ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں سے اور اُس کے رسُول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

اس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام — کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اور اُس کا عذر بہانہ ہرگز قبول نہیں۔ الحاصل مولیٰ عزّوجل اپنے حبیبِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شانِ عظمت نشان کو یوں بڑھائے اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں ان کی شانِ عظیم کو یوں گھٹائے — دیکھو یہ حفظ الایمان[1] ہے، اس کے صفحہ ۶ پر یہ لکھا ہے :

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کُل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے،

---

[1] مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ ۔

ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

خُدا کی پناہ! خدا کی پناہ!! اس ناپاک عبارت کو دیکھ کر مسلمان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دیکھیے مولوی اشرف علی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں یہ کیسی صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔ حضور علیہ السلام کے علم شریف کو بچوں اور پاگلوں بلکہ جانوروں اور چوپائیوں کے علم سے تشبیہ دی ہے، وَالعیاذ باللہ من ذٰلک۔ حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت پر علماءِ عرب و عجم، ہند و سندھ نے کفر کا فتوٰی دیا ہے، ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین و گستاخی کفر ہے، مَیں نے بھی اپنے فتوٰے میں یہی لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین کی ہے لہٰذا وُہ کافر ہے، یہ میرا دعوٰی ہے اگر اس پر مولوی منظور صاحب کو کوئی اعتراض ہو تو وُہ بے تکلف اعتراض کر سکتے ہیں۔

مولوی منظور دیوبندی کی پہلی اعتراضی تقریر: بعد خطبہ رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفَاتِحِيۡنَ۝

آپ سب حضرات نے سنا کہ مولوی سردار احمد صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل بیان کیے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فضائل عطا فرمائے ہیں اُن کو اُن فضائل سے وُہ نسبت بھی نہیں جو کہ ذرّہ کو آفتاب سے

ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب علوم اور فضائل جو مخلوق کیلئے ممکن ہیں اور کمال ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا[1] فرمائے ہیں اُس نے کسی اور کے لیے نہیں رکھ چھوڑے ہیں، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری مخلوق سے زیادہ علم حاصل[2] ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمامی مخلوق حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہیں حدیث میں ارشاد فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فخر —— لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم سب مخلوق سے زیادہ کی جائے گی۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرے وُہ کافر ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ بے شک جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اَدنیٰ توہین و گستاخی کرے وُہ کافر ہے، ملعون ہے، خارج از اسلام ہے، دُنیا میں واجب القتل ہے۔ اُس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔ باللہ العظیم اگر گستاخی کسی میرے رشتہ دار عزیز دوست بلکہ میرے باپ سے صادر ہو تو سب سے پہلے مَیں ان پہ کُفر کا فتویٰ دوں گا اور سب سے پہلے مَیں ہوں گا جو اُس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کروں گا۔ ہمارے نزدیک تو جس چیز کو سرکارِ رسالت سے نسبت اور اَدنیٰ نسبت حاصل ہے اُسکی تعظیم ہمارا عین ایمان ہے، اُس چیز کی توہین کرنے والا بھی کافر ہے۔ مثلاً اگر کوئی

---

[1] مولوی منظور صاحب کی دو رنگی چال" مَیں کہتا ہوں کہ مَا کَانَ وَمَا یکون کا علم اور قیامت کے خاص وقت کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ممکن ہے یا نہیں اور کمال ہو سکتا ہے یا نہیں اگر کہو ہاں آپ کے اقرار سے ثابت ہو گیا، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ما کان و ما یکون اور قیامت کے وقتِ خاص کا علم ہے۔ پھر مولوی منظور صاحب نے تیسرے دن کیوں اس پر زور دیا کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں ہے اور اگر کہو کہ ممکن نہیں اور کمال نہیں ہو سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے؟ وہابیو! دیوبند سے لے کر نجد تک سب مل کر کوشش کرو امکان اور کمال کی نفی پر دلیل قائم نہیں کر سکتے ہو۔ ھاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین —— (مرتب)

[2] دیوبندی مناظر کا اقرار کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے وقتِ خاص کا علم ہے اور ما کان و ما یکون کا بھی علم ہے۔

شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کی خاکِ پا، کی توہین کرے وہ شخص میرے نزدیک دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔ مولانا تھانوی صاحب پر آپ خواہ مخواہ الزام رکھتے ہیں یہاں تو سائل نے محض علم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے تو مولانا تھانوی صاحب نے اس عبارت میں فرمایا ہے کہ حضور (علیہ السلام) کو صرف عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس پر دو دلیلیں قائم کرتے ہیں، ایک دلیل اس عبارت سے پہلے ہے اور دوسری دلیل کی عبارت میں بحث ہے۔ اس عبارت کا تو صرف حاصل اتنا ہے کہ حضور علیہ السلام کو کُل غیب کے علم کی وجہ سے عالم الغیب نہیں کہہ سکتے، اس لیے کہ کُل غیب کا علم حضور (علیہ السلام) کے لیے عقلاً باطل ہے اور بعض غیب کے علم کی وجہ سے بھی حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے اسلیے کہ مطلق بعض غیب کا علم تو سب چیزوں کو ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ مولوی سردار احمد صاحب! آپ عقل کے دشمن ہیں اور انصاف سے کوسوں دُور ہیں۔ ذرا غور سے دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب : آپ کے اور آپ کے پیشواؤں کے عقائد کتابوں میں چھپ چکے ہیں، کچھ چھپے ہوتے نہیں ہیں۔ پھر آپ نے اتنے مجمع کے سامنے اُن عقائد کے خلاف کیوں بیان کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری مخلوق سے زیادہ علم حاصل ہے۔" بے شک ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ مگر آپ کے پیشوا

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ عقیدہ ہے، کہ شیطان کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم سے زیادہ ہے وَالعیاذ باللہ من ذٰلک ۔ دیکھیے براہینِ قاطعہ[1] صفحہ ۵۱ پر آپ کے پیشوا لکھتے ہیں "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ۔" آپ نے بیان کیا ہے کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعظیم سب مخلوق سے زیادہ کی جائے گی" ۔ بے شک ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے مگر آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل صاحب دہلوی کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کی جائے ۔ تقویۃ الایمان[2] صفحہ ۶۸ پر ہے ۔ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے ۔" اور اسی صفحہ پر ہے "اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید ۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں، اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ۔" آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متعلق یہ بیان کیا کہ " دوسری مخلوقات کو آپ سے وہ نسبت بھی نہیں جو ذرّہ کو آفتاب سے ہے ۔" بے شک ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے ۔ مگر آپ کے پیشوا کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر نبی کی سرداری اپنی اُمت کے لحاظ سے ہر قوم کے

---

[1] مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ۔ [2] مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی ۔

چودھری اور گاؤں کے زمیندار کی سی ہے۔ دیکھیے تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷ پر ہے "پر جلیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمّت کا سردار ہے۔" آپ نے بیان کیا کہ "جس چیز کو سرکارِ رسالت ﷺ سے نسبت اور ادنیٰ نسبت حاصل ہے اُس کا اَدب وتعظیم عین ایمان ہے۔" بے شک وُہ چیزیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت حاصل ہے، ہم مسلمان اُن متبرک چیزوں کا ادب واحترام کرتے ہیں مگر آپ کے پیشوا کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی ولی یا نبی کی قبر پر روشنی کرنا یا غلاف ڈالنا یا چادر چڑھانا وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا اَدب کرنا شرک ہے، دیکھیے آپ کے پیشوا تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں "ایسے مکانوں (قبر و چلّہ و تبرّک کی جگہ) میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا اَدب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" دیکھا آپ نے جسے آپ عین ایمان بتا رہے ہیں۔ اُسی کو آپ کے پیشوا شرک بتا رہے ہیں۔ آپ سچے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ یہ عبارتیں چونکہ ابھی زیرِ بحث نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے متعلق زیادہ گفتگو کرنا ابھی مناسب نہیں ہے۔ اور یہ بھی محض اِس لیے بیان کی کہ کہیں حاضرین سے آپ کے چھپے ہوئے عقیدے چھپے نہ رہیں اور وُہ دھوکے میں نہ آ جائیں۔

حفظ الایمان کی جس عبارت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے۔ اس عبارت میں آپ نے کیسی قطع برید کی ہے آپ پر لازم تھا کہ پہلے

ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وُہ عبارت بلفظہٖ پڑھتے اور پھر حاضرین کے سامنے اُس کی بے جا تاویل گڑھتے تا کہ سامعین پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا کہ آپ نے حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کا مطلب نہیں بیان کیا بلکہ اُس کی ناپاک عبارت پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنی طرف سے ایک اور عبارت تصنیف کی ہے کہ "مطلق بعض غیب کا علم سب چیزوں کو ہے"۔ خُدا کی پناہ! خُدا کی پناہ!! کہاں یہ عبارت اور کہاں حفظ الایمان کی ناپاک عبارت جو زیرِ بحث ہے۔ سامعین کو دھوکے میں نہ ڈالیے، بلکہ انصاف سے گفتگو کیجیے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ سائل نے محض اطلاقِ لفظ کو پُوچھا ہے یہ آپ کا سفید جُھوٹ ہے۔ سوال میں صراحۃً یہ الفاظ موجود ہیں "زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے"؟ اور آپ کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے محض اطلاقِ لفظ کو ناجائز بتایا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ اَمر ہے" ذرا انصاف سے دیکھیے۔ تھانوی صاحب تو نفسِ حکم کو نہیں مانتے، نہ یہ کہ صرف اطلاقِ لفظ کو ناجائز بتا رہے ہیں۔

ہر شخص جس کے سر میں دماغ میں عقل کا جلوہ سینہ میں دل اور دل میں حضُورِ اقدس سرورِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم و محبّت کا ادنیٰ پرتَو ہے وُہ صاف دیکھ رہا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان میں علمِ غیب کی دو قسمیں کیں۔ ایک کُل علمِ غیب جس سے کوئی فرد بھی خارج نہ رہے۔ اور دُوسری بعض علمِ غیب اگرچہ وُہ کتنا ہی تھوڑا ہو، پھر حضُور

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے کُل علمِ غیب کا حاصل ہونا عقلاً نقلاً باطل بتایا۔ اَب حضورِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے نہ رہا۔ مگر بعض علمِ غیب اسی کو مُنہ بھر کر کہدیا کہ " اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچّے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھّو، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔" تو اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ جیسا علمِ غیب حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہے، ایسا تو ہر بچّہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے ہر مُسلمان جانتا ہے کہ اس ملعون عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ اقدس کو کیسی ناپاک گالی دی گئی ہے۔ اسی ناپاک عبارت میں گفتگو ہے، اسی پر بحث ہے، اسی میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ رفیع میں توہین ہے۔ اسی پر عرب وعجم کے علماءِ اہلسُنّت وجماعت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ مولوی منظور صاحب تو کیا اُن کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب جو اس عبارت کے خود قائل ہیں، اس عبارت کی صفائی میں آج تک کوئی صحیح تاویل نہ پیش کر سکے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتے ہیں۔ منافقین نے بھی پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین کی اور پھر بہانے بنانا اور تاویلیں گڑھنا شروع کیں۔ مگر اللہ عزّوجل نے اُن کے سب بہانوں اور تاویلوں کو ردّ فرما دیا۔ اور لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ منافقین کی پیروی کرتے ہوئے مولوی اشرف علی نے بھی اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ رفیع میں صریح

گستاخی کی ہے۔ منافقین نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم شریف کی بطریق استہزاء یوں یوں توہین کی ہے کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) غیب کیا جانیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی کوئی تاویل قبول نہ فرمائی۔ اور مولوی تھانوی صاحب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھ رہے ہیں، کہ "اس میں حضور کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔

ناظرین! ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ منافقین کے ناپاک قول میں زیادہ توہین ہے یا مولوی اشرف علی صاحب کی ناپاک عبارت میں زیادہ گستاخی ہے؟ منافقین نے کہا کہ "حضور غیب کیا جانیں" یعنی جیسے اور انسان علمِ غیب نہیں جانتے، یہ بھی نہیں جانتے تو منافقین نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم کو اور انسانوں کی طرح سمجھا۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کا سا علم بتا دیا، والعیاذ باللہ من ذٰلک۔ انصاف سے کہنا کہ مولوی اشرف علی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین میں کفّار و منافقین سے بڑھ چڑھ کر ہے یا نہیں؟ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ جبکہ منافقین کے ناپاک قول میں عنداللہ تاویل نامقبول ٹھہری، اور عذر نامسموع ہوا تو مولوی اشرف علی صاحب کی اس ناپاک عبارت میں تاویلیں کیسے عنداللہ مقبول ہو سکتی ہیں؟

مولوی منظور صاحب: آپ بیان کرتے ہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت

کا یہ مطلب ہے کہ جیسا علمِ غیب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہے ایسا ہر بچّہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں، چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ حاشا وکلاّ۔ اگر یہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا ہو تو مَیں بھی اس کو کُفر تصوّر کرتا ہوں کہ اس میں صراحتہً حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں توہین ہے، مگر حفظ الایمان کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس لیے کہ حفظ الایمان میں لفظ جیسا نہیں ہے۔ یہ لفظ جیسا آپ اپنی طرف سے بڑھا لیتے ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت میں تو ایسا کا لفظ ہے۔ جیسا کا لفظ نہیں ہے مولوی سردار احمد صاحب عقل و دیانت آپ کے پاس تک نہیں آئی۔ جب عقل اور دیانت تقسیم ہو رہی تھی تو آپ میرے خیال سے سو رہے تھے۔ عقل کے دشمن! حفظ الایمان کی اس عبارت میں جیسا کا لفظ کہاں ہے؟ حفظ الایمان کی عبارت تو یہ ہے "اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضُور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" اگر اس عبارت میں لفظ جیسا ہوتا اور عبارت یوں ہوتی کہ "جیسا علمِ غیب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" تو اس میں میرے نزدیک بلکہ مولانا اشرف علی صاحب کے نزدیک بھی ضرور توہین و تنقیص ہوتی۔ مولانا اشرف علی صاحب بھی اسے کُفر بتا رہے ہیں اور ایسی عبارت کے کہنے والے کو اِسلام سے خارج بتا رہے ہیں۔ مولانا نے اسی نزاع کے فیصلہ کے لیے بسط البنان لکھی ہے۔ اسی بسط البنان کی چند سطریں آپ

حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ درحقیقت مولانا اشرف علی صاحب نے یہ بسط البنان چند سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی ہے۔ سوالات یہ ہیں :

۱- مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہے ایسا ہر بچّہ ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، کیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے ؟

۲- اگر تصریح نہیں تو بطریقِ لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے ؟

۳ یا ایسا مضمون آپ کی مُراد ہے ؟

۴- اگر آپ نے ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفادِ عبارت ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحتہً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مُسلمان کہتے ہیں یا کافر ؟

مولانا نے ان سوالات کے جواب دیئے ہیں ذرا غور سے ملاحظہ ہُوں :

۱- میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی کبھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا۔

۲- میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔

۳- جب مَیں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی

اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اُوپر معروض ہُوا تو میری مُراد کیسے ہوسکتا ہے۔

۴۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے۔ مَیں اُس شخص کو خارج از اِسلام سمجھتا ہُوں کہ وُہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی۔ اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی

(بسط البنان صفحہ ۲)

دیکھئے مولانا تھانوی صاحب اس مضمون کو بسط البنان میں خود خبیث بتا رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی جاہل، بے وقوف عقل سے کورا ہی مولانا تھانوی صاحب پر کُفر کا الزام رکھے گا۔

مولانا سردار احمد صاحب: الحمد للہ کہ مولوی منظور صاحب نے بھی میری بات کی تائید کی۔ بلکہ خود تھانوی صاحب کو پیش کرکے میرے دعوٰے پر اور رجسٹری کرا دی۔ میرا یہی دعوٰی تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت کا مضمون خبیث ہے۔ اس کا قائل اسلام سے خارج اور شانِ رسالت میں تنقیص توہین کرنے والا ہے۔ مولوی صاحب اور تھانوی صاحب نے بھی بالکل یہی کہا۔ اِسی کو اقبالی ڈگری کہتے ہیں: ؏

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضرات سامعین غور سے ملاحظہ فرمائیے:

مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک اس عبارت میں	مولوی اشرف علی صاحب کی حفظ ایمان کی ناپاک عبارت یہ ہے جس میں

توہین ہے اور یہ مضمون خبیث ہے	بحث ہے۔
غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے ایسا ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور، اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔	اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلّو، گدھے وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے۔

اَب اہلِ انصاف غور فرمائیں کہ حفظ الایمان کی عبارت کا وہی مضمون ہے کہ جس کو مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں خبیث بتارہے ہیں محض لفظی بحث میں الجھنا اہلِ علم کا کام نہیں ہے لفظی بحث کو قطعِ نظر کرتے ہوئے ہر شخص یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اِن دونوں عبارتوں کا مضمون بالکل ایک ہے ان میں کسی طرح کا معنوی اختلاف نہیں۔ ایک ہی مضمون کو دو پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے، مثلاً ایک شخص یہ کہتا ہے کہ جیسا چہرہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے ایسا چہرہ تو اُلّو اور گدھے کا بھی ہے۔ دُوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ اس چہرہ میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو اُلّو اور گدھے کا بھی ہے۔ ہر ذی عقل و منصف مزاج بلکہ دیوبندی دہابی بھی کہے گا کہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ہی مضمون ہے اور دونوں میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہے۔ حالانکہ پہلی عبارت میں لفظ ایسا اور جیسا دونوں ہیں۔ اور دُوسری عبارت میں صرف لفظ ایسا ہے جیسا نہیں ہے۔ اسی طرح حفظ الایمان کی ناپاک عبارت اور بسط البنان کی خبیث

---

[۱] حفظ الایمان میں ایسا بغیر جیسا بھی توہین کے لیے اس کی مثال۔

عبارت کا مضمون ایک ہی ہے۔ اگرچہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں۔ اور بسط البنان کی عبارت میں ایسا، جیسا دونوں ہیں۔ اتنی توضیح کے بعد بھی اگر کوئی حفظ الایمان کی عبارت میں توہین نہ سمجھے اور مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے یہ کہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں لہٰذا اس میں توہین نہیں تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پکّا دشمن اور مولوی اشرف علی کا جانی دوست ہے کہ اسکے نزدیک اشرف علی کے لیے تو ایسا بغیر جیسا توہین ہے وہاں یہ نہیں سوجھتا کہ اس میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں ہے مگر حضورِ اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ایسا جیسا دونوں ہوں تو توہین ہے۔ اور اگر جیسا نہ ہو محض ایسا ہو تو توہین نہیں ہے۔ جب اس مثال سے واضح ہوگیا کہ حفظ الایمان، اور بسط البنان دونوں کی عبارتوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ تو ایک عبارت کا حکم یقیناً دوسری عبارت کا حکم قرار پائے گا۔ تھانوی صاحب بسط البنان میں جب اسی مضمون کو خبیث بتا رہے ہیں۔ اور اس کے قائل کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں تو حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کا بھی تو یہی مضمون ہے۔ یہ مضمون بھی تھانوی صاحب کے نزدیک ضرور خبیث اور اس کا قائل ضرور خارج از اسلام ہونا چاہیے۔ اَب تھانوی صاحب کی یہ صفائی بھی کام نہیں دیتی کہ

”یہ خبیث مضمون میری مُراد نہیں، میرے دل میں بھی کبھی اس خبیث مضمون کا خطرہ نہیں گزرا۔“

اس لیے کہ تھانوی صاحب خود ہی بسط البنان میں سوال نمبر ۲ کے جواب میں

ایسے بہانوں کا رد کر گئے اور ایسے عذروں کی جڑ کاٹ گئے، کہ "جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یا بات کہے میں اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہُوں۔" دیکھئے تھانوی صاحب نے بسط البنان میں صاف صاف اپنے کفر کا اقرار کر لیا اور میرے فتوے کی تصدیق کر دی۔ ؏

مُدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حُضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کو کفر بتانا، پھر حُضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین بھی کیے جانا، اور مواخذہ کرنے پر انکار کرنا اور صاف مُکر بھی جانا یہ کافروں ہی کا طریقہ ہے۔

قادیانیوں کی جماعت بھی آپ کی جماعتِ وہابیہ ہی کی ایک شاخ ہے اُن کو دیکھیے کہ نبی کی توہین کو آپ کی طرح کُفر بھی بتاتے ہیں۔ اس کے باوجود حضرات انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام خصُوصاً حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی شانِ اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں اور توہین کرتے ہیں اور لکھ کر آپ کی طرح شائع بھی کرتے ہیں۔ اور مواخذہ کرنے پر آپ کی طرح صاف انکار بھی کرتے ہیں اور مُکر بھی جاتے ہیں۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

شرم بادت از خُدا[1] واز رسُول

مولوی منظور صاحب! اَب آپ کو معلوم ہُوا کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے بسط البنان میں اس عبارت کی کوئی صفائی پیش نہیں کی بلکہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے کُفر کا اقرار کر لیا ہے تو اس بسط البنان نے درحقیقت

---

[1] جلّ جلالہٗ، وصلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

میرے دعوے کو اور مستحکم کر دیا۔ اور میرے فتوے کی صاف صاف تصدیق کر دی۔ آپ ابھی سے اتنا گھبرا گئے کہ آپ نے یہ نہ سوچا کہ بسط البنان آپ کے لیے اور زیادہ وبالِ جان ہے۔ اس کو تھانوی صاحب کی صفائی میں پیش کرنا تھانوی صاحب کے کُفر کا کُھلا اقرار کرنا ہے، کیوں مولوی صاحب کیسی کہی؟ پھر بھی آپ مولوی اشرف علی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان کا نام لیں گے؟ ہرگز نہیں کوئی اور تاویل ہو تو پیش کیجیے! اور میری باتوں کا جواب دیجیے!

مولوی منظور صاحب : میں پہلے حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب و مضمون ظاہر کر دوں کہ مولانا نے یہ عبارت اپنی کتاب حفظ الایمان میں کیوں لکھی۔ اس کا باعث کیا ہُوا؟ اصل یہ ہے کہ زید حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز رکھتا ہے۔ مولانا تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اے زید اگر بقول تیرے حضُور کی ذاتِ مقدّسہ پر عالم الغیب کا اطلاق صحیح ہے تو اب تجھ سے دریافت طلب ہے کہ اس عالم الغیب کا اطلاق اگر اس اعتبار سے ہے، کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے کُل غیوب کا علم ہے تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اور اگر مطلق بعض غیب کے علم کے اعتبار سے ہے، تو تیرے اصُول کی بنا پر لازم آتا ہے کہ ہر بچّے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو عالم الغیب کہا جائے۔ تو اس عبارت میں دو باتوں کا بیان ہے۔ ایک یہ کہ کُل غیب سوائے خُدا کے کِسی اور کو حاصل نہیں۔ یہ تو آپ کو بھی مسلّم ہے۔ دیکھیے آپ کے اعلیٰ حضرت" خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۲

پر لکھتے ہیں، "علم ذاتی اور علم بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزّوجل کے ساتھ خاص ہے۔" اب باقی رہی دُوسری بات کہ مطلق بعض غیب کا علم ہر انسان بلکہ ہر جانور اور چوپائے بلکہ کائنات کی تمام چیزوں کو حاصل ہے، تو اس کا ثبوت بھی اپنے اعلیٰ حضرت سے سُنیے۔ ملفوظات حصّہ چہارم صفحہ، پر فرماتے ہیں:

"ہر شے مکلّف ہے حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے اور خُدا کی تسبیح کے ساتھ۔" پھر چند سطر کے بعد اُسی صفحہ پر فرماتے ہیں:

"ایک ایک رُوحانیت تو ہر ہر نبات، ہر ہر جماد، کے متعلّق ہے اُسے خواہ اُس کی رُوح کہا جائے یا کچھ اور وہی مکلّف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ، حدیث میں ہے، مَامن شیءٍ الا ویعلم انی رسول اللہ الامردۃ الجن والانس۔ کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو، سوائے سرکش جن اور انسانوں کے۔"

خاں صاحب کی ان دونوں عبارتوں میں تصریح ہے کہ کائنات کی ہر چیز خُدا و رسُول (جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر ایمان رکھتی ہے۔ اور اللہ عزّوجل اور اس کی صفات اور رسُول (علیہ السّلام) غیب ہیں۔

بلکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب (علیہ الرّحمہ) نے ایک صاحبِ کشف کے گدھے کا قصّہ نقل کیا ہے، "ایک گدھا ہے اور اُس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی کسی دُوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اُس گدھے سے پُوچھا جاتا ہے، گدھا ساری مجلس میں دَورہ کرتا ہے جس

کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سرٹیک دیتا ہے۔"

خاں صاحب نے اِس قصّہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس گدھے کو کشف تھا۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصّہ چہارم صفحہ ۱۱۔ آپ اپنی طرف سے عبارت حفظ الایمان میں لفظ جیسا نکال کر توہین کے معنے کیوں پیدا کرتے ہو۔ دیکھیے یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ آپ کو کسی طرح کے کلام کی اس میں گنجائش نہیں ہے جو مضمون حفظ الایمان کی عبارت کا ہے وہ مضمون بعینہٖ آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں ہے۔ مگر بے حیائی اور بے شرمی کا میرے پاس کیا علاج ہے۔ ع

بے حیا باش ہرچہ خواہی کُن

مولانا سردار احمد صاحب : آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان کی عبارتیں پیش کی تھیں۔ جب میں نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کر دیا کہ بسط البنان اُنکی صفائی کا کوئی کلمہ پیش نہ کر سکی، بلکہ بسط البنان نے تو مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر اقراری ڈگری کر دی ہے۔ تو آپ نے میری اس تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ درحقیقت بسط البنان میں مولوی اشرف علی صاحب نے اپنے کفر کا اقرار کیا ہے۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

مولوی منظور صاحب! دیر نہ کیجیے، مجمع کے سامنے علانیہ تھانوی صاحب

کے کفر کا اقرار کر کے توبہ کیجیے تاکہ دُوسری بحث شروع ہو، اور آپ نے اس دفعہ پھر اپنی پہلی تقریر کا اعادہ کیا ہے اور میری تقریر کا جواب نہیں دیا ہے۔ مولوی صاحب! وقت قیمتی چیز ہے، اسے ضائع نہ کیجیے جواب دیجیے یا صاف صاف تھانوی صاحب کے کُفر کا اقرار کیجیے۔ جن باتوں کا ردّ کر دیا ہے اُس کے اعادہ کا کوئی حاصل نہیں ہے۔ مجمع بخوبی آپکی کمزوری کا احساس کر رہا ہے۔ مبحث تو یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علم شریف کو جیسا بچّوں اور پاگلوں بلکہ جانوروں اور چوپایوں کا علم بتایا ہے۔ اور یہ توہین و کُفر ہے۔ آپ اس کو تو چھُوتے بھی نہیں بلکہ ایک غیر متعلق بحث کر کے اپنا وقت گزارنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے آپ کی غرض محض یہ ہے کہ کسی صورت سے مبحث توہین بچ جائے اور مولوی اشرف علی کے کُفر پر پردہ پڑا رہے۔ آپ تو تھانوی صاحب کے وکیل بننے کے مدعی ہیں۔ خود آپ کا مؤکّل اس کے جواب سے ہمیشہ عاجز رہا۔ آپ بے چارے کیا کریں گے۔ آپ عجز کا اقرار کریں یا نہ کریں مجمع ضرور آپ کے عجز کو اچھی طرح محسوس کر رہا ہے۔ باقی رہا آپ کا اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ کی خالص الاعتقاد[1] کی عبارت پیش کرنا تو وُہ اس مبحث سے بالکل غیر متعلّق ہیں۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا علم غیب اللہ عزّ وجل کے علمِ غیب کے برابر ہے اس میں آپ کا گفتگو کرنا آپ کے عجز کی کھُلی دلیل ہے۔ اور آپ نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے صاحب کشف گدھے کا واقعہ نقل کیا تو اُس سے حفظ الایمان کی عبارت کو کیا فائدہ پہنچا؟

---

[1] اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز نے مسئلہ علم غیب کے متعلق بڑی گہرائی سے تحقیق فرمائی ہے۔

ملفوظات میں یہ مضمون کہاں ہے؟ کہ " بعض علوم غیبیہ میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو گدھے کو بھی حاصل ہے۔" جب اس میں یہ مضمون نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کلام آپ کو کیا مفید ہے۔ مولوی صاحب آپ اتنا گھبرا جاتے ہیں کہ بالکل بے متعلق کلام کو اپنی دلیل سمجھنے لگتے ہیں اور آپ کو مجمع کے سامنے مسجد میں علانیہ جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی! اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی کس کتاب میں وہ مضمون ہے جو کہ حفظ الایمان میں ہے۔ دیکھیے آپکا جھوٹ مجمع کے سامنے ظاہر ہوا جاتا ہے آپ کہتے ہیں کہ حفظ الایمان میں لفظ جیسا نکال کر توہین کے معنے کیوں پیدا کرتے ہو؟

مولوی صاحب! میں نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بغیر جیسا بھی توہین کیلئے ہے۔ آپ نے میری اس تقریر کا جواب نہ دیا، بلکہ اپنی رد کی ہوئی بات کو دوبارہ بیان کیا۔ یہ آپ کے فرار کی روشن دلیل ہے۔ لیجیے میں اپنے مدعی کی وضاحت کے لیے ایک اور مثال پیش کرتا ہوں، کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرف علی کی بعض علوم میں کیا تخصیص ہے ایسا علم تو پاگلوں اور جانوروں اور گدھوں کو بھی ہے۔ کوئی دیوبندی اس کے جواب میں کہے کہ اس عبارت میں مولوی اشرف علی کی توہین ہے۔ اس لیے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جیسا علم مولوی اشرف علی کو ہے ایسا علم پاگلوں، جانوروں اور گدھوں کو بھی ہے۔ وہ کہنے والا[1] یہ تاویل کرے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے

---

[1] وہابیہ کی تاویل خود وہابیہ کو مقبول نہیں۔

لفظ جیسا نہیں ہے تم خواہ مخواہ لفظ جیسا کو اپنی طرف سے نکال کر توہین کے معنے پیدا کرتے ہو۔ تو کیا دیوبندی اُس کی یہ تاویل سُن لیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو اس ناپاک عبارت حفظ الایمان میں تم ایسی تاویل کیوں گھڑتے ہو؟ جو کہ تمہارے نزدیک بھی مقبول نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اے وہابیو! تمہارے دل میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعظیم ہی نہیں کہ تمہیں توہین سُوجھے۔

آپ نے جو اس وقت تقریر کی ہے اُس پر میرے یہ سوالات وَارد ہوتے ہیں، اِن سَب کے جوابات دیجیے! ابھی آپ کی رہی سہی لیاقت کھُلی جاتی ہے:

۱۔ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں توہین ہے یا نہیں؟

۳۔ کیا اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ نے کہیں یہ لکھا ہے کہ "حضور کے علم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بچّے اور ہر پاگل اور گدھے وغیرہ کو بھی حاصل ہے" (العیاذ باللہ)۔ اگر آپ میں صداقت و راستبازی کا شائبہ بھی ہو تو بہت جلد اعلیٰ حضرت قبلہ کی عبارت پڑھیے!

۴۔ حفظ الایمان میں زید کا یہ اصُول کہاں لکھا ہے کہ جِس کو مطلق غیب کا علم حاصل ہو اُس پر عالم الغیب کا اطلاق ہو گا، ذرا وُہ عبارت پڑھ کر سُنائیے!

۵۔ حکم اور اطلاق میں کیا فرق ہے؟ جس عبارت میں توہین ہے اُس

عبارت میں حکم کا ذکر ہے یا اطلاق لفظ عالم الغیب کا!

۶۔ اَلنَّبِیُّ[1] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یاتیہ علم الغیب۔ فعلم[2] علم الاوّلین وَالاٰخرین وَمَا کَانَ وما یکون فعلمت[3] مَا فِی السَّمٰوٰت وَالارض۔ گرچہ[4] ہر غیبے خدا مارا نمود

ان چاروں مثالوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر حکم ہے اور یقیناً ہے تو مولوی اشرف علی کی دلیل سے اس حکم کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

۷۔ سائل نے سوال میں عقیدہ دریافت کیا ہے یا محض اطلاق لفظ۔ ان سب سوالات کے جوابات اگر آپ دے دیں تو آسانی سے آپ کے اور ہمارے نزاع کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجمع عام میں علانیہ اقرار کریں گے کہ واقعی مولوی اشرف علی صاحب کی اس ناپاک عبارت میں کھلی توہین ہے۔ مگر انصاف شرط ہے۔ آپ میری تقریر کا جواب نہیں دیتے بلکہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت گزارتے ہیں۔ اپنی اس عادت کو ترک کیجیے اور میرے سوالات کے جوابات دیجیے اور کوئی اور تاویل ہو تو پیش کیجیے!

مولوی منظور صاحب: آپ اپنی تقریر میں یہ ضرور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی تقریر کا جواب نہیں دیا ہے، حالانکہ میں نے جواب دیا آپ کی ہر بات کا۔ مولوی صاحب آپ کی عقل بڑی ہے یا بھینس۔ آپ میں ذرا بھی حیا و شرم نہیں۔ آپ کی مثال تو اُس عورت ہے جس کو اُس کے خاوند

---

[1] جیسا کہ تفسیر خازن و تفسیر معالم میں ہے۔ [2] جیسا کہ امام علامہ ابن حجر مکی نے ام القریٰ کی شرح افضل القریٰ میں تحریر فرمایا۔ [3] صحیح ترمذی شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے۔ [4] مثنوی شریف میں ہے۔

نے بہت مارا۔ اور پھر بھی اُس عورت نے کہا مَیں نہ ہاری۔ اس طرح تو آپکو قیامت تک ہرانا مشکل ہے۔ آپ کسی طرح ہار نہیں سکتے۔ یہ لیجیے مَیں آپ کے سوالات کے جوابات دیتا ہُوں :

حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔[1] اگر اس عبارت میں ایسا کے معنے تشبیہ کے ہوتے، تو مَیں بھی اس کی تصدیق کرتا کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے اور کفر ہے بلکہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اتنا اور اس قدر کے ہیں یعنی ایسا بیان مقدار کے لیے ہے۔ دیکھیے اُردو کے مشہور و معروف ادیب امیر مینائی مرحوم اپنی مشہور کتاب " امیر اللغات جلد دوم کے صفحہ ۳۰۲ پر لفظ ایسا کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ایسا (معنے) اتنا، اس قدر۔ فقرہ ایسا مارا کہ اَدھ موا کر دیا۔ ؎

اُس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف و صاف
زنا پر گمان ہے موجِ شراب کا (برقؔ)

اس کے بعد اسی لفظ ایسا کے تین معنے اور لکھے ہیں، جن کا پڑھ کر سُنانے کی چنداں حاجت نہیں اس کے علاوہ اہلِ زبان برابر اپنے محاورات میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ اُس کی قدرت کو کسی قدرت سے تشبیہ دینا مقصود ہوتا ہے ؟ ایسے ہی اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنے[2] اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ ہاں ایسا تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے مگر اس

---

[1] فاضل تالیفی کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں اگر 'ایسا' تشبیہ کے لیے ہو تو توہین اور کفر ہے۔
[2] فاضل تالیفی کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہیں۔

وقت اس کے ساتھ لفظ جیسا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا ہے اور جیسا نہیں ہے۔ لہٰذا اُس میں ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ لفظ جیسا نکال کر آپ نے اپنی مکاری کا ثبوت دیا ہے اور خائب و خاسر ہونے کا سامان مہیا کر لیا ہے۔

تھانوی صاحب کی یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ اس عبارت کی توضیح میں پہلے کر چکا ہوں البتہ ایسا کے ساتھ جیسا بھی ان کی عبارت میں ہوتا تو ہم بھی خود اقرار کرتے کہ اس عبارت میں توہین ہے اور تھانوی صاحب پر آپ کا فتویٰ صحیح و درست ہے۔

یہ آپ کی خوش فہمی ہے کہ آپ مولانا پر خواہ مخواہ توہین کا الزام لگاتے ہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب : یہ آپ کی تہذیب ہے کہ آپ نے لچھے دار گستاخی کے الفاظ اور توہین آمیز کلمات سے مجھے یاد کیا ہے۔ ایسی فحش کلامی آپ ہی کو مبارک۔ آپ مجھے جو چاہیں گالی دیں میں برداشت کرنے کو تیار ہوں مگر آقائے دو عالم نورِ مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گالیاں دینے سے باز رہیں آپ کے پیشواؤں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جو مُنہ بھر گالیاں دی ہیں، اور طرح طرح کی توہینیں اور گستاخیاں لکھ کر دُنیا میں شائع کی ہیں اُس سے آپ سچے دل سے توبہ کر لیں۔ بس میرا اصل مطالبہ یہی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ "مَیں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا ہے"۔ لِلّٰہ انصاف!

خُدائے عزّ و جل کا خوف کیجیے، مسجد ہے جھُوٹ نہ بولیے۔ دیکھیے آپ نے تھانوی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان پیش کی تھی مَیں نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ بسط البنان نے مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر اقراری ڈگری کر دی۔ آپ نے اس کا قطعاً جواب نہ دیا، اور مجمع نے بھی اسے بخوبی سمجھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے حاضرینِ جلسہ کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز کے کلام کو صفائی میں پیش کیا۔ اس کا مَیں نے رَدّ کیا اور ثابت کر دیا کہ اعلیٰحضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز کے کلام کو حفظ الایمان کی ناپاک عبارت سے کوئی تعلُّق نہیں۔ لہٰذا اسے پیش کرنا موضوعِ مناظرہ و مبحث سے آپ کا بھاگنا ہے۔ میری اس تقریر کا بھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور سُنیے مَیں نے آپ سے سات سوالات کیے، جن میں سے آپ نے پہلے اور دُوسرے سوال کے جواب کا نام لیا۔ اور باقی پانچ سوالات کے جوابات ہضم۔ پھر آپ کس مُنہ سے کہتے ہیں کہ "مَیں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا"۔ کیا آپ کی اصطلاح میں جواب نہ دینے کے معنے جواب دینے کے ہیں شرم! شرم!! شرم!!! آپ نے لفظ ایسا کے چند معنے بیان کرنے میں اپنا وقت بیکار گزارا۔ اس کی کیا حاجت تھی۔ یہ کون کہتا تھا کہ لفظ ایسا کے فقط ایک ہی معنیٰ تشبیہ کے آتے ہیں۔ ہر اُردُو خواں جانتا ہے کہ ایسا کہیں تشبیہ کے لیے آتا ہے، کہیں بیانِ مقدار کے لیے، کہیں توصیف کے لیے لیکن یہاں بحث صرف اِتنی بات پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ

ایسا کس معنے کے لیے ہے میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ ایسا یہاں بیانِ مقدار کے لیے ہے یعنی ایسا کے معنے[1] اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں توہین پھر بھی باقی رہی۔ بلکہ اور زیادہ واضح اور روشن ہو گئی سنیئے میں حفظ الایمان کی عبارت پڑھتا ہوں "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔" تو اب ہر ایک اردو خواں اپنے ایمان والے دل سے فتوٰے لے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کیسی صریح توہین ہے۔ اس عبارت کا اب صاف یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے جتنا بچوں پاگلوں جانوروں، چوپایوں کا۔ وَالعیاذ باللّٰہ من ذٰلِك۔

یہ فرقہ وہابیہ ہی کی خصوصیت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں ایسی صریح توہین کرتے ہیں اور مُنہ بھر کر کھُلی گالی دیتے ہیں۔ آپ نے تاویل کی تھی کفر سے بچنے اور بچانے کے لیے۔ مگر آپ کی تاویل سے توہین اور دوبالا ہو گئی۔ یہ سب آپ کی بے حیا وہابیت کے جلوے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہابیت پر کُفر عاشق ہے۔ اب باقی رہا آپکا یہ فقرہ کہ "اللّٰہ تعالیٰ ایسا قادر ہے۔" اس میں واقعی لفظ ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ لیکن اس فقرہ کو حفظ الایمان کی عبارت سے کیا نسبت، یہ

[1] عبارت حفظ الایمان میں اگر ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہوں تب بھی توہین باقی رہتی ہے۔

اس کی نظیر نہیں بلکہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر اسی فقرہ کی اس طرح ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب جیسا گستاخ وبے ادب شخص کہے کہ "اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدّسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مُراد کُل قدرتیں ذاتی اور عطائی ہیں یا بعض اگر بعض قدرتیں مُراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید وعمر بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کُل قدرتیں مُراد ہیں تو یہ عقلاً ونقلاً باطل ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالےٰ کے لیے قدرت ذاتی ہے قدرت عطائی نہیں۔" اس عبارت میں بتائیے کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟ جناب نے ایک نیا قاعدہ یہ بیان کیا ہے کہ لفظ ایسا کے ساتھ جب تک لفظ جیسا نہ ہوگا تو ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہوگا اور توہین نہیں ہوگی۔ آپ اُردُو کے[1] محاورہ سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں اولاً یہ بتائیے کہ یہ قاعدہ کس نے لکھا ہے؟ ثانیاً اگر آپ کی بات مان بھی لی جائے تو ایسا کے تشبیہ ہونے کے لیے جیسا ایک لفظی قرینہ ہے جبکہ حرفِ تشبیہ کے محذوف ہونے سے تشبیہ کے معنے باقی رہتے ہیں مثلاً کوئی کہے زید شیر ہے یعنی شیر جیسا بہادر ہے تو ایک لفظی قرینہ کے حذف ہونے سے کیسے تشبیہ کے معنے جاتے رہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ جیسا کے علاوہ کوئی اور قرینہ تشبیہ کا موجود ہو جیسا کہ یہاں پر ہے، یعنی تخصیص کی نفی اور شرکت کا اثبات ثالثاً آپ کے مدرسہ دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں صفحہ ۱۱۱ پر اسی ناپاک

---

[1] فاضل تالیفی کی اُردو کے محاورہ سے جہالت۔

عبارت کی بحث میں لکھا ہے " لفظ ایسا تو تشبیہ کا کلمہ ہے"۔ آپ نے بیان کیا کہ ایسا بغیر جیسا تشبیہ کے لیے نہیں آتا۔ اور آپ کے دیوبند کے صدر[1] بتا رہے ہیں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کا ہے۔ حالانکہ یہاں لفظ جیسا نہیں ہے۔ تو بتائیے کہ آپ دونوں میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا؟ رابعاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کا علم جانوروں، چوپایوں کے علم ایسا ہے کہیے کہ اس میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس پر کیا قرینہ ہے اور اس میں مولوی اشرف علی کی توہین ہے کہ نہیں؟ اگر کہو ہے تو اس میں لفظ ایسا کے ساتھ لفظ جیسا نہیں ہے۔ اور اگر کہو نہیں تو کیا آپ بطیبِ خاطر اجازت دیتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کو اسی طرح لکھ کر چھاپا کریں آپ کو اور آپ کے کسی دیوبندی کو ناگوار تو نہیں ہوگا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ " اگر اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے"۔ آپ کے دیوبند کے صدر بیان کرتے ہیں کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے جیسا کہ گزرا۔ اور سنیے الشہاب الثاقب کے صفحہ ۱۱۳ پر ہے۔ "غرض سیاقِ عبارت اور سیاقِ کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے"۔ انصاف کیجیے آپ بیان[2] کرتے ہیں کہ ایسا تشبیہ کا ہو تو توہین ہے اور کفر ہے۔ آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد بتا رہے ہیں کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے تو جو معنے دیوبند کے صدر بتا رہے ہیں اُس کی بنا پر آپ نے مولوی اشرف علی کے کافر

---

[1] صدر دیوبند کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ [2] مولوی منظور کا اقرار کہ جو معنی ایسا کے صدر دیوبند نے بیان کیے ہیں اس معنی کی بنا پر اشرف علی کافر ہے۔

ہونے کا اقرار کر لیا۔ کہیے مولوی منظور صاحب کیا رائے ہے؟

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری - آپ پر حجت تمام ہوگئی۔ مجمع میں علانیہ تھانوی صاحب کے کفر کا اقرار کیجیے اور توبہ کیجیے تاکہ دوسری بحث شروع ہو دیکھیے میرے سات سوالات پہلے تھے اور سات یہ ہیں:

۱۔ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا اگر اتنا اور اس قدر کے معنے میں ہے تو اس سے توہین ہوئی یا نہیں؟

۲۔ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کے متعین ہونے پر کیا دلیل ہے؟ بیان کیجیے!

۳۔ اس عبارت میں ان الفاظ سے کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے"۔ صراحتاً تخصیص کی نفی اور شرکت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسا کے معنے تشبیہ متعین ہونے پر یہ صریح قرینہ ہے یا نہیں؟

۴۔ "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے"۔ یہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر ہے یا نہیں؟

۵۔ تھانوی صاحب جیسے گستاخ کا فوٹو[1] عبارت حفظ الایمان کی نظیر ہے یا نہیں؟

۶۔ اور اس فوٹو میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی توہین ہے یا نہیں؟

۷۔ اس فوٹو پر دستخط کیجیے! اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی اشرف علی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا (اتنا) اور (اس قدر) علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی

---

[1] اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مراد کل قدرتیں ہیں ذاتی اور عطائی یا بعض اگر بعض قدرتیں مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و عمر بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اگر کل قدرتیں مراد ہیں تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لیے قدرت ذاتی ہے قدرت عطائی نہیں۔

حاصل ہے۔ اور چار سوال میری تقریر میں صراحۃً ہیں اور چار ضمناً ہیں۔
یہ پندرہ سوالات ہوئے۔ ان سوالات کے اور پہلے سوالات کے جوابات دیجیے!

مولوی منظور صاحب : میں نے بہت مناظرین کو دیکھا مگر آپ
جیسا بے حیا و بے شرم کسی کو نہ دیکھا۔ میں آپ کی تقریر کا جواب دیتا ہوں
مگر آپ نہایت بے حیائی و بے شرمی سے اپنی ہر تقریر میں یہ ضرور کہتے
ہیں کہ میں نے آپ کی تقریر کا جواب نہیں دیا۔ میرا ایمان ہے کہ میرے
آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کرنے والا یقیناً کافر ہے۔ آپ نے اس دفعہ
مولوی اشرف علی صاحب کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے، کہ " مولوی
اشرف علی صاحب کا علم جانوروں، چوپایوں کے علم ایسا ہے۔" جو شخص ایسے
الفاظ مولوی اشرف علی صاحب کی شان میں کہے وہ بے ادب ہے گستاخ
ہے اُس کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ اور میں نے یہ عرض کیا
تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا بمعنے اتنا اور اس قدر ہے۔ آپ
اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس صورت میں بھی توہین باقی رہتی
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اب توہین نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ
حفظ الایمان کی اس عبارت میں یہ بحث ہی نہیں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم
کو کس قدر علومِ غیبیہ عطا فرمائے گئے تھے اور کوئی دوسرا ان میں آپ کا
شریک ہے یا نہیں۔ بلکہ تھانوی صاحب کا مدعا صرف یہاں پر یہ ہے
کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں۔ اور اس
پر دو دلیلیں قائم ہیں۔ دوسری دلیل میں اس جگہ گفتگو ہے، اس کی میں

توضیح پہلے کر چکا ہوں - آپ نے جو مولوی اشرف علی صاحب کی مثال دستخط کرنے کے لیے پیش کی ہے - اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی سخت توہین ہے - بے وقوف و جاہل ہے وُہ شخص جو کہ مولانا تھانوی صاحب کی اس طرح توہین کرے - دیکھیے عبارت حفظ الایمان کی نظیر میں بیان کرتا ہوں - فرض کیجیے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا فیاض ہے ہزاروں محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے - اب کوئی احمق کہے کہ میں اس بادشاہ کو رازق کہوں گا - اس پر کوئی دُوسرا شخص مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہی کو فرض کر لیجیے یہ کہے کہ تم جو اس شخص کو رازق کہتے ہو تو اس اعتبار سے کہتے ہو کہ ساری مخلوق کو رزق دیتا ہے یا اس اعتبار سے کہ وہ بعض مخلوق کو رزق دیتا ہے - اگر کہو کہ کُل مخلوق کو رزق دینے کی وجہ سے ہے تو یہ یقیناً باطل ہے - اور اگر کہو کہ بعض مخلوق کو رزق دینے کے اعتبار سے تو اس میں اُس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے ایسا رزق دینا تو غریب سے غریب انسان بلکہ ہر جانور اور چوپایہ (مُرغی، اُلّو، گدھا، بندر وغیرہ وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے - تو چاہیے کہ ان سب کو رازق کہا جائے - غور کیا جائے کہ اس مثال میں اُس فیاض بادشاہ کی کہاں توہین ہوتی ہے؟ مولوی صاحب! مجھے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے اِس لیے محبت ہے کہ وُہ متبعِ سُنّت ہیں - آپ کیا جانیں کہ وُہ کیسے مقدس بزرگ ہیں - دیکھیے عبارت حفظ الایمان بالکل بے غبار ہے - مَیں صبح سے اس کی توضیح کر رہا ہوں مگر آپ معلوم ہوتا ہے کسی طرح تسلیم کرنے والے

نہیں ہیں۔ اب اس کا میرے پاس کیا علاج ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب : وہابیہ کے فرقہ میں آپ کی بہت شہرت سُنا کرتا تھا تو کیا آپ کی شہرت کا سب سے بڑا یہی سبب ہے کہ آپ سوالات کی طرف متوجّہ نہیں ہوتے۔ اور محض اِدھر اُدھر کی باتوں میں اپنے وقت کو پورا کرنا جانتے ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ثم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مجمع پر ظاہر ہوگیا کہ آپ میرے سوالات کے جوابات سے عاجز و قاصر ہیں۔ پھر آپ کا بار بار یہ کہنا کہ عبارت حفظ الایمان بالکل بے غبار ہے۔ یہ جُملہ میرے جملہ سوالات کا جواب نہیں ہے اور نہ آپ کے صرف یہ کہہ دینے سے بے غبار ہو سکتی ہے۔ آپ نے پہلے بیان کیا کہ لفظ ایسا کے ساتھ لفظ جیسا نہ ہو تو وہاں ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہوتا۔ مَیں نے آپ کی اس بات کا رَد کیا، اور مجمع کے سامنے ثابت کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے، اور اس میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین وگستاخی ہے مگر آپ نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے اس کا کھُلا اقرار نہ کیا اب جو مَیں نے مولوی اشرف علی صاحب کے بارے میں ایسا بغیر جیسا کی مثال پیش کی، تو آپ بلکہ آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ جو آپ کے ساتھ ہے بے چینی میں ہے۔ آپ نے نہایت جوش میں آکر کہا کہ اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ حالانکہ اس مثال میں لفظ ایسا ہے اس کے ساتھ لفظ جیسا نہیں ہے۔ یہاں پر آپ نہ کوئی عذر سُنتے ہیں۔ اور نہ ایسا بغیر جیسا کا قاعدہ یاد رکھتے ہیں۔ بات کیا ہے، بات یہ ہے کہ آپکی تمام جماعت وہابیہ

کا ایمان مولوی اشرف علی پر ہے۔ اِسی لِیے مولوی اشرف علی کے بارے کلمہ گستاخی سُننا آپ کو بلکہ تمام وہابیہ کو ایک منٹ کے لِیے بھی گوارا نہیں ہے۔ مگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے پیشواؤں نے کھُلی توہینیں اور گالیاں اور گستاخیاں لکھ لکھ کر دُنیا میں شائع کیں یہ آپ کو بالکل ناگوار نہیں گزرا۔ آپ محض حاضرینِ جلسہ کو مغالطہ میں ڈالنے کے لِیے بار بار یہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور فتوٰی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ کیا یہ فتوٰی اَوروں کے لِیے ہے؟ آپ کے پیشوا جو چاہیں حضورِ پُرنور، شفیعِ یوم النّشور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ کریمی میں گالیاں بکیں (نعوذ باللّٰہ) گُستاخیاں کریں، توہینیں کریں اُن کے لِیے نہیں ہے۔ کاش! آپ کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوتا تو آپ ہرگز آج حضورِ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کرنے والے کی حمایت میں نہ آتے! اُدھر تو آپ کہتے ہیں کہ مدینہ طیّبہ کی خاکِ پاک کی توہین کرنے والا کافر ہے، اور اِدھر وُہ شخص جو حُضور عَلَیہِ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے لِیے پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کا ساعلم بتاتا ہے اُسے آپ اپنا پیشوا اور رہنما تصوّر کرتے ہیں۔ یہ دورنگی چال چھوڑیئے اور کُفر سے توبہ کیجیے! آپ نے اس دفعہ جو بادشاہ کی مثال پیش کی ہے تو وُہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر نہیں۔ اس لیے کہ آپ نے خود بیان کیا کہ بعض علمِ غیب ہر مخلوق کو حاصِل ہے۔ مگر عالم الغیب کا اطلاق مخلوق پر نہیں کیا جاتا، تو کیا آپ اور آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک

ہر مخلوق جانور، چوپایہ، گدھا، اُلّو، مرغی، بچھیا، کتیا وغیرہ وغیرہ بعض مخلوق کو رزق دیتی ہے۔ محض لفظ رازق کا اطلاق ہی منع ہے۔ شرم!

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہاں تھانوی صاحب جیسا گستاخ اگر یوں کہے کہ اگر بعض احسانات مُراد ہیں تو اس میں اس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے ایسا احسان کرنا تو زید و عمر بلکہ بچوں، پاگلوں، جانوروں چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے اس میں بیشک اُس بادشاہ کی توہین ہے۔ میں نے مولوی اشرف علی صاحب کا ایک فوٹو دستخط کے لیے پیش کیا تھا اُس پر آپ نے دستخط نہیں کیے اور آپ نے کہا کہ اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ آپ زبان سے صراحۃً توہین کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر آپ کے انکار سے مجمع پر روشن ہوگیا کہ درحقیقت آپ کے نزدیک بھی عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے۔ مگر شرم کے مارے آپ اس کا اقرار نہیں کرتے۔

مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ :	حضرات! مولوی منظور صاحب کہتے ہیں
حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت میں	کہ اس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے۔	کی توہین ہے۔
"اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس	"اگر بعض علوم مُراد ہیں تو اس میں مولوی
میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا (اتنا اور	اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا
اِسقدر) علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی	(اتنا اور اِسقدر) علم تو زید و عمر بلکہ ہر
(بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات	صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات

وبہائم (بچھیا، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔

وبہائم (بچھیا، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔

مولوی صاحب! آپ کے نزدیک پہلی عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین کیوں ہے؟ اسی لیے کہ اُس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کے علم کو بچوّں اور پاگلوں، جانوروں اور چارپایوں کے علم کے برابر بتایا گیا ہے۔ (کہ ایسا آپ کے قول کی بناء پر اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے) اب ذرا حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کو بھی دیکھیے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں لکھی گئی ہے۔ اُس میں بھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوّں، پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے علم کے برابر بتایا گیا ہے کیا اس میں آپ کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں؟ آپ کے دل میں ایمان ہو تو توہین سوُجھے؟ بے ایمانوں کو کیا سوُجھے۔

شرم بادت از خدا[1] و رسوُل

حاضرینِ جلسہ پر واضح ہو گیا کہ میرا فتوےٰ صحیح ہے اور عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے۔ آپ نے صبح سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، مگر اس ناپاک عبارت کی صفائی میں کچھ پیش نہ کر سکے۔ جب خود مولوی اشرف علی صاحب ہمیشہ ہمیشہ اس سے عاجز رہے تو آپ بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔

اس مرتبہ آپ نے مولوی اشرف علی کی سوانح عمری پیش کرنی شروع کر دی۔ آپ ان کی حالتِ زار کو ہمارے سامنے پیش کیا کرتے ہیں ہم اُن کو

---

[1] جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خوب جانتے ہیں۔ یہ وُہی تو ہیں جنہوں نے اَپنے ایک مُرید کو اپنا کلمہ پڑھنے کی ترغیب دلائی۔ پہلے تو اُس نے خواب ہی میں لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ اشرف علی رَسُوْل اللہ کہا تھا۔(العیاذ باللہ) پھر بیداری میں بھی دن بھر یہی کلمہ پڑھا اور اشرف علی کو رسُول اللہ کہا۔ پھر درُود شریف کو یوں پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدنا و نبیّنا وَ مَولانا اشرف علی۔ اس پر آپ کے تھانوی صاحب نے اُس مُرید کو نہ کچھ سرزنش کرتے ہیں نہ زجر و توبیخ کرتے ہیں بلکہ بجائے اِس کے اُس کو تسلّی دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجُوع کرتے ہو وُہ (اشرف علی) متّبع سُنّت ہے۔کیا جو شخص اپنا کلمہ پڑھوائے، اَپنے کو رسُول اللہ کہلوائے، آپ ایسے ہی کو بزرگ اور متّبعِ سُنّت کہتے ہیں ایسا بزرگ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ اور آپ کے بھائی قادیانیوں ہی کو مُبارک ہو!

مولوی اشرف علی صاحب نے نہ صرف اُس مُرید کو بلکہ تمام مُریدوں کو جسارت و جراَت دلائی۔ وُہ کون مُرید ہے جو پیر کے متّبع سُنّت ہونے کی تسلّی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مُرید مولوی اشرف علی کو نبی اور رسُول کہا کریں اسی لیے اس واقعہ اور جواب کو چھاپ کر مُریدین میں شائع کیا تاکہ اور مُرید بھی اس راستہ پر آئیں۔

وَحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

مولوی منظور صاحب: مَیں نے مولانا اشرف علی صاحب کے متعلق کہا کہ وُہ متّبع سُنّت ہیں۔ آپ کو بہت بُرا معلوم ہُوا، حتّٰی کہ آپ نے اُن کے ایک

مُرید کا واقعہ بھی نقل کیا جس سے آپ کا مقصود مولانا تھانوی صاحب پر اعتراض کرنا ہے، حالانکہ اگر آپ نے اُس واقعہ کو خود سوچا ہوتا تو آپ کو اُسی میں اعتراض کا جواب بھی مل جاتا۔ دیکھیے اصل واقعہ یہ ہے:

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ پڑھتا ہوں لیکن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ کی جگہ "حضور کا نام" لیتا ہوں اِتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دِل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے "رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کے اَشرف علی نکل جاتا ہے۔" حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے، لیکن اِتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ مَیں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقّت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری۔ اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا، لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وُہ اثر ناطاقتی بدستور تھا، لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا، لیکن حالتِ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا، تو اس بات کا ارادہ ہُوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جاوے، اس واسطے

کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دُوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف پڑھتا ہُوں، لیکن پھر بھی یہی کہتا ہُوں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدنا وَنَبِیّنا وَ مَولانا اَشرف عَلی۔ حالانکہ اَب بیدار ہُوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہُوں مجبُور ہُوں زبان اپنے قابو میں نہیں اُس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دُوسرے روز بیداری میں رقّت رہی خُوب رویا" اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضُور کے ساتھ باعثِ محبّت ہیں کہاں تک عرض کروں۔"

یہ واقعہ تھا اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے یہ دیا:

" اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجُوع کرتے ہو وُہ بعونہٖ تعالیٰ متبعِ سُنّت ہے۔"

۲۴ر شوال ۱۳۳۵ھ (الامداد بابت ۸ صفر ۱۳۳۶ھ)

مولانا تھانوی صاحب کا دامن آپ کے اعتراض سے پاک ہے۔ دیکھیے اُس مُریدنے مولوی اشرف علی صاحب کا کلمہ پڑھا، اُس نے مولانا اشرف علی صاحب کو نبی اور رسُول کہا، درُود شریف پڑھتے وقت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدنا وَنَبِیّنا و مَولانا اَشرف عَلی کہا یہ سَب کچھ مجھے تسلیم ہے، مجھے اس سے انکار نہیں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اُس نے مولانا اشرف علی صاحب کو نبی و رسُول خواب کی حالت میں کہا ہے یا بیداری کی حالت میں۔ اور بیداری کی حالت میں اُس نے اپنے اختیار سے کہا ہے

یا مجبوری اور بے اختیاری کی حالت میں۔ اُس واقعہ سے ظاہر ہے کہ پہلے اُس مُریدنے مولانا اشرف علی صاحب کو رسُول خواب کی حالت میں کہا ہے، پھر بیداری کی حالت میں اگرچہ دن بھر اُس نے مولانا اشرفعلی صاحب کو رسُول کہا ہے اور اُن کو نبی کہہ کر درُود بھی پڑھا ہے مگر وُہ بے چارہ اَپنے اختیار میں نہ تھا وُہ بیان کرتا ہے کہ مَیں مجبُور تھا میری زبان میرے قابو میں نہ تھی۔ تو آپ ہی بتائیے کہ جو شخص بغیر قصد و اختیار مولانا اشرف علی صاحب یا کسی اور مولوی کو نبی رسُول کہے تو اُس کا کیا قصور ہے۔ قصُور جب ہوتا، گنہگار اُس وقت ہوتا جب زبان اُس کے اختیار میں ہوتی۔ یہ شخص خاطی ہے اور خاطی[1] پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اور خاطی کے معنے بھی آپ سمجھ لیجیے، خاطی کے معنے یہ ہیں کہ بغیر قصد و اختیار اُس کی زبان سے خلافِ شرع کلمہ نکل جائے۔ اگرچہ دن بھر ہو جیسا کہ اکثر کتب میں ہے لہٰذا وُہ مُرید بے گناہ ہے۔ باقی رہی حفظ الایمان کی عبارت تو وُہ میرے نزدیک بالکل بے غبار ہے۔ مَیں اس کی توضیح کر چکا اور آپ کے سوالات کے جوابات دے چکا۔

مولانا سردار احمد صاحب: کیا آپ کا یہ کہہ دینا کہ آپکے سوالات کے جوابات دے چکا۔ میرے جُملہ سوالات و مطالبات کا جواب ہے۔ مناظرہ کی یہ طرز آپ نے دیوبند ہی میں سیکھا ہو گا۔ شاباش دیوبند کے فاضل شاباش! مُناظرہ اِسی کا نام ہے۔ آپ اقرار کریں یا نہ کریں مگر الحمدللہ مجمع پر بخوبی واضح ہوگیا کہ درحقیقت مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان میں حضور

[1] مولوی منظور کے نزدیک جو شخص اشرف علی کو دن بھر نبی رسُول کہے اور زبان بہکنے کا عذر بیان کرے وہ بے گناہ ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے اور آپ اُس کی صفائی میں کوئی کلمہ نہیں پیش کر سکتے۔ اس دفعہ آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہنے کی یوں تجویز نکالی ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر قصد و اختیار مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ کے بجائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشرف علی رَسُول اللّٰہ ۔ کہے۔ اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَشرف علی کہے تو جائز ہے وَالعیاذ باللّٰہ من ذٰلک۔ شریعت میں تو ایسے مسائل میں زبان بہکنے کا عذر اُس وقت مسموع ہے جبکہ دو ایک حرف ہوں نہ کہ پہروں تک کفر بکے اور پھر کہے کہ میری زبان بہک گئی میرے اختیار میں نہ تھا۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے: انما یجری علٰی لسانه حرف واحد ونحو ذٰلك اما مثل هٰذه الکلمٰت الطویلة لا تجری علٰی لسانه من غیر قصد فلا یصدق۔ یعنی زبان سے ایک آدھ حرف بے قصد نکل جاتا ہے اتنے الفاظ بلا قصد نہیں نکلتے۔ لہٰذا یہ دعوٰی تسلیم نہ ہوگا۔

شفا شریف از قاضی عیاض میں ہے: لا یعذر احد فی الکفر بدعوٰی زللا للّسان۔ کفر میں زبان بہکنے کے دعوے[1] سے معذور نہ رکھا جائے گا۔ بلکہ اسی میں ہے: وافتی اَبُوا لحسن القابسی فمن شتم النّبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی سکرہ یقتل لانه یظن

[1] مسائلِ کفریہ میں زبان بہکنے کا عذر کہاں مسموع ہے اور کہاں نہیں۔

انه یعتقد هٰذا و یفعله فی صحوه - یعنی ایک شخص نے نشے کی حالت میں شانِ اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کلمۂ گستاخی کہا، امام ابوالحسن قابسی نے اُس کے قتل کا فتوٰی دیا کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے دل میں خباثت ہے اور اپنے ہوش میں ایسا بکتا تھا یعنی ہوش کے وقت چھپاتا تھا۔ نشے میں چھپانے کی سمجھ نہ رہی کھلم کھلا بک دیا۔ اسی میں محمّد بن زید سے ہے: لا یعذر احد بدعوٰی زللا للّسان فی مثل ھٰذا ایسی بات میں زبان بکنے کے دعوے پر معذور نہ رکھیں گے۔ دیکھو ائمہ نے زبان بہکنے کا عذر نہ سُنا اور یہ بھی تصریح فرما دی کہ بہکے تو دو ایک حرف نہ کہ دِن بھر پہروں تک۔ آپ نے خاطی کے معنے غلط بیان کیے ہیں۔ آپ اور آپ کی پیٹھ پر جتنے دیوبندی وہابی مولوی بیٹھے ہوئے ہیں سب مل کر بتائیں کہ اگر کوئی گستاخ شخص مولوی اشرف علی صاحب اور اُس کے گستاخ مُرید سے سیکھ کر دن بھر کفر بکے اور پھر کہے کہ میری زبان میرے قابو اور اختیار میں نہ تھی کیا اُس شخص کا یہ عذر شرعاً مسموع ہے؟ اور کیا ایسا شخص خاطی کی حد اور حکم میں داخل ہے۔ کس کتاب میں اس کی تصریح ہے؟ زیادہ نہیں ایک ہی کتاب دکھا دو! اگر اب نہیں دکھا سکتے ہو اور یقیناً نہیں دکھا سکتے ہو، تو جاؤ قیامت تک مہلت ہے، سب وہابی دیوبند سے لے کر نجد تک جمع ہو کر مل کر ہرگز نہ بتا سکو گے۔ اچھا میری بات آپ نہ مانیں، اپنے پیشوا کی تو ضرور مانیں گے! سُنیے آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے آپ کے تمام عذروں اور تاویلوں کی

بالکل جڑ ہی کاٹ دی ہے، آپ کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صنم یا بُت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ کے رشید احمد صاحب نے تقریباً ڈیڑھ صفحہ میں اس کا جواب لکھا، جس کے آخری الفاظ یہ ہیں :

"الحاصل ان میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔"

اس کے بعد شفاء[1] شریف سے یہ عبارت نقل کی ہے :

الوجه الثانی وهو ان یکون القائل لما قال فی جهته صلی الله علیه وسلم غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقد له ولکنه تکلم فی جهته صلی الله علیه وسلم بکلمة الکفر من لعنه او سبه او تکذیبه او اضافة ما لا یجوز علیه او نفی ما یجب له مما هو فی حقه علیه الصلوة والسلام نقیصة الیٰ ان قال او یاتی بسفه من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جهته وان ظهر بدلیل حاله انه لم یتعمد ذمه ولم یقصد سبه اما لجهالة حملته علیٰ ما قاله او بضجر او سکر او قلة مراقبة وضبط للسان او عجزمة

---

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک کفری الفاظ میں زبان بہکنے کا عذر مقبول نہیں۔

وتهور فی کلامہ فحکم ھٰذا الوجہ حکم وجہ الاول القتل دون تلعثم۔ انتھٰی ملخصاً۔

ترجمہ: وجہ ثانی یہ ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں زبان کھولنے والے نے جبکہ گالی اور گستاخی کا قصد نہ کیا ہو اور وُہ نہ اس کا معتقد ہو لیکن شانِ اقدس میں اس نے کلمۂ کفر کہا ہو لعنت یا دشنام یا تکذیب یا ان کی طرف ایسی چیز کی نسبت کی جو آپ پر جائز نہیں یا ایسی چیز کی نفی جو آپ کے لیے واجب ہے غرض کوئی بات جو حضور کے حق میں نقص ہو (الیٰ ان قال) یا کوئی گستاخی کی بات کہی یا بُرا کلام کہا یا کسی طرح کی دشنام دی تو اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلّت نگہداشت اور زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے یا بے پروائی یا بیباکی کی وجہ سے اس سے صادر ہُوا۔ اس وجہ کا وہی حکم ہے جو درجہ اوّل کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

پس ان کلمات کفر کے لکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے[1] اور مقدور ہو، اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیے، کہ موذی گستاخ شانِ جناب کبریا تعالےٰ اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۳۰، ۳۱)

---

[1] گنگوہی صاحب کے نزدیک کلماتِ کفر بکنے والے کو قتل کرنا چاہیے اگر قدرت ہو۔

دیکھیے آپ کے پیشوا زبان کے بے قابو ہونے کا عذر نہیں سُنتے ہیں، بلکہ ایسے شخص کا حکم بر تقدیر قدرت قتل لکھ رہے ہیں۔ شفاء شریف کی عبارتِ مذکورہ کے آخری الفاظ یہ ہیں: اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ ولا بدعویٰ زلل اللسان ولا بشی مما ذکرناہ اذا کان عقلہ فی فطرتہ سلیمًا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ یعنی اس وجہ کا حکم پہلی وجہ کا حکم اس لیے ہے کہ جہالت کے سبب سے کُفر میں کسی کا عذر نہیں سُنا جائے گا۔ نہ زبان بہکنے کا اور نہ وُہ عذر جو پہلے بیان کیے ہیں بشرطیکہ اُس شخص کی فطری عقلِ سلیم ہو یعنی وُہ فطری پاگل نہ ہو لیکن وُہ شخص کہ جس پر کُفر بکنے پر اکراہ کیا جائے اُس کا عذر مسموع ہے بشرطیکہ اُس کے دل میں ایمان رہے اور کفری بات کو دل میں جگہ نہ دے۔ مولوی اشرف علی صاحب کے مُرید پر کسی نے تلوار نہ اُٹھائی تھی۔ اکراہ نہیں کیا تھا کہ تم اپنے پیر اشرف علی کو نبی اور رسُول کہو وُہ پاگل اور مجنون نہیں تھا اُس نے جنون کی حالت میں اشرف علی کو رسُول اور نبی نہیں کہا بلکہ وُہ مُرید سمجھ رہا ہے کہ میں غلطی کر رہا ہُوں اور غلطی کا تدارک بھی کرنا چاہتا ہے اور حُضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر درُود شریف پڑھنا چاہتا ہے مگر اس کی زبان سے حُضور نبیِ پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نامِ نامی اسمِ گرامی کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَف عَلی نکلتا ہے۔ آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب تو ایسے شخص پر قتل کا فتویٰ دے رہے

ہیں اور زبان بہکنے کے عذر کی جڑ کاٹ رہے ہیں، اور آپ ایسے شخص کو بے گناہ بتا رہے ہیں۔ آپ[1] جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ اس بات میں اگر آپ سچے ہیں تو آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب یقیناً جھوٹے ہیں۔ بتائیے کیا رائے ہے؟ آپ کونسی شق اختیار کرتے ہیں؟ یہ کلام تو اُس شخص کے بارے میں تھا جس نے مولوی اشرف علی کو نبی و رسُول کہا۔ اب آپکے تھانوی صاحب کی خبر لیتا ہوں۔ سُنیے اور گوش دہوش سے سُنیے، جب مولوی اشرف علی کے مُرید نے مولوی اشرف علی کو نبی و رسُول کہا اور مولوی اشرف علی صاحب سے سارا قصّہ نقل کیا تو مولوی اشرف علی کو چاہیے تھا کہ اُسے زجر کرتے اور یہ کہتے کہ تم نے مجھے نبی و رسُول کہا یہ تم نے کُفر بکا، تم نے شیطانی حرکت کی، جلد توبہ کرو۔ مگر آپ کے پیرِ مغاں مولوی اشرف علی صاحب اُسے یہ جواب دیتے ہیں کہ "اُس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجُوع کرتے ہو وُہ بعونہٖ تعالیٰ متّبعِ سُنّت ہے۔" دیکھیے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب نہ اَپنے مُرید کو کچھ تنبیہ کرتے ہیں، نہ توبہ کی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اُس کے واقعہ سے راضی ہو کر اَپنے اُس مُرید کو بلکہ تمام مُریدوں کو کُفر کی ترغیب دے رہے ہیں اور اُس کی تصویب کر رہے ہیں وُہ کون مُرید ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اُسے اس بات کی تسلّی نہ ہو کہ اس کا متّبعِ سُنّت ہے۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسُول کہے۔ والعیاذ باللہ مِنْ ذٰلِکَ۔ اَب آپ بتائیے کہ آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کُفر بَکنے والے اور زبان بہکنے کا عذر کرنے والے کے لیے منعِ شدید

---

[1] مولوی منظور صاحب اور وہابیہ کے پیشوا گنگوہی صاحب میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔

حتّٰی کہ قتل کا حکم لگا رہے ہیں۔ اور آپ کے پیرِ مغاں مولوی اشرف علی صاحب ایسے شخص کو منع تو درکنار اُسے تسلّی دے کر کفر کی ترغیب دے رہے ہیں۔ آپ[1] کے پہلے پیشوا جھوٹے ہیں یا دُوسرے؟ جس کو چاہو جھوٹا کہہ دو۔ نیز کفر پر تسلّی اور ترغیب دینا رضائے بالکفر نہیں تو اور کیا ہے اور رضا بالکفر کفر ہے۔ آپ کے گنگوہی پیشوا نے فتاویٰ[2] رشیدیہ حصّہ دوم صفحہ ۲ پر لکھا ہے:

قَال فی شَرح العقائد وشَرح القاری عَلی الفقہ الاکبر الرضاء بالکفر کفرٌ انتھیٰ۔

اور کلماتِ کفر کو ہلکا جاننا اور اُس کی پروا نہ کرنا بھی کفر ہے۔ جس شخص نے مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہا اُس نے کفر بکا، اور مولوی اشرف علی صاحب نے اُس کفر کو ہلکا سمجھا اور کچھ پرواہ نہ کی اُپنے کو نبی و رسول بننے کی اُلٹی تسلّی دی۔ مولوی اشرف علی صاحب کا حکم اپنے دُوسرے پیشوا گنگوہی صاحب سے سُنیے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصّہ دوم صفحہ ۲ پر ہے:

"اور ان سخت کلمات پر کچھ پرواہ نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے۔ الاستھانۃ بالمعصیۃ بان یعدھا ھنیئۃ و یرتکبھا من غیر مبالاۃ بھا و یجریھا مجری المباحات فی ارتکابھا کفر کذا فی شرح علیؒ علی الفقہ الاکبر"

دیکھیے آپ گنگوہی صاحب کے فتوے کی رُو سے آپ کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کفر کیا یا نہیں؟ اب سمجھنا نہ سمجھنا آپکے اختیار میں ہے۔ کفر کی حمایت سے توبہ کیجیے اور گندی گھنونی وہابیت کو چھوڑ کر سچے دینِ اسلام کو اختیار کیجیے۔

---

[1] وہابیہ کے دونوں پیشوا تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔
[2] تھانوی صاحب کا کفر گنگوہی صاحب کے فتوے سے۔

مناظرہ کے دُوسرے دن کی کیفیّت

آج کے مُناظرہ میں حفظ الایمان کی ناپاک عبارت پر ہی زیادہ گفتگو رہی۔ مولوی منظور صاحب نے اس کُفری عبارت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ایک بات بھی اُس کی صفائی میں نہ پیش کر سکے۔ جتنی لایعنی تاویلیں گھڑیں مناظرِ اہلسُنّت مولانا سردار احمد صاحب نے اُن سَب کا قاہر د باہر رَد کر دیا خصُوصاً جب مولوی منظور صاحب نے صفائی کے لیے تھانوی صاحب کی بسط البنان کو پیش کیا تو مولانا سردار احمد صاحب نے ثابت کر دکھایا کہ بسط البنان میں تو تھانوی صاحب نے خود اپنے کُفر کا اقرار کیا ہے۔ اس کا مولوی منظور صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا جس سے مجمع نے بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت اشرف علی تھانوی نے حضُور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین وگُستاخی کی ہے اور اپنے کفُر کا خود اقرار کیا ہے۔ مگر مولوی منظور صاحب شرم کے مارے مجمع کے سامنے اس کا اقرار نہیں کرتے اور حاضرین پر بخوبی واضح ہو گیا کہ وہابیہ کے نزدیک اپنے وہابی مُلّاؤں کی عزّت (العیاذ باللہ) سرکارِ دوعالم نُورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وَآلہٖ وسلّم کی عزّت سے زیادہ ہے اس لیے کہ وہابیہ اپنے مُلّاؤں کی شان میں اُدنیٰ کلمۂ گُستاخی سُننا ایک منٹ کے لیے گوارا نہیں کرتے مگر حضُور عَلیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی شانِ رفیع میں گُستاخیاں لِکھ کر شائع کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اور پبلک پر روشن ہو گیا کہ مولوی اشرف علی

نہایت گستاخ اور دجّال ہے کہ اپنے مُریدوں کو اپنی رسالت و نبوّت کی
ترغیب دیتا ہے ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ مولوی منظور صاحب
کو اس مناظرہ میں سخت ذلّت و رسوائی کا سامنا ہُوا اور مناظرِ اہلسنّت کے
سوالات کے جوابات سے عجز کا خود اقرار کیا ۔ چنانچہ اس سے ظاہر ہے :

وہابیہ کے سامنے مولوی منظور صاحب کو اپنی عاجزی و کمزوری کا اقرار کرنا پڑا

مکرّمی جناب مرزا تاجیک صاحب کا حلفیہ بیان ہے کہ آج صدرِ وہابیہ
مولوی اسمٰعیل صاحب کا چغہ مجلسِ مناظرہ میں رہ گیا تھا ۔ مَیں نہایت احتیاط
کے ساتھ خود اُسے پہنچانے گیا ۔ وہابیہ کے تمام مولوی اور اُن کے ہمراہ دیگر
جماعتِ وہابیہ حکیم عرفان صاحب کی نشست میں بیٹھے ہُوئے تھے مولوی
منظور صاحب نے علانیہ بیان کیا کہ ہم ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں جب تھانہ
بھون حضرت تھانوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں
تو وُہ فرماتے ہیں کہ تم کن خرافات میں پڑے ہُوئے ہو ۔ یہ تمام باتیں
تبلیغِ مذہب کا وقت خراب کرتی ہیں ۔ بریلی آتے ہیں تو یہاں ایسے سوالات
پیش ہوتے ہیں جن کے جوابات دینے دُشوار ہو جاتے ہیں ۔ جناب صُوفی
بشیر الدّین صاحب مبشر وہاں موجود تھے اُنہوں نے بھی یہ سُنا پھر اُنکو میں
بُلا کر اپنے ساتھ لایا اور منشی مُحمّد ابراہیم صاحب پیشکار اور حافظ محمّد جان
صاحب میلاد خواں کے سامنے مَیں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ مولوی منظور صاحب
... صُوفی بشیر الدّین صاحب نے اسکی تصدیق بھی کردی ۔

ایک عجیب و غریب حقیقت کا اِنکشاف

مولوی منظور صاحب جب بھی تھانہ بھون اپنے تھانوی صاحب کی خدمت میں جاتے ہیں تو تھانوی صاحب ان کو کہہ دیتے ہیں کہ "تم کن خرافات میں پڑے ہو یہ تمام باتیں تبلیغِ مذہب کا وقت خراب کرتی ہیں" کیوں مولوی منظور صاحب! آپ تو تھانوی صاحب کے وکیل ہونے کے مدعی ہیں کیا اسی خرافات کی وکالت پر آپ کو ناز ہے کیا اسی بنا پر لاہور کے مناظرہ میں وکیل ہونے کے مدعی تھے؟ شرم! اس خرافات کے وکالت نامہ سے وکیل بنانے والے اور وکیل ہونے والے کی سراسر لیاقت ٹپک رہی ہے، جانے دو مولوی منظور آپ کا پردہ آپ کی جماعتِ وہابیہ پر بھی کھُل گیا ہے۔ ے

کھُل گیا سب پہ ترا بھید غضب تُو نے کیا
کیوں ترے مُنہ کا کھلا چھید غضب تُو نے کیا

ایسی خرافاتی وکالت مولوی منظور تمہیں مُبارک ہو۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تھانوی صاحب خرافاتی ہیں کہ خرافات میں وکیل بنائے ہیں، اور خرافات کی وکات قبول کرنے والے مولوی منظور صاحب بھی خرافاتی ہیں۔ بات تو تھانوی صاحب کی توجّہ طلب ہے اس لیے کہ تھانوی صاحب نے سرکارِ دو عالم نُورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں صریح توہین اور کھُلی گُستاخی کی ہے یہ خرافات نہیں تو اور کیا ہے مولوی منظور بھی اسی

خرافات کی مدد کے لیے آئے۔ اسی لیے مولوی منظور نے پہلے دن اپنی جہالت سے اُمتِ مُسلمہ کے تمام علماءِ عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حتیٰ کہ حضرت محمدؐ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلکہ اللہ عزّ وجل کی بے ادبی کی اور دُوسرے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم شریف کو جانوروں چوپایوں کے علم کے برابر بتایا۔ یہ خرافات نہیں تو اور کیا ہے؟ خرافات کی مدد کرنیوالا بھی خرافاتی ہُوا کرتا ہے۔ دیکھیے مولوی منظور کے اقرار سے ثابت ہو گیا، کہ مولوی اشرف علی صاحب خرافاتی ہیں، اور خود مولوی منظُور بھی خرافاتی ہے۔ ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کیوں مولوی منظور صاحب! آپ اسی تھانوی صاحب کے وکیل ہونے کے مدعی ہیں؟ جو آپ کو خرافاتی دُوسرے لفظوں میں بکواسی اور خرافات میں وقت خراب کرنے والا بتا رہے ہیں۔ شرم! وہابیو!

مناظرہ کا تیسرا دِن

۲۲ رمحرم الحرام ۱۳۵۴ھ

پہلے دو دن کے مناظرہ میں جب مجمعِ عام نے وہابیہ کی شکست کا کئی بار مشاہدہ کیا اور اہلسنّت وجماعت کی فتح کا متعدّد بار معائنہ کیا تو بریلی کے گوشہ گوشہ میں صدائے حق بلند ہوئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مناظرہ وہابیہ دیوبندیہ تھانوی صاحب کے اِسلام ثابت کرنے سے عاجز ہے - اہلِ بریلی سُنّیوں کی فتح کی خوشخبری سُن کر جوق درجوق مناظرہ کے وقت سے بہت پہلے مناظرہ گاہ میں پہنچ گئے۔ گذشتہ روز سُننے میں آیا تھا کہ مناظرہ کے بعد مولوی منظور صاحب نے عاجز ہوکر اپنی مدد کے واسطے مولوی عبدالشکور لکھنوی اور مرتضیٰ حسن در بھنگی کو بُلوایا ہے ۔ صدر اہلسنّت مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولانا مولوی اجمل شاہ صاحب نے فرمایا کہ خُدا کرے کہ تھانوی صاحب کے بقیہ جملہ وکیل بھی آجائیں تاکہ اس مناظرہ میں اس بحث کا خاتمہ ہوجائے۔ مگر افسوس کہ ان میں سے کسی نے بھی مناظرِ وہابیہ کی چیخ و پکار پر لبیک نہ کہا اور مناظر وہابیہ کی حالتِ زار پر رحم نہ کھایا۔ علماءِ اہلسنّت وجماعت وقتِ مُناظرہ سے قبل مناظرہ گاہ میں تشریف لائے مگر وہابیہ کے مولوی آج بھی وقتِ معیّن سے تاخیر کرکے آئے۔ مجمع نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ تمام "علماءِ وہابیہ" کے چہروں پر پژ مردگی چھائی ہوئی ہے۔ خصوصًا مولوی منظور صاحب کے چہرہ پر ہوائیاں ابھی سے اُڑ رہی ہیں مولوی اسمٰعیل صاحب کی حالتِ زار خاص کر قابلِ دید ہے۔ جماعتِ وہابیہ

کے صدر ہیں مگر چھپ کر عجب انداز سے بیٹھے ہیں حاضرین نے اس صدر وہابیہ کی حالتِ زار کو اُٹھ اُٹھ کر دیکھا اور اُس کی کمزوری وعاجزی کا احساس کیا۔ وہابیہ کے پہلے صدر مولوی رونق علی صاحب نے جب اپنی ناقابلیت اور کمزوری کا خود احساس کیا تو دُوسرے دن آتے ہی صدارت سے استعفا دے دیا، اور وہابیہ نے اَپنے صدر کو ناقابل سمجھ کر برسرِ مجمع اپنے ناقابل صدر کا استعفا قبول کر لیا۔ دُوسرے دن وہابیہ کے دُوسرے صدر مولوی اسمٰعیل صاحب بھی اپنی ناقابلیّت کی وجہ سے اُمورِ صدارت کو اچھی طرح انجام نہ دے سکے۔ لہٰذا تیسرے دن ہر عقلمند مولوی اسمٰعیل صاحب کی حالتِ زار کو دیکھ کر اس نتیجہ کو پہنچا کہ غالبًا وہابیہ آج پھر اپنے دوسرے صدر کو بھی پہلے صدر کی طرح ناقابل سمجھ کر عہدہَ صدارت سے معزول کر دیں گے۔ لامحالہ آج گفتگو کا آغاز یُوں ہوتا ہے:

صدر اہلسُنّت: مناظرہ کی کاروائی شروع ہونی چاہیے مگر مولوی منظور صاحب پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ نے اَپنے پہلے صدر کو ناقابل سمجھ کر عہدہَ صدارت سے معزول کر دیا۔ دوسرا صدر منتخب کیا۔ کیا آج آپ دُوسرے صدر کو عہدہَ صدارت سے معزول کر کے تیسرے صدر کو منتخب نہیں کریں گے۔ اگر دُوسرے صدر کو بھی معزول کرنا ہو تو اس کے متعلق جلدی فیصلہ کیجیے تاکہ مناظرہ کی کاروائی شروع ہو!

مولوی منظور صاحب .... (خاموش ہیں، بدحواس ہیں، اپنے صدر کی حالتِ زار کو دیکھ کر پریشان ہیں)۔ (مرتب)۔

صدر اہلسنّت : مَیں آپ کے صدر کو نا قابل نہیں کہتا۔ مگر آپ کی خاموشی نے خود اُن کی لیاقت کا ثبوت دے دیا۔ بس اَب مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب : بعد خطبہ مسنونہ :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ○ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ؕ

حضرات ! وُہ کون مُسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ حضور پُر نُور شافعِ یوم النشور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم و تکریم ضروری اور نہایت ضروری اَمر ہے۔ دیکھیے صحابہ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور سرورِ دوعالم نُورِ مجسّم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عزّت و وجاہت پر اپنا مال، اپنے ماں باپ، اپنی اولاد بلکہ اپنی جانوں کو قربان و نثار کردیا اور حضور اقدس صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا اَدب و احترام جان و دل سے کیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ قرآنِ پاک نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعظیم کرنے اور آداب بجا لانے کو نہایت اہتمام سے بیان فرمایا، ارشاد ہُوا :

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ

ترجمہ : اے ایمان والو اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسُول کے سامنے کسی امر میں سبقت اور پیش قدمی نہ کرو۔

یعنی کوئی بات کوئی کام رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پہلے نہ کرو کہ اس میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں بے ادبی ہے

بلکہ آپ کے قول و فعل کے بعد کرو کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے۔ قرآنِ پاک کا ارشاد ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

ترجمہ: نہ کرو تم رسول کی پکار کو درمیان اپنے مثل پکارنے بعض اپنے کے بعض کو۔

یعنی تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو بلکہ تم پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کرو مثلاً یا نبی اللہ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دولت کدہ میں رونق افروز تھے وفد بنی تمیم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یوں پکارا، اخرج الینا یا **محمد** ——— تشریف لائیے ہماری طرف اے **محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) **اللہ** تبارک و تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح پکارا جانا اور ندا دیا جانا ناگوار ہوا۔ یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: اور بے شک جو لوگ ندا دیتے ہیں آپ کو حجرات کے پیچھے سے اکثر ان میں سے بے عقل ہیں۔

یہود عناداً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں راعنا کا لفظ بولا کرتے

تھے اور اس لفظ سے بُرے معنے مُراد لیتے۔ بعض صحابہ رَضِیَ اللّٰہ عَنہُم نے حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسَّلام کو راعنا کہا اور اس کے صحیح معنے محافظ و نگہبان کے لیے۔ اللّٰہ جلّ جلالہٗ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

ترجمہ: اے ایمان والو تم میرے حبیب کی شان میں راعنا کا لفظ استعمال نہ کرو، انظرنا بولو۔

مُسلمانو! دیکھو اللّٰہ عزّ وجل کو اپنے حبیب صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم و رعایتِ ادب کس قدر منظور ہے اور اُن کی شانِ اقدس میں ادنےٰ بے ادبی و گستاخی کتنی مبغوض و ناپسند ہے کہ ایمان والوں کو حضورِ اقدس رحمتِ عالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں ایسا لفظ بولنے سے بھی منع فرمادیا کہ جس سے صرف ابہامِ گستاخی و شبہۂ توہین ہو۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم نے حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی دل و جان سے تعظیم کی۔ لہٰذا اللّٰہ تبارک و تعالےٰ نے اُن کے لیے وعدہ فرمایا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ یعنی اُن کے لیے مغفرت اور بڑا درجہ ہے، دُوسری طرف کفار نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں توہین و گستاخی کی، اُن کے لیے اللّٰہ عزّ وجل نے وعید فرمائی وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ وَالعیاذ باللّٰہ مِنْ ذٰلِكَ۔ مولوی منظور صاحب! آپ سے بلکہ دُنیا کے تمام دہابیہ سے میرا مطالبہ یہی ہے کہ کافروں کی پیری کو چھوڑ دو اور حضور عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ والسَّلام کی شانِ رفیع میں توہین و گستاخی کرنے سے توبہ کرو۔ دو رنگی چال سے

سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا نہ دو، اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتباع کرتے ہوئے حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی تعظیم و تکریم کرو۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان میں حضور عَلَیہِ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں کتنی شرمناک گستاخی کی ہے کل میں نے اسے وضاحت سے ثابت کر دیا، اور آپ جواب نہ دے سکے۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بتا رہے ہیں۔ اور پھر بھی کہتے ہیں کہ اس میں توہین نہیں ہے حالانکہ اس عبارت سے توہین اور واضح تر ہو جاتی ہے۔ سُنیے اب حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کا علم شریف بچوں، پاگلوں، جانوروں چارپایوں کے علم کے برابر ہے۔ اور کل آپ بیان کر چکے ہیں کہ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے اُسے ہم کافر جانتے ہیں، تو آپ ہی انصاف سے بتایئے کہ آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کا کفر ثابت ہُوا یا نہیں! اور ضرور ہُوا۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کرنے سے توبہ کیجیے اور حق بات کہنے سے شرم مت کیجیے۔ یہ تو کفارِ مکہ معظمہ کا طریقہ تھا کہ وہ نار کو عار پر ترجیح دیتے تھے اور حق بات کہنے سے شرماتے تھے آپ کفار و منافقین کی پیروی نہ کیجیے اور علانیہ مجمع میں توبہ کیجیے تاکہ دُوسری بحث شروع ہو۔ دُوسری بحث کا موضوع براہینِ قاطعہ کی عبارت ہے جس میں آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے پیشوا نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علمِ اقدس سے شیطان لعین کے علم کو زیادہ بتایا ہے۔ وَالعیاذ باللہ من ذٰلک۔

مولوی منظور صاحب : گذشتہ روز مَیں نے اپنی تقریر میں آپ کی ہر بات کا جواب دیا اور آپ نے یہ کہا تھا کہ ایسا عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ کے لیے ہے لہٰذا اس عبارت میں حضور عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ کی شانِ اقدس میں توہین ہے۔ مَیں نے اس کا جواب دیا تھا کہ ایسا اگر اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہو جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں تو بے شک حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ مگر اس عبارت میں ایسا کے معنے اتنا اور اِس قدر ہیں۔ اور اِس صورت میں توہین لازم نہیں آتی۔ مَیں نے کل بیان کیا تھا کہ مصنّف اپنی عبارت کا مطلب خوب بیان کر سکتا ہے۔ میرا اور آپ کا نزاع ہے۔ اَب مصنّف کے مطلب کو مدِّ نظر رکھ کر آپ کا اور میرا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ مَیں بالکل وہی تاویل بتا رہا ہوں جو مولانا اشرف علی صاحب نے اپنی کتاب بسط البنان میں کی ہے مگر آپ ادھر ذرا بھی توجّہ نہیں کرتے اور ہم پر توہین کا خواہ مخواہ الزام رکھتے ہیں مَیں نے سمجھا تھا کہ شاید آپ آج کوئی نئی بات نکالیں گے مگر آپ اُسی منزل میں ہیں جس میں کل تھے۔ آپ جیسے ضدی اور ہٹ دھرم شخص کا علاج نہیں ہو سکتا۔ آپ پھر بھی سُن لیجیے کہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اِتنا اور اِس قدر کے ہیں۔ اور اس سے مراد مطلق بعض علومِ غیبیہ ہیں۔ اور اس عبارت کا محصل محض اتنا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو عالم الغیب کہنے والا یا تو اسلئے کہتا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو کُل علمِ غیب ہے یا مطلق بعض علمِ غیب ہے کُل تو حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسَّلام کے لیے حاصل نہیں اور مطلق بعض تو سَب کو حاصل ہے۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ہر

چیز زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون کو بھی عالم الغیب کہا جائے۔ دیکھیے" اس میں کہاں توہین ہے۔ یہ عبارت تو بالکل بے غبار نظر آتی ہے۔" آپ کو ہٹ دھرمی سے باز آنا چاہیے انصاف سے کام لینا چاہیے۔

مولانا سردار احمد صاحب : اتنا صریح جھوٹ۔ اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوف آپ کو نہیں ہے۔ تو بندوں سے تو ڈریئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ گھر سے نکلے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ اپنی تقریر میں یہ ضرور کہیں گے کہ" میں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا۔" لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ میں نے بیان کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے آپ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ" ایسا بدون جیسا تشبیہ کے لیے نہیں آتا۔ ایسا جب تشبیہ کے لیے ہوتا ہے اس کے ساتھ جیسا بھی ہونا چاہیے۔" میں نے آپ کے اس من گھڑت قاعدہ کا اچھی طرح وضاحت سے رد کیا اور ثابت کیا کہ ایسا بغیر جیسا بھی تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ آپ نے پہلے تو اس کا اقرار نہ کیا مگر جب میں نے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کے بارے میں یہ مثال پیش کی کہ بعض علوم میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے تو آپ چیخ اٹھے۔ اور آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ بے چین ہو گئی کہ ہیں ہیں مولوی تھانوی صاحب کی توہین کر دی۔ مطالبہ کیا کہ توہین کیوں کر دی آپ نے بڑے جوش سے کہا کہ اس مثال میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے لہٰذا تھانوی صاحب کی اس میں توہین ہے۔ آپ انصاف سے دیکھیے جو مثال

مَیں آپ کے تھانوی صاحب کے بارے میں پیش کرتا ہوں آپ کے تھانوی صاحب بھی حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں اسی مضمون کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں یعنی " اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ پھر یہ کیا بات ہے، کہ تھانوی صاحب کی تو اس مضمون سے آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ کے نزدیک توہین ہو جاتے، مگر تھانوی صاحب جب اس مضمون کو حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں کہیں تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین نہ ہو۔ اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ کے نزدیک تھانوی صاحب کو گالی دینا تو توہین ہے مگر اللہ عزّ وجل کے پیارے محبوب حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ اقدس میں گالی دینا توہین نہیں وَالعیاذ باللہ۔ مجمع نے خُوب سمجھ لیا ہے کہ وہابی دھرم میں وہابی مُلّاؤں کی عزت آقائے دو عالم نُورِ مجسّم حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت سے زیادہ ہے؟ وَالعیاذ باللہ من ذٰلک۔

آپ نے آج پھر بسط البنان کا نام لیا ہے حالانکہ گذشتہ روز میں نے وضاحت سے ثابت کر دیا تھا کہ بسط البنان کو تھانوی صاحب کی صفائی میں پیش کرنا سراسر نادانی ہے، بسط البنان میں تو تھانوی صاحب نے اپنے کفر کا صراحتاً اقرار کیا ہے اور آپ نے اس کا کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا۔ رَد شدہ بات کا اعادہ کرنا آپ کے عجز کی کھلی دلیل ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ " میں بالکل وہی تاویل بتا رہا ہوں کہ جو تھانوی صاحب نے بسط البنان

میں کی ہے۔" مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑا ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد بسط البنان موجود ہے اس میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ جھوٹ بولنا آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ ہی کا حصّہ ہے آنکھیں کھول کر دیکھیے بسط البنان میں تو تھانوی صاحب نے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے " بلکہ بفرض محال اگر علمِ رسول سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کُل الوجوہ نہ ہوتی۔" پھر لکھا کہ " ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نصِ قرآنی میں موجود ہے۔" اس عبارت کا صاف یہ مطلب ہے، کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے علم شریف کو بچوّں، پاگلوں، جانوروں کے علم سے بعض وجوہ سے تشبیہ دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک میں بعض وجوہ سے اچھی چیز کو بُری چیز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھیے آپ تو یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں علمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچوّں، پاگلوں، جانوروں کے علم سے تشبیہ مُراد ہو تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ مگر آپ کے پیرِ مغاں تھانوی صاحب کی بسط البنان سے صاف ظاہر ہے کہ اگر پاگلوں، بچوّں، جانوروں کے علم کو علمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی مضائقہ نہیں ہوتا کہ ایسی تشبیہ تو قرآن سے بھی ثابت ہے۔ تو جس تاویل کو آپ بھی کُفر بتاتے ہیں اُسی تاویل کو آپکے تھانوی صاحب بسط البنان میں جائز بتا رہے ہیں لہٰذا آپ کے اقرار سے مولوی اشرفعلی صاحب کافر ہوئے[۱]۔ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی صاحب بسط البنان تو آپ کے لیے اور وبالِ جان ہے۔ اُس

[۱] دیوبندی مناظر کا اقرار کہ تھانوی صاحب کافر ہے۔

کا نام آپ کیوں لیتے ہیں۔ اُس میں تو مولوی اشرف علی صاحب نے صاف اپنے کفر کا اقرار کیا ہے ۔ ایک وجہ اس کی مَیں نے کل بیان کی تھی اور ایک وجہ آج بیان کی ہے ۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی توہین کرنے سے توبہ کیجیے اور مجمع میں علانیہ تھانوی صاحب کے کُفر کا بوجہ اس کفری عبارت کے اقرار کیجیے اور پھر اس سے توبہ کیجیے تاکہ دُوسری بحث شروع ہو۔ وگرنہ میرے ان سوالات کے جوابات دیجیے (۱) عبارت حفظ الایمان میں مطلق علمِ غیب کا ذکر کہاں ہے ؟ اگر آپ میں ذرا سی صداقت ہو تو فوراً بتائیے (۲) آپ نے بیان کیا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں اگر تشبیہ ہو تو کُفر ہے ۔اور آپ کے مولوی اشرف علی صاحب تشبیہ کے معنے کو بسط البنان میں صحیح بتا رہے ہیں ۔ تو آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کافر ہُوئے یا نہیں (۳) دیو بند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے شہاب الثاقب میں عبارت حفظ الایمان کی بحث میں لکھا ہے کہ ایسا کلمہ تشبیہ ہے ۔ اور آپ نے بیان کیا ہے ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو کُفر ہے ۔ لہٰذا آپ کے صدرِ دیو بند کے معنے کی بنا پر آپ کے نزدیک آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کافر ہُوئے یا نہیں ؟ (۴) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کا علم بچّوں ، پاگلوں کے علم ایسا ہے اور بسط البنان سے سیکھ کر وہ تاویل یہ کرے کہ مَیں نے تشبیہ بعض وجوہ سے دی ہے اور ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ تاویل دہابیہ کے نزدیک مسموع ہو گی یا نہیں ؟ ، (۵) اگر کوئی شخص مولوی اشرف علی صاحب کو سؤر ، بندر ، گدھے ،

اُلّو وغیرہ سے تشبیہ دے اور کسی وہابی کے مواخذہ کرنے پر بسط البنان کی سی تاویل پیش کرے کہ میں نے بعض وجوہ سے تشبیہ دی ہے اور ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا وہابیہ اُس کی یہ تاویلیں سُن لیں گے ؟،

(۶) بسط البنان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کہاں لکھے ہیں ؟

مولوی منظور صاحب : میں نے حفظ الایمان کی عبارت کی توضیح میں جو کچھ بیان کیا ہے اگر کسی جاہل سے جاہل بلکہ اجہل کے سامنے بھی بیان کرتا تو وُہ ضرور سمجھ جاتا مگر آپ مولوی کہلاتے ہیں اور میرا مطلب نہیں سمجھتے ہیں - اگر آپ ہٹ دھرم نہ ہوتے تو آپ بھی ایسا نہ کرتے اَب پھر سُن لیجیے کہ مولانا اشرف علی صاحب اس عبارت میں یہ بیان نہیں فرماتے کہ حضور عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کو کس قدر علمِ غیب ہے اور کوئی دوسرا حضور عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے ساتھ اس میں شریک ہے یا نہیں بلکہ تھانوی صاحب کی گفتگو عالم الغیب میں ہے یعنی حضور کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے جیسا کہ مَیں نے کئی دفعہ پہلے اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے - فقرہ نمبر ا، تو بلا قرینہ مخلوق پر علمِ غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا فقرہ نمبر ۲ ، اسی لیے حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا - فقرہ نمبر ۳ ، اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق و رازق وغیرھما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد و بقاء عالم کے سبب سے ہیں - فقرہ نمبر ۴ ، جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا - ذرا غور سے

ملاحظہ کیجیے۔ ان فقروں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ بحث محض عالم الغیب کے اطلاق کے جواز و عدم جواز میں ہے نہ کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علمِ غیب کی مقدار میں اگر آپ اتنی توضیح کے بعد بھی نہ سمجھیں تو آپ کی عقل اور سمجھ کا قصور ہے اور کچھ نہیں اس توضیح سے آپ کے مطالبات کا بھی جواب ہو گیا۔ مولانا تھانوی صاحب کی عبارت میں توہین نہیں ہے۔ وُہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ مولانا تھانوی صاحب اگر حضور کی شان میں گالی دیتے اور توہین کرتے تو سب سے پہلے مَیں تھانوی صاحب کو کافر کہتا۔ اور تھانہ بھون جا کر سب سے پہلے مَیں اُن کا رد کرتا۔ آپ نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے مَیں آپ کے سوالات کی کیسی دھجیاں اُڑا رہا ہوں اور ابھی دیکھیے آپ کے سوالات کی کیسی دھجیاں اُڑاؤں گا۔ میں منظور ہُوں منظور۔ مجھے کوئی چیز نامنظور نہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب : الحمدللہ مجمع پر واضح ہو گیا ہے کہ آپ میرے مطالبات کے جوابات سے عاجز ہیں۔ آپ کی توضیح سے میرے مطالبات کا جواب کیسے ہو گیا۔ میرا مطالبہ یہ تھا کہ " حفظ الایمان میں مطلق بعض علمِ غیب کہاں ہے ؟" آپ کی تقریر کے کس لفظ سے اس کا جواب ہوتا ہے میرا مطالبہ یہ تھا کہ" آپ تشبیہ کو کفر بتاتے ہیں اور آپ کے تھانوی صاحب تشبیہ کو جائز بتاتے ہیں آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کافر ہُوئے یا نہیں ؟" آپ نے اس کا جواب ہرگز نہیں دیا میرا مطالبہ یہ تھا کہ" آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب اس عبارت میں تشبیہ کے معنے

مُراد لے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی بنا پر آپ کے نزدیک تھانوی صاحب کافر ہوئے یا نہیں؟ اس کے جواب سے بھی آپ عاجز رہے اور باقی تین سوالات اور تھے مگر آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا اور نہایت بے حیائی سے کہہ دیا کہ آپ کے مطالبات کا جواب دے دیا۔ الحمد للہ بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب نے جو تاویل اپنے کُفر سے بچنے کے لیے بسط البنان میں کی ہے وُہ آپ کے نزدیک بھی غلط ہے اسی لیے آپ نئی تاویل گھڑتے ہیں اور وُہ تاویل پیش نہیں کرتے ہیں۔ اور دیوبند کے صدر نے اس ناپاک عبارت کے جو معنے بیان کیے ہیں اُس معنی کی بنا پر آپ کے نزدیک بھی تھانوی صاحب کافر ہیں۔ صدر دیوبند کو جھُوٹا کہو گے یا آپ خود اپنے جھُوٹ کا اقرار کرو گے جو آسان ہو بتاؤ؟ اطلاق لفظ کی بحث کو آج پھر آپ نے بیکار نکالا ہے۔ حالانکہ کل میں نے اس کا رَد کر دیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ یہاں بحث محض اطلاق لفظ میں نہیں ہے بلکہ سائل عقیدہ بھی دریافت کر رہا ہے۔ اگر آپ بھُول گئے ہوں تو حفظ الایمان میں سائل کا سوال پھر دیکھ لیجیے۔ آپ کے یہ قرائن بیان کرنا سب بیکار ہیں۔ جس عبارت میں بحث ہے اُسے تو آپ چھُوتے بھی نہیں ہیں — سُنیے وُہ عبارت یہ ہے: "اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم (یعنی بقولِ منظور اِتنا اور اس قدر) علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچّے) مجنون (پاگل) بلکہ جمیعِ حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" اگر آپ میں ذرا سی صداقت و دیانت ہو تو بتائیے کہ اس ناپاک عبارت میں لفظ عالم الغیب کا کہاں ذکر ہے اس ناپاک عبارت

میں تو علومِ غیبیہ کا لفظ اور علمِ غیب کا لفظ ہے عالم الغیب کہاں ہے؟ اگر کوئی شخص مولوی اشرف علی کے بارے میں کہے کہ اُس پر عالم کا اطلاق جائز نہیں اگر اُس پر عالم کا اطلاق جائز ہوگا، تو فلاں فلاں خرابی لازم آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص کہے کہ بعض علوم میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں، جانوروں، پاگلوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ اس پر کوئی وہابی صاحب پکار اُٹھیں کہ اس میں مولانا تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ اور وہ شخص تاویل کرے کہ بحث اطلاق لفظ میں ہے تو کیا وہابی صاحب اُس کی یہ تاویل سُن لیں گے، نہیں ہرگز نہیں، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں توہین کر کے وہ تاویل کیوں کرتے ہو جو کہ تمہارے نزدیک خود غیر مقبول ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے دلوں میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی تعظیم ہی نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں ایسا لفظ بولنے کو منع فرمائے کہ جس سے گستاخی وبے ادبی کا شائبہ اور وہم بھی ہو۔ مگر آپ کے پیشوا تھانوی صاحب حضورِ اقدس نورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ ارفع واعلیٰ میں سنگین گستاخی کر رہے ہیں۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم شریف کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے برابر بتا رہے ہیں اور آپ اس صریح توہین پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ شرم! آپ سمجھ لیجیے یہ مناظرہ کی مجلس ہے خالہ جی کا گھر نہیں ہے آپ کی پردہ پوشی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ الحمد للہ کہ آپ کی وہابیت

کا پردہ مجمع پر کھل گیا اور کھل رہا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ اس جگہ " مولوی اشرف علی صاحب یہ بیان نہیں فرماتے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو کس قدر علم ہے اور دُوسرا اس میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کا شریک ہے یا نہیں ؟" آپ کی ایسی بات سُن کر مجھے مجبُوراً کہنا پڑتا ہے کہ بے انصافی، مکّاری اور فریب دہی خون کی طرح آپ کے رگ وپلے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ انصاف سے ملاحظہ کیجیے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے کل علم غیب کو حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے لیے عقلاً و نقلاً باطل بتایا ہے۔ اَب باقی رہا بعض علمِ غیب، تو اس کے بارے میں آپ کے تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ " اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔" یعنی اس بعض علمِ غیب میں حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے اور بھی شریک ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ "ایسا (یعنی بقولِ منظور اتنا اور اس قدر) علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے" آپ نے بیان کیا ہے کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں تو اس عبارت کا صراحۃً یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کا علم شریف بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم کے برابر ہے۔ وَالعیاذ باللہ۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بھی بتا رہے ہیں۔ اور کل بھی آپ نے بیان کیا تھا کہ ایسا اس عبارت میں بیانِ مقدار کے لیے ہے پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ اس عبارت میں یہ بحث نہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کو کس قدر علم غیب ہے۔ آپ کی ان دونوں باتوں میں صاف

تناقض ہے۔ اس ناپاک عبارت میں جبکہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے بعض علمِ غیب کی تخصیص کی نفی ہے۔ اور ایسا بیان مقدار کے لیے موجود ہے۔ تو اس ناپاک عبارت کا صاف یہ مطلب ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے بعض علمِ غیب ہے اور اس بعض علمِ غیب میں تمام بچے، پاگل، جانور چارپائے حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے برابر اور شریک ہیں۔ والعیاذ باللّٰہ۔

کیوں مولوی منظور صاحب! جس بات کا آپ انکار کر رہے ہیں وہی بات صراحۃً اس عبارت سے ثابت ہوتی ہے؟ سامعین کے سامنے جھوٹ بول کر اس کفری عبارت پر پردہ ڈالیے اور وہابیت کا گھونگٹ اُتار کر بے نقاب ہو کر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کرنے والے الفاظ پر توجّہ کیجیے تاکہ دُوسری بحث شروع ہو۔ اگر دُوسرے موضوع پر بحث کرنے سے آپ عاجز ہوں تو اِن سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے ان الفاظ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔" صراحۃً خصوصیت کی نفی اور شراکت کا اثبات ہوتا ہے یا نہیں؟

۲- اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے علم شریف کی بحث ہے یا کسی اور کے علم کی؟

۳- ایسا جبکہ معنے میں اِتنا اور اس قدر کے ہیں یعنی مقدار بیان کے لیے ہے تو جس علم کی یہاں بحث ہوگی ایسا سے اُسی علم کی مقدار بیان ہوگی یا دُوسرے علم کی؟

مولوی منظور صاحب : مجھے اس سے پہلے کئی دفعہ حفظ الایمان کی عبارت پر گفتگو کرنے کا موقع ہوا ہے۔ مگر آپ جیسا ہٹ دھرم اور ضدی کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ کئی مناظروں سے مقابلہ پڑا ہے مگر آپ جیسے مناظر سے ملاقات نہ ہوئی۔ آپ کا دل جانتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان اسلامی عبارت ہے اس میں توہین نہیں ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اتنا اور اس قدر کے ہیں پھر آپ اس سے توہین کیسے سمجھتے ہیں۔ دیکھیے عبارت بالکل بے غبار ہے "یعنی اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے"۔ اس میں کونسے لفظ سے حضور کی توہین ہوتی ہے؟ اچھا اگر ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر نہ لیے جائیں تو یہ سمجھ لیجیے کہ ایسا کے معنے یہ ہیں اور لغت و محاورہ میں ایسا کے معنے یہ بھی آتے ہیں تو اب حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوا " پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا یعنی حضور کو عالم الغیب کہنا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب یعنی یہ علم غیب جو اُوپر مذکور ہوا تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دُوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

الغرض حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو یہ کے معنے میں لیا جائے تو صحیح ہے، اور عبارت بالکل بے غبار ہے اور یہ بھی ضرور سمجھ لیجیے کہ جس عبارت میں بحث ہو رہی ہے یہ عبارت بطورِ الزام ہے۔ اس مولوی اشرف علی صاحب اپنا عقیدہ نہیں بیان کر رہے ہیں آپ الزامی کلام پہ خواہ مخواہ اعتراض کر رہے ہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب : آپ مجھے ہٹ دھرم اور ضدی کہہ کر اپنے عجز پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر آپ کا عجز آشکارا ہو گیا۔ آپ یقیناً میرے اعتراضات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ حاضرین بھی آپ کی کمزوری کا صاف صاف احساس کر رہے ہیں۔ آپ نے اس دفعہ بیان کیا کہ "آپ کا دل جانتا ہے۔" یہ آپ نے ایک ہی کہی، آپ کو میرے دل کی حالت پر اطلاع کیسے ہوئی۔ آپ کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی تو تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے ہیں کہ "خیالات، ارادے اور نیّتیں کیونکر جان سکیں"۔ بتایئے آپ جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ گذشتہ روز سے جس بات کا میں رد کر رہا ہوں اُسی کو آپ میرے ذمّہ تھوپتے ہیں۔ یہ آپ کی کتنی بڑی مکّاری اور کیّادی ہے۔ شرم! آپ نے بیان کیا تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اسقدر کے ہیں۔ جب میں نے مجمع پر واضح کر دیا کہ اِس صُورت میں حفظ الایمان کی عبارت میں توہین اور دوبالا ہو جاتی ہے کہ اس وقت ناپاک عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بچوں، پاگلوں جانوروں چوپایوں کے علم کے برابر ہے۔ والعیاذ باللہ من ذٰلک۔ جب آپ اس ناپاک

عبارت سے اپنی تاویل کی بنا پر بھی توہین نہ اُٹھا سکے تو آپ نے عاجز ہو کر یہ تاویل گھڑی ہے کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ اس ناپاک عبارت میں ایسا کو اگر اتنا اور اس قدر کے معنی میں لیا جائے تو آپ کے نزدیک بھی توہین باقی رہتی ہے۔ کیوں مولوی منظور صاحب کیسی کہی؟ اگر آپ میں ذرہ برابر شرم و حیا ہے تو اس کفری عبارت کا اقرار صراحۃً کیجیے تاکہ دُوسرے موضوع پر بحث شروع ہو۔ اگر آپ نے بے حیائی پر کمر باندھ لی ہے تو اس کا کیا علاج ہے۔ آپ کے قادیانی بھائی بھی آپ اور آپ کے پیشواؤں کی طرح حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسلام بلکہ جمیع انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور گالیاں بکتے ہیں۔ اس آزادی کے عالم میں اُن کی زبان کو ہم بند نہیں کر سکتے اور نہ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے مونھوں پر لگام دے سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اے دُنیا بھر کے قادیانیو! اور اے وہابیو! نجدیو! خارجیو! ہمارے آقا سرکارِ دو عالم نورِ مجسّم شفیعِ معظم حضرت مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گالیاں مت دو، اور توہینیں مت کرو، گستاخیاں لکھ کر شائع مت کرو۔ اللہ عزّ و جل کا خوف کرو، دوزخ کی بھڑکتی آگ سے ڈرو، توبہ کرو، سچے دل سے توبہ کرو، توبہ کر کے شائع کرو، صحیح معنوں میں حضرت مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غُلام بن جاؤ! اَب ماننا نہ ماننا وہابیہ قادیانیہ کا کام ہے۔ مان لیں گے دُنیا و آخرت میں سعادت حاصل کریں گے، نہ مانیں گے شقاوتِ دُنیا و

عذابِ آخرت میں مبتلا رہیں گے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

آمدم بر سرِ مطلب۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کے معنے یہ ہیں اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا، "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ اس غیب سے مُراد (یعنی جو حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے لیے ثابت ہے) بعض غیب ہے یا کُل اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں (یعنی یہ علمِ غیب جو حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے لیے حاصل ہیں) حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب (یعنی یہ علمِ غیب جو حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے لیے حاصل ہے) تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچّے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلّو اور گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔"

حضرات سامعین! للہ انصاف کیجیے، یہ اُردُو کی عبارت ہے کوئی انگریزی نہیں کہ گوروں سے سمجھنے کی ضرورت ہو، آپ اہلِ زبان ہیں اُردو سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا صاف صاف سمجھ رہا ہے کہ اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین اور گستاخی ہے۔ اس دفعہ آپ نے بیان کیا ہے کہ "جس عبارت میں بحث ہو رہی ہے وہ بطورِ الزام ہے۔" کیا آپ اپنی کل کہی ہوئی بھول گئے؟ صحیح ہے ع

دروغ گو را حافظہ نباشد۔

کل آپ نے بیان کیا تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب کو تسلیم ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بعض علمِ غیب ہے۔ اور اسی بعض علمِ غیب

میں گفتگو ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب بچّوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم شریف کے برابر بتا رہے ہیں۔ پھر آج آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ کلام بطور الزام ہے کیا آپ کی اصطلاح میں تسلیم کے معنے الزام کے ہیں؟ آپ کو نہیں معلوم تو اپنے مولویوں سے پُوچھ لیجیے۔ اگر یہ بھی نہیں جانتے تو مجھ سے سُنیے بطور الزام کے یہ معنے ہوتے ہوتے ہیں کہ قائل کو یہ بات تسلیم نہیں۔ تو اَب مطلب یہ ہُوا کہ آپکے تھانوی صاحب حضور علیہ السّلام کے لیے آپ کے اس قول کی بنا پر علمِ غیب نہیں مانتے ہیں۔ آپ تو بچوّں، پاگلوں کے لیے علمِ غیب بتائیں اور آپ کے تھانوی صاحب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے اس قدر عداوت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے علمِ غیب عطائی کی بھی نفی کریں۔ ؎

کریں مصطفٰےؐ کی اہانتیں کھُلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں

کہ مَیں کیا نہیں ہوں محمّدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

میرے پہلے سوالات آپ پر سوار ہیں اور لیجیے، اور سنبھل کر لیجیے گھبرایئے نہیں۔ (۱) اگر کوئی شخص آپ کے تھانوی صاحب سے سیکھ کر یہ کہے کہ تھانوی صاحب کی بعض علوم میں کیا تخصیص ہے ایسا (یعنی یہ) علم تو بچوّں پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے یا نہیں؟ (۲) الزامی قول کی کیا تعریف ہے؟ (۳) الزام اور تسلیم میں کیا فرق ہے؟ (۴) اگر عبارتِ مذکورہ کو الزامی لیا جائے تو آپ کے تھانوی صاحب حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیلئے علمِ غیب عطائی کے مُنکر

؎ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوئے یا نہیں؟ (۵) جو شخص حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے علمِ غیب عطائی کی نفی کرے اُس کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

مولوی منظور صاحب : مناظرہ میں اگر کوئی شخص ڈھٹائی و بے حیائی پر کمر باندھ لے تو اُس کے لیے نہایت آسان ہے ضد اور ہٹ دھرمی کرے تو اُس کے لیے مشکل نہیں۔ میں نے پہلے ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بتائے تھے۔ پھر میں نے یہ بتایا کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر لیں تو توہین کا احتمال ہے والعیاذ باللہ بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بھی لے سکتے ہیں اور ایسا کو یہ کے معنے میں بھی لے سکتے ہیں۔ واللہ العظیم۔ جس عبارت سے اشارۃً بھی حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی توہین نکلے وُہ عبارت ہمارے نزدیک کفری عبارت ہے اور اُس کا قائل ہمارے نزدیک اسلام سے خارج و کافر ہے جیسا کہ تھانوی صاحب نے بسط البنان میں لکھا ہے آپ خواہ مخواہ ہم پہ توہین کا الزام نہ رکھیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ عبارت بطورِ الزام ہے تو اس کا یہ مطلب تھا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کو عالم الغیب کہنا بطورِ الزام ہے اور بلا شبہ ہم حضور کو عالم الغیب کہنا تسلیم نہیں کرتے۔ اور مولانا تھانوی صاحب کے نزدیک بھی حضور کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کلام الزامی ہوگا تو لازم آتا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک حضور کے لیے بعض علمِ غیب کی عطائی کی نفی ہو جائے۔ مولوی صاحب! جو[1] شخص کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے علمِ غیب

---

[1] مولوی منظور کے نزدیک جو شخص حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے علم غیب عطائی کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

عطائی کی نفی کرے اُسے ہم کافر کہتے ہیں۔ مولانا تھانوی صاحب تو حضور کے لیے بعض علم غیب تو مانتے ہیں پھر آپ کیسے بیان کرتے ہیں کہ اُن کے نزدیک حضور سے علم غیب عطائی کی نفی ہوتی ہے۔ بے شرمی و بے حیائی مت کیجیے انصاف سے گفتگو کیجیے! (اور ایسی ہی بحث سے بالکل غیر متعلق باتوں میں اپنا باقی وقت گذارا)۔

مولانا سردار احمد صاحب : جو شخص اتنا جری ہو کہ مولوی منظور صاحب کی طرح اپنی ذہنیت کے مقابلہ میں اُمّتِ مسلمہ کے تمامی علماءِ عظام بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بلکہ اللہ عزّوجل پر کارِ جہالت کا دھبّہ لگائے اور جس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین اور کھلی گستاخی ہو اور ساری دُنیا اُسے توہین اور گالی بتائے۔ مگر وُہ شخص اُس ناپاک عبارت کو اسلامی عبارت بتائے ایسے شخص کے لیے مناظرہ کرنا آسان ہے۔ مناظرہ درحقیقت مشکل چیز ہے، اس کے لیے علم درکار ہے۔ مگر مولوی صاحب آپ کی علمی لیاقت کا پردہ پہلے ہی دن مجمع میں کھل گیا۔ اہلِ علم کی جوتیاں اُٹھائی ہوتیں تو آپ کو علم و ادب نصیب ہوتا، مگر آپ کی بے شرم و بے حیا وہابیت آپ کو اِس کی اجازت نہیں دیتی۔ آپ نے بیان کیا کہ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنیٰ میں لیں تو اس ناپاک عبارت میں توہین کا احتمال نہیں۔ مَیں نے کئی مرتبہ بیان کیا کہ اِس صورت میں بھی صراحۃً توہین اس عبارت سے نکلتی ہے، مگر آپ نے بے حیائی پر کمر باندھ لی اور اس کا صاف اقرار نہ کیا۔ لیجیے

آپ کے تھانوی صاحب کے دُوسرے وکیل صدر دیوبند کی شہادت سے ثابت کرتا ہوں، دیکھیے الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۱ پر آپ[1] کے صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب نے اسی ناپاک عبارت کی بحث میں لکھا ہے :

" یہ تو ملاحظہ کیجیے کہ حضرت مولانا (تھانوی صاحب) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں، جانوروں، چوپایوں) کے علم کے برابر کر دیا ہے "۔ دیکھیے آپ کے صدر دیوبند کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا کی جگہ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ضرور ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کے برابر بتایا۔ غور کیجیے آپ اس ناپاک عبارت میں ایسا کو اِتنا کے معنے میں لے رہے ہیں۔ اور آپ کے صدر دیوبند اتنا کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا احتمال لازمی بتا رہے ہیں۔ اور آپ اور آپ کے تھانوی صاحب فتوے دے رہے ہیں کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارۃً توہین کرے وُہ اِسلام سے خارج اور کافر ہے۔ اب نتیجہ نکالنا آپ اور آپ کے صدر دیوبند کے ذمّہ ہے کہ مولوی اشرف علی کافر ہے یا مسلمان؟ آپ نے بطور الزام کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ "حضور کو عالم الغیب کہنا ہمیں تسلیم نہیں"

مولوی صاحب! آپ نے تسلیم کر لیا کہ یہ عبارت " اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی

[1] صدر دیوبند کے نزدیک عبارتِ حفظ الایمان میں ایسا کو اتنا کے معنی میں لیں تو توہین ہے۔

و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے ۔" جس میں بحث ہے یہ الزامی نہیں ہے آپ نے اپنی پہلی تقریر میں کس زبان سے کہا تھا کہ جس عبارت میں بحث ہے وُہ بطور الزام ہے ۔ شرم ! حاضرین کو اپنی مکاری و کیادی کے پردے میں دھوکا اور فریب مت دیجیے ، دیانت وانصاف سے کام لیجیے ۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علمِ غیب عطائی کی نفی کرے وُہ کافر ہے ۔ اَب سُنیے ، آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب اپنے فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں :

" علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ابہامِ شرک سے خالی نہیں "۔ اور مسئلہ علمِ غیب کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں :

" اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں ، کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں "۔

دیکھیے آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب صاف صاف بتا رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے علمِ غیب عطائی نہیں ۔ اور یہ کہنا کہ کسی نبی یا رسول کو علمِ غیب عطائی حاصل ہے ، اس تاویل کے ساتھ بھی ابہامِ شرک ہے اور آپ بتاتے ہیں کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علمِ غیب عطائی کی نفی کرے وُہ کافر ہے ۔ اَب بتائیے اپنے گنگوہی صاحب پر آپ کا کیا فتوٰی ہے ؟

بے حیائی چھوڑیئے اور پہلے سوالات اور ان سوالات کے جوابات دیجیے :

۱۔ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر لینے میں توہین

ہے یا نہیں ؟

۲۔ آپ کے صدر دیوبند اتنا کے معنے کی بنا پر اس ناپاک عبارت میں توہین کا احتمال ضروری بتا رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ایسا کو اِتنا اور اس قدر کے معنے میں لیں تو اس ناپاک عبارت سے توہین کا احتمال نہیں ہوتا۔ اب آپ دونوں[1] میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا ؟

۳۔ آپ نے بیان کیا کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارۃً توہین کرے وُہ کافر ہے۔ اب آپ کے نزدیک ایسا کو معنی میں اتنا کے لیتے ہوئے اور صدر دیوبند کے قول کو مانتے ہوئے مولوی اشرف علی کافر ہوئے یا نہیں ؟

مولوی منظور صاحب : مَیں آپ کے سوالات کے جوابات کیسے نفیس دے رہا ہوں۔ آپ کے مطالبات کی دھجیاں اُڑا رہا ہوں اور ابھی دیکھیے آپ کے تمام سوالوں کا جواب دیتا ہوں، آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے ذرا عقل سے کام لیجیے اور انصاف سے گفتگو کیجیے۔ مَیں ابھی آپ کے سوالات کی حقیقت مجمع پر کھول دیتا ہوں۔ آپ مولانا تھانوی صاحب پر توہین کا الزام لگاتے ہیں۔ اُن کی عبارت اس توہین سے بالکل صاف ہے۔ آپ کے کہہ دینے سے مولانا تھانوی صاحب کا دامن ناپاک نہیں ہو جائے گا اُن کا دامن بالکل پاک ہے اور آپ جیسے کتنے ہی کہتے رہیں کہ اس عبارت میں توہین ہے اور مَیں اور میری جماعت کا کوئی فرد یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ اس عبارت میں توہین ہے — دیکھیے

---

[1] دیوبندی مناظر اور صدر دیوبند میں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے !

تھانوی صاحب تو خود اُس عبارت کے چند سطر بعد لکھ رہے ہیں کہ نبوّت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وُہ آپ کو تمام یا حاصل ہو گئے" بھلا وُہ شخص جو حضور کے واسطے نبوّت کے علوم تسلیم کر رہا ہو کیا وُہ حضور کی شان میں توہین کر سکتا ہے ؟ لہٰذا پہلی عبارت میں ہرگز توہین نہیں ہے۔ آپ یہ عبارت تو دیکھتے نہیں تاکہ آپ کی سمجھ میں آئے جناب تھانوی صاحب اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے علمِ غیب تسلیم نہ کرتے تو البتہ کفر ہوتا مگر وُہ تو حضور کے لیے علمِ غیب ثابت کر رہے ہیں۔ پھر آپ کیوں خواہ مخواہ اُن پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جناب تھانوی صاحب کی عبارت کی میں نے ایک تفصیل بیان کی ہے اور دیگر حضرات دیوبند نے بھی اپنے اپنے رسائل میں اس عبارت کی توضیح بیان کی ہے۔ اور سب نے ثابت کیا ہے کہ حفظ الایمان کی یہ عبارت بے غبار ہے۔ آپ نہایت بے حیا و بے شرم معلوم ہوتے ہیں کہ جناب تھانوی صاحب پر توہین کا الزام لگاتے ہیں، انصاف کیجیے اور بے حیائی مت کیجیے !

(اور باقی وقت اِدھر اُدھر کی باتوں میں گزارا) (مرتب)

مولانا سردار احمد صاحب : میرے سوالات کے جوابات ہضم مجمع خوب دیکھ رہا ہے کہ آپ میرے سوالات کے جوابات کیسے دے رہے ہیں۔ آپ کو جھوٹ بولتے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ آپ کے تھانوی صاحب جب خود سوالات کے جوابات سے عاجز رہے تو آپ بیچارے کیا جواب دیں گے۔ آپ نے اس دفعہ بیان کیا ہے کہ "چونکہ تھانوی صاحب نے حفظ الایمان

میں اس ناپاک عبارت کے بعد تسلیم کیا ہے کہ حضور کے لیے لوازم نبوّت کے علوم ہیں لہٰذا پہلی ناپاک عبارت میں توہین نہیں ہے۔" آپ کے دل میں ایمان ہو تو توہین سُوجھے۔ آپ کو تو مولوی اشرف علی صاحب کی توہین سُوجھتی ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں توہین آپ کے نزدیک کچھ معنی نہیں رکھتی؟ وَالعیاذ باللہ۔ سُنیے ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بعض علوم میں مولوی اشرف علی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچّوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔" پھر اس کے بعد وُہی شخص یوں کہتا ہے کہ " مولوی اشرف علی کو وُہ تمام علوم حاصل ہیں جو انسانیت کے لوازم سے ہیں"۔ بتایئے کہ اس میں آپ کے تھانوی صاحب کی توہین ہُوئی یا نہیں؟ اگر کہو توہین ہُوئی تو کیوں وُہ شخص آپ سے سیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ " مَیں نے مولوی اشرف علی کے لیے بعد میں یہ کہا ہے کہ اُس کو وُہ علوم حاصل ہیں جو کہ اِنسانیت کے لوازم سے ہیں"۔ لہٰذا میری پہلی عبارت میں توہین نہیں"۔ تو کیا آپ اُس کا یہ عذر اور تاویل سُن لیں گے؟ ہر گز نہیں، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے ایسی غلط تاویل کیوں کرتے ہو؟ کیا آپ کے نزدیک جو شخص حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو گالی دے اور شانِ اقدس میں کھُلی توہین اور گستاخی کرے اور بعد میں حضور پُرنور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں ایک اچھی بات کہدے تو کیا اس کی پہلی گالیاں گالیاں نہ رہیں گی؟ —— غور سے دیکھیے آپ کی اس من گھڑت تاویل سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں

توہین کا دروازہ کھل رہا ہے یہ سب آپ کی وہابیت کے جلوے ہیں۔ شرم! شرم!
آپ بیان کرتے ہیں کہ بہت سے دیوبندیوں نے اس ناپاک عبارت کی توضیح کی ہے اور سب نے اسے بے غبار ثابت کیا ہے۔" جی ہاں! میں خوب جانتا ہوں جن دیوبندیوں نے اس ناپاک عبارت کی تاویلیں کی ہیں وہ سب آپس میں ایک دوسرے کی تاویل کو غلط بتا رہے ہیں۔ آپ نے کئی بار بیان کیا کہ " اس ناپاک عبارت میں ایسا اگر تشبیہ کا ہو تو کفر ہے۔" اسلئے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے۔ اور آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے اپنی کتاب " الشہاب الثاقب" میں اسی ناپاک عبارت کی تاویل میں ایسا کو تشبیہ کے لیے لکھا[1] ہے جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اور آپ نے یہ تاویل بیان کی کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں۔ حالانکہ آپ کے دیوبند کے یہی صدر اپنی الشہاب الثاقب میں اتنا کا رَدّ کر رہے اور ثابت[2] کر رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں اتنا ہوتا تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا احتمال البتہ ضرور ہوتا ___ اور آپ کہہ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک جس شخص کی عبارت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارۃً بھی توہین نکلے وہ شخص کافر ہے۔
اب آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ مولوی اشرف علی صاحب کو کفر سے

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۱ پر ہے " لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔" صفحہ ۱۱۳ پر ہے " غرض سیاقِ عبارت اور سیاقِ کلام ہر دو نوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفسِ بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے۔"
[2] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۱ پر ہے " حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں) کے علم کے برابر کر دیا۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۳ پر ہے " ادھر لفظ اتنا نہیں بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں۔"

بچانے کے لیے جو تاویل آپ نے گھڑی آپ کے دیوبند کے صدر نے اس تاویل کو غلط ٹھہرایا اور جو تاویل دیوبند کے صدر نے مولوی اشرف علی کے کفر پر پردہ ڈالنے کو گھڑی اُس کو آپ نے غلط بلکہ صراحۃً کفر قرار دیا، اور بے چارہ اشرف علی کفر ہی میں پھنسا رہا۔ اب اگر آپ کے نزدیک دیوبند کے صدر سچے ہیں کہ ایسا اس ناپاک عبارت میں تشبیہ کے لیے ہے تو آپ کے نزدیک مولوی اشرف علی یقیناً کافر ہے۔ اگر آپ سچے ہیں کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں تو آپ کے قول کی بنا پر دیوبند کے صدر کے نزدیک قطعاً مولوی اشرف علی کافر ہے۔ گویا آپ اور آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب کا مولوی اشرف علی کے کفر پہ اتفاق و اجماع مؤلف ہے ادھر مولوی اشرف علی صاحب کے خاص وکیل مولوی مرتضےٰ حسن در بھنگی کی چال دیکھیے مولوی اشرف علی کو کفر سے بچانے کے لیے توضیح البیان کے صفحہ ۴ پر لکھا کہ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ:

"سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے"۔

اور صفحہ ۷ پر ہے "بعض علوم غیبیہ جو واقع میں سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ثابت ہیں اُس سے تو نہ یہاں (یعنی اس عبارتِ مبحوثہ) میں گفتگو ہے نہ اُس کو کوئی عاقل مُراد لے سکتا ہے" اس کا صاف یہ مطلب ہے اگر مولوی اشرف علی صاحب اس عبارت میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے لیے بعض علم غیب عطائی تسلیم نہ کرتے تو کُفر ہوتا جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں بھی بیان کیا ہے۔ دُوسری طرف اپنے استاد اور مولوی اشرف علی

---

[1] یعنی جس شخص کی عبارت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارۃً توہین نکلے وہ کافر ہے۔

کے دُوسرے مذہبی ٹھیکہ دار مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتاب 'نصرتِ آسمانی'
دیکھیے، مولوی اشرف علی صاحب کو کفر سے بچانے کے لیے صفحہ ۱۵ پر لکھا:
"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اُس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین
ہے اور رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ والا میں صفت علمِ غیب ہم نہیں
مانتے اور جو مانے اُس کو منع کرتے ہیں لہٰذا علمِ غیب کی کسی شئ کو رذیل
چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔"

اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب حضُورِ اقدس
سَرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے علمِ غیب مانتے ہی نہیں۔ لہٰذا بچوّں
پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دینا نہ توہین ہے نہ کفر
ہے۔ ہاں اگر مولوی اشرف علی صاحب حضُورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
کے لیے علمِ غیب مانتے اور پھر یہ تشبیہ دیتے تو توہین ہوتی اور کفر ہوتا
اَب اگر مولوی عبدالشکور صاحب اس بات میں سچّے ہیں کہ مولوی اشرف علی
حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے علمِ غیب مانتے ہی نہیں، تو مولوی
مرتضیٰ حسن دربھنگی کے نزدیک بلکہ آپ کے نزدیک بھی مولوی اشرف علی
یقیناً کافر ہے۔ اور اگر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اس بات میں سچّے ہیں
کہ مولوی اشرف علی بعطائے الٰہی حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے
علمِ غیب مانتے ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب کے نزدیک مولوی اشرف علی
قطعاً حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں توہین کرنے والا ہے اور
کافر ہے۔ نیز اگر دیوبند کے صدر اس بات میں سچّے ہیں کہ تھانوی صاحب

حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے لیے علم غیب مان رہے ہیں اور ایسا سے تشبیہ ہی مُراد ہے تو بھی مولوی عبد الشکور صاحب کے نزدیک مولوی اشرف علی یقیناً حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی شان میں گستاخ اور توہین کرنے والا کافر ہے۔ مولوی اشرف علی کو کُفر سے بچانے کے لیے جو تاویل آپ نے گھڑی اُسے دیوبند کے صدر نے غلط بتایا اور جو تاویل دیوبند کے صدر نے بیان کی اُس کا آپ نے رَد کر دیا۔ پھر جو تاویل در بھنگی صاحب نے بتائی اُسے کاکوروی صاحب نے غلط بتایا اور جو تاویل کاکوروی صاحب نے گھڑی اُسے در بھنگی صاحب نے رَد کر دیا۔ اور مولوی اشرف علی بے چارہ کفر کا کفر ہی میں پھنسا رہا۔ گویا[1] آپ اور دیوبند کے صدر صاحب اور در بھنگی صاحب اور کاکوروی صاحب چاروں کا مولوی اشرف علی کے کافر ہونے پر اتّفاق واجماع مؤلف ہو گیا۔ حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں اس قدر توہین اور گستاخی ہے کہ اس کی کوئی تاویل ہی نہیں بنتی۔ ایک دیوبندی جو تاویل گھڑتا ہے دُوسرا دیوبندی اُس کو غلط ٹھہراتا ہے۔ دیکھیے آپ کے دیوبندیوں کے اقرار سے میرے فتوے کی تصدیق ہو گئی۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے جال میں صیّاد آ گیا

مولوی منظور صاحب : مَیں نے کئی دفعہ مخالفین سے مناظرہ کیا مگر آپ جیسا لسّان اور زبان دراز کسی کو نہ دیکھا۔ اتنی بیحیائی و بے شرمی

[1] صدر دیوبند و مناظر سمیت چاروں مولویوں کا مولوی اشرف علی کے کفر پر اجماع مؤلف۔

آپ ہی کا کام ہے۔ آپ کے اصول پر قیامت تک آپ کو ہرانا مشکل ہے۔
میرا نام منظور ہے منظور و مناظرہ کے حروف برابر ہیں۔ ضلع نینی تال میں
مَیں نے مناظرہ کیا، مُبارکپور میں مناظرہ کے لیے گیا، سنبھل میں مَیں نے مناظرہ
کیا۔ گذشتہ سال پنڈت گوپی چند سے مَیں نے بریلی میں مناظرہ کیا اور وُہ
اپنی تقریر میں مجھے یہ ضرور کہتا تھا کہ میرے سوالات کے جوابات نہیں دیئے
آپ بھی ویسے ہی کہتے ہیں کہ مَیں نے آپ کے سوالات کے جوابات نہیں
دیئے۔ حالانکہ مَیں آپ کے تمام سوالات کے جوابات دے چکا ہُوں۔
آپ تھانوی صاحب پر کیا اعتراضات کرتے ہیں۔ مولانا تھانوی صاحب
تو حضور کو عالم الغیب کہنا ناجائز بتاتے ہیں اور آپکے مولانا احمد رضا خاں صاحب[1]
نے اپنی کتابوں میں حضور کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے۔ عبارت
حفظ الایمان کا مضمون آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے بھی ثابت
ہے۔ لہٰذا آپ اُنہیں کیوں نہیں کچھ کہتے۔ مولانا تھانوی صاحب سے
آپ کو عداوت معلوم ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ اُن کی مخالفت میں اس
طرح گفتگو کرتے ہیں۔ آپ میرے اِن سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطہ فی الرزق کے لحاظ سے رازق
کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باعثِ ایجادِ عالم کی حیثیت سے خالق
کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطہ فی الترتیب کے لحاظ سے رب العلمین

[1] دیوبندی مناظر کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز پر افتراء۔

کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟

مولانا سردار احمد صاحب : آپ نے یہ تو گویا تسلیم کر لیا ہے کہ دیوبندیوں کا مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پہ اجماعِ مولّف ہے کیونکہ آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور اَب آپ نے عاجز ہو کر اپنے مناظروں کی فہرست بیان کرنا شروع کر دی۔ اپنے مُنہ میاں مٹھو نہ بنیے۔ آپ کے مناظرہ کی حقیقت مجمع پر کھُل گئی ہے۔ جب میں نے آپ سے پہلے روز علمی گفتگو شروع کی تو آپ بدحواس ہو کر چوپٹ ہو گئے اور آپ کے چہرہ کا رنگ سفید پڑ گیا۔ اور دُوسرے روز عاجز ہو کر آپ گھٹنے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے، آج تیسرا روز ہے اور صبح ہی سے آپ کے چہرہ پر بارہ بج رہے ہیں ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے بھی ہوتے ہیں۔ اس سے ہر شخص آپ کی عاجزی اور کمزوری اور کھُلی شکست کا احساس کر رہا ہے۔ آپ نے اپنے مناظروں کی فہرست تو سُنا دی مگر آپ پر کیا گزری یہ آپ نے بیان نہیں کیا، یہ مجھ سے سُن لیجیے۔ کتنی جگہ تو آپ جوتیاں چھوڑ کر سُنّیوں کو پیچھا دے کر بھاگے۔ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں آپ کی وُہ ذلّت و رُسوائی ہُوئی، کہ اگر آپ میں کچھ شرم و حیا ہوتی تو دوبارہ مناظرہ کا نام نہ لیتے۔ لاہور میں آپ نے غیر مقلّدوں سے مدد چاہی تو اہلِ پنجاب پر آپ کی وہابیت کا پردہ کھُل گیا تو مُسلمانوں نے آپ کو وہابی نجدی سمجھ کر آپ سے بیزاری ظاہر کی۔ موضع ادری میں آپ کئی وہابی مولویوں کو لے کر پہنچے اور حق کے سامنے آپ ایسے لاجواب

ہوئے کہ آپ کی زبان پر مُہرِ سکوت لگ گئی اور موافقین مخالفین سب نے آپ کی کمزوری کا احساس کیا۔ سنبھل میں جب آپ عاجز ہوتے اور سنبھل نہ سکے تو حق کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ سر آپ کا زمین پر تھا اور ٹانگیں آسمان کی طرف تھیں۔ کیا آپ ان باتوں کا انکار کر سکتے ہیں؟ یہ ہے آپ کے مناظروں کی حقیقت! اور پھر بھی آپ مناظرہ مناظرہ کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ شرم! آپ نے بیان کیا کہ "مناظرہ اور منظور کے حروف برابر ہیں"۔ آپ اتنا گھبرا گئے کہ آپ کو منظور اور منظورہ میں امتیاز نہیں رہا۔ منظورہ اور مناظرہ کے حرُوف برابر ہیں نہ کہ منظور اور مناظرہ کے حرُوف۔ اگر آپ کو اپنے نام کے حرُوف لفظ مناظرہ کے حرُوف کے برابر ہی کرنا ہے تو اپنا نام تائے تانیث بڑھا کر منظورہ ہی رکھ لیجیے۔ ہم بھی آپ کو آج سے مولوی منظورہ صاحب کہا کریں گے اور اس نام سے بھی آپ کو کیا فائدہ کیا کوئی بے وقوف عورت یا نالائق مرد اپنا نام منظورہ یا مناظرہ یا منظور رکھے تو کیا وُہ محض اس نام کی وجہ سے مناظرہ کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ کیا آپ نے نہیں سُنا ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور

آپ نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز پر افترا کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرا سی بھی سچّائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجیے۔ لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر اللہ عزّ وجل پر نہیں کرتے

ہیں مگر بعطائے الٰہی سیدالانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بلکہ جمیع انبیاء بلکہ اولیاء کرام کے لیے بھی علمِ غیب مانتے ہیں۔ آپ نے آج پھر کہا کہ اعلیحضرت قبلہ کی کتابوں میں عبارت حفظ الایمان کا مضمون ہے۔ کل میں نے آپ کی اس بات کا رَد کیا، آپ جواب نہ دے سکے۔ آج پھر آپ نے بیحیائی سے اُسی رد شدہ بات کا دوبارہ نام لیا۔ اچھا وُہ کتاب پیش کیجیے جس میں یہ مضمون ہے۔ ابھی آپ کی رہی سہی ...... خاک میں مل جاتی ہے۔ مجھے اور دیگر مُسلمانوں کو مولوی اشرف علی صاحب سے ذاتی عداوت نہیں ہے بلکہ اس لیے عداوت ہے کہ تاجدار مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شانِ اقدس میں اُس نے صریح توہین اور کھُلی گستاخی کی ہے اور مُنہ بھر گالی دی ہے۔ والعیاذ باللہ

آپ کے سوالات مبحث سے بالکل خارج ہیں آپ مبحث کو چھوڑ کر ادھر اُدھر کیوں بھاگتے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو ہرگز رازق نہیں کہتے مگر یہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ عزّوجل کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں۔ ہم پیارے رسُول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خالق نہیں کہتے۔ ہاں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خالق کا بندہ اور ساری مخلوق کا آقا ضرور کہتے ہیں۔ ؎

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مگر آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کی طرح ہم حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو اپنا بڑا بھائی اور اپنی مثل بشر نہیں کہتے۔ ہم اپنے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

کو رَبّ العٰلمین نہیں کہتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ جس چیز کے لیے اللہ عزّ وجل رَب ہے اُس چیز کیلئے اللہ عزّ وجل کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں کہ قرآنِ پاک کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

مگر آپ کے پیشوا گنگوہی کی طرح ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ مخلوق میں سے کسی دُوسرے کو رحمۃ للعٰلمین نہیں کہتے ہیں۔ آپ نے آریہ سے مناظرہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ نے ہی تو حضور پُر نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کھُلی گستاخیاں کر کے آریہ کو مناظرہ کی جرأت دی ہے۔ ورنہ آریہ مسلمانوں کے سامنے پہلے اتنے جری نہ تھے۔

دیکھیے آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو براہینِ قاطعہ صفحہ ۵۱:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

لہ فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲ پر ہے "رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے انبیاء علماء بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے۔" اقول مسلمانوں کے نزدیک رحمۃ للعالمین ہونا قطعاً خاص حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے جس میں دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شریک نہیں مگر یہ دیوبندی اپنے دیوبندی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک بتا رہا ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اور تمہارے اسی پیشوا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کو ہندوؤں کے سانگ کنھیّا کی مثل بتایا ہے ملاحظہ ہو براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸

"پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیّا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔" آپ اپنے اور اپنی جماعت وہابیہ کے دوسرے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی صراطِ مستقیم[1] دیکھیے صفحہ ۸۶ پر

"صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست۔"

"نماز میں پیر اور اُس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔"

اُپنے پیشوا کی دُوسری کتاب تقویۃ الایمان دیکھیے صفحہ ۵۲ پر اپنی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قول گھڑ کر لکھ دیا:

"میں بھی ایک دن مَر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" صفحہ ۵۲ پر ہے

"اولیاء و انبیاء امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرّب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔" اور صہ ۵۱ پر ہے:

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔" اور صفحہ ۴۸ پر ہے:

"سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔"

---

[1] صراطِ مستقیم" مطبوعہ مطبع مصطفائی دہلی۔

اور ص۱۲ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے :

" ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وُہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" اور ص۲۴ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے :

اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجیے۔" اور ص۵۳ پر ہے :

" پیغمبرِ خُدا نے فرمایا یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسُول یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے دیئے ہیں سو بیان کرو، وُہ سب رسُول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔" اور ص۲۰ پر ہے :

" سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں، اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔" ص۳۰ پر ہے :

" وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا

صفحہ ۳۴ پر ہے :

" جس کا نام محمّد یا علی ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" اور ص۸ پر ہے:

" خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔" اور ص۲۱ پر ہے :

" ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ۔" اور ص۹ پر ہے :

"اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرّک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کسی پیر و پیغمبر کو کرے تو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" اور صـ۲۴ پر انبیاء کرام کی شان میں لکھا ہے :

اُس کے دربار میں اُن کا تو یہ حال ہے کہ جب وُہ کچھ حکم فرماتا ہے تو سب رُعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔" اور صـ۴۸ پر ہے :

"سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تو اس دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مُنہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔" صـ۵۷ پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر یہ افتراء کیا :

"کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے مَیں واقف ہُوں اور لوگ غافل۔"

یہ چند عبارتیں بطور نمونہ بیان کر دی ہیں۔ ورنہ وہابیہ نے تو محبُوبانِ خُدا عزّ وجل و اولیاء کرام و انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کی شان میں سینکڑوں گُستاخیاں کی ہیں ۔ اَب میرا وقت ختم ہو گیا ورنہ وہابیہ کی کچھ اور گستاخیاں بیان کرتا اللہ اللہ ایک غازی علم الدّین اور غازی عبدالرّشید اور عبدالقیوّم تھے کہ جنہوں نے مدنی تاجدار سرکار ابد قرار صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و محبّت پر اپنی جانیں قربان کر دیں ۔ ایک آپ کی جماعت وہابیہ ہے کہ محبُوبِ پروردگار احمد مختار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں گُستاخیاں

کر کے آریہ کو جرأت دیتی ہے۔ جب غازی عبدالرشید شہید ہوئے تھے، تو آپ کے بعض دیوبندی وہابی کٹھ ملّوں نے اُن کے جنازے کی نماز کو ناجائز بتایا تھا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

آپ نے اپنی تقریر میں واسطہ کو بار بار بیان کیا ہے، یہ تو بتائیے:

۱ــــ واسطہ کی کیا تعریف ہے؟

۲ــــ واسطہ کی کتنی اقسام ہیں؟

۳ــــ ہر قسم کی کیا تعریف ہے؟

۴ــــ یہاں پر کونسا واسطہ مُراد ہے؟

اور پھر مَیں آپ کو متوجّہ کرتا ہُوں کہ حفظ الایمان کی ناپاک اور صریح کفری عبارت سے توبہ کیجیے۔

مولوی منظور صاحب: آپ نے تقویۃ الایمان کی عبارتیں بہت پڑھ دیں اس سے آپ کو کیا فائدہ ہُوا۔ تقویۃ الایمان تو اِسلام کی بہت معتبر کتاب ہے۔ تقویۃ الایمان گھر میں رکھنا عین اِسلام ہے تقویۃ الایمان کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ہماری تمام جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ دیکھیے ہمارے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھی تقویۃ الایمان کے معتبر ہونے پر اطمینان واذعان ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل صفحہ ۱۲۲ پر فرماتے ہیں:

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عُمدہ اور سچّی کتاب ہے اور موجبِ قوت واصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پُورا پُورا مطلب اس میں ہے۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اُس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں، اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔"

آپ تقویۃ الایمان پر کیا اعتراض کرتے ہیں تقویۃ الایمان میں تو قرآن و حدیث کی ترجمانی کی گئی ہے۔ تقویۃ الایمان بلاشبہ بے غبار ہے مگر آپ تو خواہ مخواہ اس پر اعتراض کرتے ہیں دُنیا میں بدعت و شرک بہت پھیل گیا تھا کوئی اپنا نام غلام نبی کوئی غلام رسُول، کوئی غُلام محیّ الدین کوئی غلام معین الدّین رکھتا ہے، کوئی پیر بخش، کوئی نبی بخش کوئی سالار بخش کوئی فرید بخش، کوئی علی بخش کوئی حسین بخش رکھتا ہے۔ کوئی مصیبت کے وقت انبیاء و اولیاء کو پکارتا ہے۔ یا رسُول اللہ۔ یا علی یا حُسین یا غوث کی دہائی مشکل کے وقت دیتا ہے۔ جھُوٹے مُسلمانوں میں ہندوؤں کی طرح یہ سب رسمیں خرافاتی ظاہر ہُوئی تھیں۔ مولانا اسمٰعیل دہلوی تو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے اُنہوں نے تقویۃ الایمان میں سراسر بدعت و شرک کا رَد کیا ہے۔ آپ خواہ مخواہ ان عبارتوں پر اعتراض کرتے ہیں، سُنیے اس مسئلہ پر سب کا اتّفاق ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جو شخص کسی کافر کو کافر نہ کہے وُہ خود بھی کافر ہے۔ اب اگر تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں توہین و گستاخی ہے اور وُہ عبارتیں کفری عبارتیں ہیں، تو آپ کے اعلیحضرت نے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو مُسلمان کیوں لکھا ہے کافر کیوں نہیں

کہا ؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس کے عقیدے کفریہ ہوں اُس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے ۔ تو اصل مذکور کے مطابق آپ کو اپنے اعلیٰ حضرت کے کفر کا اقرار کرنا پڑے گا یا تو تقویۃ الایمان کی عبارتوں کو آپ بے غبار مان لیجیے یا تقویۃ الایمان کی عبارتوں کو کفری بتا کر اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق اقرار مذکور کیجیے ۔ اور آپ نے جو واسطہ کے معنے اور اُس کے اقسام اور اُن کی تعریفات دریافت کی ہیں تو منطق کی ابتدائی کتب شرح تہذیب وغیرہ میں ہیں دیکھ لیجیے ۔

مولانا سردار احمد صاحب : حضرات سامعین ! مولوی منظور صاحب نے اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے کفر کا اقرار کر لیا ہے اسی لیے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز آ کر اپنے دُوسرے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کفر کی بحث چھیڑ دی ہے اور پہلی بحث کو مطلقاً چھُوا بھی نہیں ۔ مَیں نے واسطہ کے معنے اور اقسام مع تعریفات دریافت کی تھیں ۔ آپ نے اُس کا جواب عجیب دیا ہے یہ طلباء کی کثیر جماعت آپ کے اس جواب پر آپ کی لیاقت کی داد دیتی ہے ۔ سامعین پر عموماً اور طلباء پر خصوصاً واضح ہو گیا کہ آپ بیچارے منطق کی ابتدائی کتب سے بھی ناواقف محض ہیں ۔

اَب سُنیے آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ ، ۳۶ پر لکھا ہے :

" تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلاجہت

و محاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد ۔ الخ ملخصاً ۔

یعنی اللہ عزّ وجل کو زمان و مکان وجہت سے پاک جاننے اور اُس کا دیدار بلا کیف ماننے کا عقیدہ بدعت ہے ۔ والعیاذ باللہ ۔

آپ کے دیوبندی پیشواؤں سے کسی نے اس کے متعلق یوں سوال کیا "کیا ارشاد ہے اُس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالےٰ کو زمان اور مکان اور ترکیبِ عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے اور یہ قول کیسا ہے بینوا توجروا آپ کے گنگوہی پیشوا نے یہ جواب دیا :

الجواب : یہ شخص عقائدِ اہلسنّت وجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے ۔ نعوذ باللہ منہ ۔

حضرات سلف صالحین اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیثِ صحیحہ اور کلام اللہ شریف کی آیاتِ صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جلّ شانہ، زمان اور مکان وجہت سے پاک ہے اور دیدار اُس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا ۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں ۔"

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم ۔ بندہ رشید احمد گنگوہی ۔

پھر اس فتوے پر آپ کے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات بھی ہیں :

۱ - الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ ۔

۲ - الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیبِ عقلی سے منزہ جاننا

عقیدہ اہلِ حق اور اہلِ ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔
اور دیدارِ حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو وُہ بے کیف اور بے جہت
ہوگا مخالف اس عقیدہ کا بد دین و ملحد ہے۔

کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند۔

۳۔ الجواب صحیح بندہ محمُود عفی عنہ مدرّس اوّل مدرسہ دیوبند۔

۴۔ الجواب صحیح محمُود حسن عفی عنہ۔

۵۔ الجواب صحیح غلام رسُول۔

۶۔ وُہ ہرگز اہلسُنّت میں سے نہیں ہے۔ الخ محمّد عبدالحق عفی عنہ۔

۷۔ اَبُوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۸۔ الجواب صواب محمُود حسن مدرّس مدرسہ مسجد شاہی مُراد آباد۔

دیکھیے اس فتوے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے علماء دیوبند کے نزدیک بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی عقائدِ اہلسُنّت وجماعت سے جاہل اور بے بہرہ اور کُفر کا عقیدہ رکھنے والا، سلف صالحین اور ائمہ دین کی مخالفت کرنے والا اور صحیح حدیثوں اور قرآن پاک کی صریح آیتوں کا منکر۔ بد دین ملحد[1] (کافر) زندیق ہے۔ جبکہ جمہور دیوبند مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کُفر و الحاد و زندقہ کا فتویٰ دے چکا تو آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ میں سے کسی کی یہ مجال نہیں کہ مولوی اسمٰعیل کو مُسلمان ثابت کر سکے۔ کیا ہے کوئی وہابیت کا فرزند جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا اِسلام ثابت کر سکے ——

دیوبندی مولویوں کے ایمان میں یہ فتویٰ مع چند سوالات کئی بار شائع ہوا

---

[1] ملحد ایک فرقہ کفار ہے بلکہ جمیع فرق کُفر کو شامل ہے۔ ردالمحتار میں ہے الملحد اوسع فرق الکفر حداً۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ مسلم قال انا ملحد یکفر۔ ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر

اور علماء دیوبند کے پاس روانہ بھی کیا گیا۔ مگر آج تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا اور نہ اپنے پیشوا مولوی اسمٰعیل کا اسلام ثابت کر سکا۔ جب آپ کے بڑے ہی عاجز رہے تو آپ بیچارے آج مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اسلام کیا ثابت کریں گے۔ اَب بتایئے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو ملحد بد دین زندیق، عقائدِ اہلسنّت سے جاہل بے بہرہ بتانے والے حق پر ہیں یا باطل پر؟ اور آپ جو کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو مسلمان لکھا ہے تو بتایئے کہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ یہ آپ کا نرا افتراء اور سفید جھوٹ ہے! کسی شخص کے اقوال کا کفر ہونا اور بات ہے اور اُن کے اقوال کے قائل کو کافر کہنا اور بات۔ اعلیٰ حضرت[1] نے آپ کے اسمٰعیل دہلوی کے ستّر کفریات "الکوکبۃ الشھابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ" میں بیان کیے مگر مولوی اسمٰعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی بنا پر کافر کہنے میں احتیاط برتی۔ بے شک اعلیٰ حضرت قبلہ نہایت احتیاط برتنے والے تھے اور تبع شریعت و عالم دین کی یہی شان ہونا چاہیے۔ دیکھیے آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا ہے:

"بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفّ لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل صفحہ ۳۸)

اور یہی گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"یزید پر لعنت کرنے میں جو علما تحقیق کر چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا

---

[1] قدّس سرّہ العزیز۔

لعن کو جائز کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہُوا وہ سکوت اور منع کرتے ہیں یہ احوط ہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ حصہ اوّل ص۳۸)

اس سے واضح ہوگیا کہ جس شخص سے کُفریات صادر ہوں اور اُسکی توبہ کی شہرت ہو اُس کے کافر کہنے سے زبان روکنا احتیاط ہے۔ اگر اس سے احتیاط کرنے والا آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے تو پہلے اپنے گنگوہی پیشوا پر یہی حکمِ کُفر لگایئے۔ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ کے نزدیک توبہ کی شہرت سبب احتیاط نہیں ہوسکتی۔ اس لیے کہ آپ کے گنگوہی صاحب توبہ کی شہرت کو غلط بتا گئے:

"اور توبہ کرنا ان کا (یعنی مولوی اسمٰعیل کا) بعض مسائل سے محض افتراء اہلِ بدعت کا ہے۔" (فتاوٰی رشیدیہ حصہ اوّل ص۶۲)

آپ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو کافر کہے وُہ خود کافر ہے۔ حالانکہ آپ کے گنگوہی پیشوا یہ تصریح کر چکے ہیں، کہ مولوی اسمٰعیل کے کافر کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے:

"مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا رکھنا نہ چاہیے۔" (فتاوٰی رشیدیہ حصہ اوّل ص۱۸)

اب بتایئے آپ جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ آپ نے بیان کیا، کہ "جس کے عقیدے کُفریہ ہوں اُس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہوتا ہے۔"

اب سُنیے مجالس الحکمہ معروف بہ اربعین صفحہ ۱۵۰ پر ہے، فوائد و نتائج

"حضرتِ والا (یعنی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) کا یہ طرزِ عمل سلف کے موافق ہے کہ انہوں نے معتزلہ تک کے کافر کہنے میں احتیاط کی ہے اگرچہ ان کے عقائد صریح کفر ہیں لیکن سلف نے احتیاطاً یہ اصول رکھا ہے لا نکفر اہل القبلۃ"۔ اب آپ کا تھانوی جی پر کیا فتویٰ ہے؟ وہ تو معتزلہ کو بھی کافر نہیں کہتے ہیں۔ حالانکہ معتزلہ کے عقائد آپ کی کتاب مجالس میں کفر بلکہ صریح کفر لکھے ہیں۔ دیکھیے آپ کے اقرار سے آپ کے تھانوی جی کافر ہوئے۔ اب اگر کوئی آپ پر یہ اعتراض کرے کہ یا تو معتزلہ کے عقائد کو بے غبار مان لیجیے یا معتزلہ کے عقائد کو کفر بتا کر اپنے مولوی اشرف علی صاحب کے کفر کا اقرار کیجیے، تو آپ کیا جواب دیں گے۔ پھر جس طرح معتزلہ کو احتیاطاً کافر نہ کہنے سے معتزلہ کے کفری عقائد اسلامی عقائد نہ ہو جائیں گے بلکہ کفری عقائد ہی رہیں گے۔ اسی طرح آپ کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کو احتیاطاً کافر نہ کہنے سے اسمٰعیل دہلوی کی کفری عبارتیں کفری عبارتیں ہی رہیں گی، وہ عبارتیں اسلامی عبارتیں ہرگز نہیں ہو جائیں گی۔ لیجیے آپ اگر ان سوالات کے جوابات دے دیں تو اس بحث کا انشاء اللہ اسی پر خاتمہ ہو جائے گا:

۱۔ قادیانیوں کے عقائد صریح کفر ہیں۔ اور معتزلہ کے عقائد بھی صریح کفر ہیں جیسا کہ آپ کی مجالس میں لکھا ہے۔ پھر آپ قادیانیوں کو کو اس کی بنا پر کافر کہتے ہیں معتزلہ کو کیوں نہیں کہتے ہیں؟

۲۔ قادیانیوں کو کافر نہ کہنے والے کو آپ کافر کہتے ہیں اور معتزلہ کو کافر نہ کہنے والا آپ کے نزدیک مسلمان کیوں رہتا ہے؟

۳۔ قادیانیوں کے صریح کفر میں اور معتزلہ کے صریح کفر میں کیا فرق ہے؟ کیا صریح کفر کی بھی دو قسمیں ہیں؟ بیان کیجیے! آپ نے بیان کیا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں قرآن و حدیث کی ترجمانی کی گئی ہے تو بتایئے کہ:

۱۔ کس حدیث میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے متعلق یہ فرمایا کہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹّی میں ملنے[1] والا ہوں۔"

۲۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "ولی، نبی، رسول کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کرنا چاہیے۔"

۳۔ کس آیت یا حدیث میں "سب انبیاء اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔"

۴۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "اولیاء اور انبیاء کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے اور یہ سب ناکارے ہیں"؟

---

[1] سبحٰن اللہ رب العٰلمین جل مجدہ اُن کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے وَلَا تَقُولُوا لِمَن یُقتَل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ وّ لٰکن لا تشعرون۔ جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وُہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ اور فرمائے لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین۔ خبردار شہیدوں کو مُردہ نہ جانو بلکہ وُہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں شاد شاد۔ اور ایک سفیہ مغرور مجذوبانِ خدا سے نفور۔ جو حضور پُرنور اکرم المحبوبین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وُہ ناپاک لفظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے "یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ قیامت میں ان شاء اللہ تعالیٰ مرکر مٹی میں ملنے کا مزہ الگ کھلے گا اور یہ جدا پُوچھا جائے گا حدیث کے کون سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بُو تھی جو تُو نے یعنی کہکر محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ افتراء کردیا حضور علیہ السلام پر افتراء اللہ جل جلالہٗ پر افتراء ہے اور اللہ پر افتراء جہنم کی راہ کا پورا سرا ان الذین

۵۔ کونسی آیت یا حدیث کی یہ ترجمانی ہے کہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وُہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

۶۔ کس حدیث میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام نے فرمایا ہے کہ "سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے مَیں واقف ہُوں اور لوگ غافل" ؟

۷۔ کس حدیث میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا" ؟

۸۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "ان غیب کی باتوں سے اولیاء و انبیاء دُوسرے بندے سب برابر طور پر نادان و بے خبر ہیں"۔

۹۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظّام کو اللہ عزّ وجل نے کچھ قدرت نہیں بخشی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی"۔

۱۰۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ "خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

۱۱۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "کسی پیغمبر کے کنوئیں کے پانی کو تبرّک سمجھ کر بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا یا غائبوں کے واسطے لے جانا شرک ہے" ؟

۱۲۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "غلام رسول، غلام نبی، غلام محی الدین نبی بخش، علی بخش، حسین بخش نام رکھنا ہندوؤں کی رسم اور شرک ہے"
۱۳۔ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "مصیبت کے وقت یارسول یا علی یاحسین یا غوث پکارنا شرک ہے"؟

آپ قادیانیوں کی سی چال کو ترک کر دیں اور انصاف سے مطالبات کا جواب دیں!

مولوی منظور صاحب: آپ ہماری جماعت کی مثال میں قادیانیوں کو خواہ مخواہ پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ہم بھی قادیانیوں کا رَد کرتے ہیں اور آپ ہم پر اُن کو جرأت دینے کا اُلٹا الزام تھوپتے ہیں۔ غلام احمد قادیانی کے آپ ہموطن ہیں کہیں اُس کا اثر تو آپ پر نہیں پڑا۔ اُن کا نام غلام احمد تھا اور آپ کا نام سردار احمد ہے۔ خُدا خیر کرے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کے اتباعِ شریعت کو بیان کیا۔ ہم اُن کو خُوب جانتے ہیں اُن کا وصیت نامہ ملاحظہ کیجیے اُس میں ہے، "حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔" دیکھیے اپنی کتب پر عمل کرنے کو اہم سے اہم فرض بتا رہے ہیں۔ آپ کے اعلیٰ حضرت کے وصیت نامہ میں ہے۔ اعزّا سے اگر بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیا سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، دُودھ کا بَرف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دُودھ کا ہو مُرغ کی بریانی، مُرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی

فیرینی، اُردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دیکھیے آپ کے بزرگ اتنے کھانے کھاتے تھے، یہ کیسے عاشقِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ آپ تقویۃ الایمان کی عبارتوں کے بارے میں اعتراض نہ کریں۔ اس لیے کہ اُس کی سب عبارتوں کا ثبوت بے شک قرآن و حدیث سے ہے۔ آپ تو تقویۃ الایمان کی عبارتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں مَیں تو حفظ الایمان کی عبارت یعنی "اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حُضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچّے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" کے ثبوت میں قرآن پاک کی کئی آیتیں پیش کر سکتا ہوں۔ جب آپ ثبوت طلب کریں گے تو بہت سی آیات ثبوت میں پیش کروں گا۔

مولانا سردار احمد صاحب : آپ نے بیان کیا کہ "ہم (دیوبندیہ) بھی قادیانیوں کا رَد کرتے ہیں۔" آپ سامعین کو دھوکا مت دیجیے۔ آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیرالنّاس کے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے:

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو مَیں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

اسی کے صفحہ ۲۸ پر ہے :

" بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے ۔"

دیکھیے آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ کے پیشوا قادیانیوں کی طرح ختمِ نبوّت کے منکر ہیں بلکہ درحقیقت قادیانی مذہب آپ کے دیوبندی وہابی مذہب کی ایک شاخ ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبوّت کا دروازہ بند کیا تھا اور آپ کے دیوبندی پیشوا نے اُسے کھُلا بتایا ۔ غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کر کے آپ کے پیشوا کی تصدیق کر دی ۔ آپکے دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ نبوّت کا دروازہ کھولا ہمارے پیشوا نے ، اور داخل ہو گئے اُس میں قادیانی ، فوراً قادیانی پر کُفر کا فتویٰ دے دیا ۔ اب آپ کو معلوم ہُوا کہ آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ قادیانیوں کی تائید کرنے والی ہے ۔ پھر آپ کس مُنہ سے کہتے ہیں کہ "ہم قادیانیوں کا رَد کرتے ہیں ۔ شرم ! آپ نے مجھے قادیانی کا ہموطن بتایا ۔" بے شک میرا وطن ضلع گورداسپور ہے ۔ مگر اَلحمدُ لِلّٰہ قادیانی کا ہم عقیدہ ہرگز نہیں ۔ اور آپ اور آپ کے پیشوا تو قادیانیوں کے ہم عقیدہ ہیں ۔ مواخذہ آپ کے قادیانی عقیدہ ہونے پر ہے ۔ گفتگو عقیدہ پر ہے وطن پر نہیں ۔ اور یہ اچھی طرح یاد رکھیے کہ ہموطن ہونے سے اثر نہیں پڑتا بلکہ ہم عقیدہ ہونے سے اثر پڑتا ہے ۔ دیکھیے آپ کا وطن ہند ہے اور نجدیوں کا وطن نجد ہے مگر اتنی دُور سے نجدیوں

کا اثر آپ اور آپ کی جماعتِ وہابیہ پر اس لیے پڑا ہے کہ آپ نجدیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔ ایسے ہی قادیان آپ سے دُور ہے مگر آپ قادیانی کے ہم عقیدہ ہیں۔ آپ نے اس دفعہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ العزیز کی اس وصیت پر اعتراض کیا ہے، "حتیّ الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو" یہ وصیّت بالکل شریعتِ مطہرہ کے موافق ہے اور اس وصیّت پر عمل کرنے والا بھی مستحق ثواب ہے۔ سُنیے آپ کی جماعتِ وہابیہ کی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب کے صفحہ ۲۴ پر آپ کے مولوی ضیا احمد نے اسی وصیّت کے بارے میں لکھا ہے:

"اور وصیّت کنندہ مصاب اور اُس کی وصیّت عین شریعت ہو گی"۔

پھر اُسی صفحہ پر ہے:

"متّبع وصیّت مذکورہ عنداللہ مصاب و مثاب ہے"۔

اس جواب پر آپ کے مولوی عبداللطیف صاحب مدرّس مظاہر علوم سہارنپور کی تصدیق بھی موجود ہے۔ دیکھا آپ نے کیسے کھلے اور صاف لفظوں میں آپ کی جماعت نے تصریح کر دی کہ اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ العزیز کی وصیّت عین شریعت ہے۔ کیا اب بھی آپ اس میں گفتگو کر سکتے ہیں؟ وصیّت نامہ کی دُوسری عبارت میں اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ العزیز نے ایصالِ ثواب کی وصیّت کی ہے اور یہ وصیّت شریعتِ مطہرہ کے بالکل موافق ہے۔ اس لیے کہ ہم اہلسُنّت وجماعت ہیں اور ہمارا مذہب ہے کہ امواتِ مُسلمین کی ارواح کو ثواب پہنچتا ہے اور یہی حدیث وفقہ

سے ثابت ہے۔ آپ چونکہ نجدی اور وہابی عقیدے کے ہیں۔ آپ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ کسی نے وہابیہ کے بارے میں خُوب کہا ہے:

مر گئے مَردُود[1] فاتحہ نہ درُود

آپ نے وصیت کے کس لفظ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وُہ خود کھایا کرتے تھے۔ افسوس کہ آپ کی عقل میں دیوبند ہیں وُہ آپ کو کچھ نہیں سمجھنے دیتے وصیّت کی عبارتِ مذکورہ سے ایک سطر پہلے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں:

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچُھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وُہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جِھڑک کر، غرض کوئی بات خلافِ سُنّت نہ ہو۔"

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرّہٗ العزیز جب تک حیات رہے غلامانِ حضرت مُحَمَّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلاتے رہے شیریں برف پلاتے رہے اگرچہ اُنہوں نے خود کئی کئی روز تک بلکہ ہفتوں تک بلکہ مہینوں تک کھانا چھوڑ دیا۔ اور جب وصال فرمانے کا وقت آیا تو بھی غلاموں کو نہ بھُولے۔ وصیت فرمائی کہ میری رُوح کو ثواب پہنچائیں اور فقراء و مساکین کو عزّت و احترام و خاطر داری کے ساتھ طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلائیں، شیریں برف پلائیں۔ مولوی صاحب! تعصّب کی پٹی کو آنکھوں سے کھول کر دیکھیے کہ اس وصیّت نامہ میں خود کھانے کا ذکر ہے یا غرباء و فقراء کو کھلانے کا۔ بھلا جو شخص زندگی بھر

[1] جب مولانا سردار احمد صاحب نے اسے جوش سے پڑھا تو حاضرین پر بہت اثر ہُوا۔ وہابیہ کے چہرے مُرجھا گئے، اور ایک دُوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔

کھانے کھلائے اور بوقتِ وصال غربا کے لیے قسم قسم کے کھانے کھلانے کی وصیت فرمائے یہ اُس کی سخاوت و کرم و فضیلت و بزرگی کی دلیل ہے یا عیب کی علامت ہے۔ عقل کے دُشمن کو ہنر و کمال بھی عیب نظر آتا ہے۔
اعلیٰ حضرت قبلہ وُہ مُبارک ہستی ہے کہ اہلسُنّت تو اہلسُنّت وہابیہ تک بھی اُن کے زہد و تقوٰی فضل و کمال، شرف و جمال وسعت علوم و استقامت اعمال کا اعتراف کرتے ہیں۔ آپ اُن کے متبّع شریعت ہونے پر کیا اعتراض کرتے ہیں وُہ تو ایسے متبِّع شریعت و صاحب کمال تھے کہ اکابر مشائخ حرمین طیّبینِ مکّہ معظّمہ و مدینہ طیّبہ زادہما اللّٰہ تشریفاً و تعظیماً علمار عرب و عجم، ہند و سندھ نے اُن کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور احادیث نبویہ و سلاسل علیہ و اوراد شریفہ و وظائف مُبارکہ کی اجازتیں حاصل کیں۔ علمار اہلسُنّت وجماعت نے اعلیٰ حضرت قبلہ کو عالم علاّمہ کامل اُستاذ ماہر، مجاہد، دقایق کا خزانہ، علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا، اکابر علمار کی آنکھوں کی ٹھنڈک، روشن ستارہ، دشمنانِ اسلام کے لیے تیغِ بُراں، نادرِ روزگار، اَپنے وقت کا یگانہ، اس صدی کا مجدّد صاحبِ عدل، عالمِ باعمل مرکز دائرۂ علوم صاحبِ تصانیف مشہورہ و رسائل کثیرہ، کریم النفس، مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر محافظ عرفان و معرفت والا وغیرہا الفاظ[1] شریفہ سے یاد فرمایا آپنے اس مرتبہ تقویۃ الایمان کی ناپاک عبارات کا قرآن و حدیث سے ثبوت دینے اور اپنے پیشوا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز ہو کر مکر کی چال

---

[1] مزید تفصیل حسام الحرمین میں ملاحظہ کریں۔

نکالی ہے اور بیان کیا ہے کہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت تو قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ خدا کی پناہ، خدا کی پناہ۔ کیا وہابیہ دیوبندیہ کے ناپاک دھرم میں قرآن پاک سے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ثابت ہے؟ العیاذ باللہ من ذلک۔ آپ نے سبوح قدوس کے مقدس کلام پر اُس کے پیارے محبوب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا الزام رکھ کر تمام مسلمانوں کا دل زخمی کر دیا ہے۔ آپ اِس سنگین جرم سے جلدی توبہ کریں۔ آپ مجھے گالی دے لیں، میرے عزیزوں کو بُرا کہہ لیں میں صبر کر سکتا ہوں مگر پیارے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین قرآن پاک سے ثابت نہ بتایئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلامِ پاک پر عیب نہ لگایئے۔ اس لیے کہ قرآن پاک پر عیب لگا نا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نازیبا کلمات میں نہیں سُن سکتا۔ توبہ کیجیے اور جلدی توبہ کیجیے!

مولوی منظور صاحب: عبارت حفظ الایمان "اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کُل مُراد ہے تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے۔" میں دو اہم باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مطلق بعض غیوب کا علم انسانوں بلکہ تمام حیوانات بلکہ تمام چیزوں کو ہے اور دُوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم نہ تھا۔ پہلی بات کا ثبوت قرآنِ عظیم سے سُنیے:

وَاِن من شيءٍ الا يسبح بحمدہٖ ولٰکن لا تفقھون تسبیحھم ۔

یعنی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہیں مگر تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ۔

اور یہ ظاہر بات ہے کہ تسبیح کرنا بغیر معرفتِ خُدا ممکن نہیں ۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کو خُدا عزّ و جل کا علم ہے ۔ اور یہ میں پہلے بتا چکا کہ حق عزّ و جل اور اُس کی صفات غیب سے ہیں لہٰذا ہر چیز کو مطلق بعض علمِ غیب حاصل ہے ۔ یہ حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا جزو ہے ۔ اور دوسرا جزو یہ ہے کہ حضُور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُل غیوب کا علم نہ ہونا دلائلِ نقلیہ سے ثابت ہے ۔

پہلی آیت : قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ج (سُورۃ انعام رکوع ۴)

دُوسری آیت : قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ج وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ج (اعراف ۲۳)

تیسری آیت : فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ع (یونس ۲)

چوتھی آیت : وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (ہود ۱۰)

پانچویں آیت : لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ
(کہف ع ۴)

چھٹی آیت : وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (سورہ نحل ع ۱۱)

ان چھ آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کے کُل غیب کا علم اللہ عزّ و جل کو ہی ہے۔ اُس نے حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو عطا نہیں کیا ہے اور قیامت تک کے کُل غیوب کا علم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حاصل نہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب : حضرات سامعین! آپ پر واضح ہو گیا ہے کہ ان آیاتِ کریمہ کو عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ مولوی منظور صاحب! آپ قرآن مجید کی بے محل آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ نہ دیجیے۔ قادیانی بھی جب جواب سے عاجز آتے ہیں اور اپنا اسلام ثابت نہیں کر سکتے تو بے محل قرآن پاک کی آیات پڑھنا شروع کر دیتے آپ نے بھی قادیانیوں کی طرح اپنے عجز پر پردہ ڈالنے کے لیے بے محل آیات کو پڑھنا شروع کر دیا ہے، مگر یاد رکھیے آپ کے دھوکے میں کوئی مسلمان نہیں آ سکتا۔ اس لیے کہ آپ کا وہابی ہونا اور آپکا بزرگانِ دین بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ اللہ عزّ و جل کی شان میں گستاخی کرنا اور بے ادب بد تہذیب ہونا حاضرینِ جلسہ پر آشکارا ہو گیا ہے۔ آپ درپردہ وہابیت و نجدیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ مگر الحمد للہ کہ برسوں سے

آپ کا پردہ کھل رہا ہے۔ عبارت حفظ الایمان میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہے جیسا کہ آپ کے صدر دیوبند نے لکھا ہے تو عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں جیسا ہے (العیاذ باللہ) اور یہ آپ کے نزدیک بھی کفر ہے جیسا کہ آپ پہلے اس کا اقرار کر چکے ہیں اور اگر ایسا کے معنے اتنا اور اسقدر ہے جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں تو اس ناپاک عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے برابر ہے (والعیاذ باللہ) اب آپ ہی بتائیے کہ قرآن پاک کی آیات کو آپ کی حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے ناپاک مضمون سے کیا تعلق ہے آپ ابھی مناظرہ سیکھیے۔ مدرسہ اہلسنت کے کسی طالب علم کی شاگردی کیجیے اور یہ خیال نہ کرنا کہ بوڑھے طوطے کیا پڑھیں۔ یا لوگ ہنسیں گے۔

ع
ہنستے ہنستے ہی گھر بستے ہیں

اچھا یہ بتائیے کہ اگر کوئی شخص آپ سے سیکھ کر کہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو کل علوم تو حاصل نہیں ہیں اور بعض علوم میں اشرف علی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔" اس کے کہنے والے کو کوئی وہابی یہ کہے کہ تمہاری عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہے کہنے والا آپ کی طرح جواب دے کہ یہ عبارت قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اس عبارت کے دو اہم جزو ہیں ایک یہ کہ مطلق علم تو ہر انسان بلکہ ہر چیز کو ہوتا ہے۔ اور اس کے ثبوت

میں وہی آیت پڑھے جو آپ نے پڑھی۔ اور دُوسرا اہم جزو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی کو کل علوم حاصل نہیں ہیں اور اُس کے ثبوت میں قرآن پاک کی بہت سی آیات پڑھ دے تو کیا کوئی وہابی اُس کی یہ دلیل مان لے گا نہیں ہرگز نہیں۔ تو بات کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہی نہیں ہے۔ اسی لیے جب وہابیہ کے پیشوا حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں گستاخیاں لکھ کر شائع کرتے ہیں تو مواخذہ کرنے پر بجائے اس کے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے سے توبہ کریں نہایت بے حیائی سے دیگر وہابیہ بھی آپ کی طرح یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ گستاخیاں تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ خُدا کی پناہ حضرات سامعین! آج بھی مولوی منظور صاحب نے صبح سے لے کر اب تک ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اپنے تھانوی صاحب بلکہ اپنے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب کے اسلام کو ثابت کرنے سے عاجز رہے۔ وہابیہ زمانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل شریفہ خصوصاً علم شریف سے بہت جلتے ہیں اسی وجہ سے مولوی منظور صاحب نے قرآن پاک کی ان آیات سے غلط نتیجہ نکالا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان و زمین کا علم غیب نہیں عطا فرمایا ہے۔ اور ان آیاتِ کریمہ میں قیامت کا تذکرہ تک نہیں۔ پھر یہ کیسے نتیجہ نکلا کہ اللہ عزّ وجل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک کا علم غیب نہیں عطا فرمایا۔ مولوی اشرف علی صاحب

نے بھی آیت (وکنت اعلم الغیب الآیہ) کے مطلب میں اِلیٰ یَوْمِ القِیٰمَۃ کی قید اپنی طرف سے لگا کر اپنی مکّاری اور بدباطنی کا ثبوت دیا۔ آپ نے بھی اپنے تھانوی صاحب کی پیروی میں قرآن پاک کی آیات سے غلط نتیجہ نکالا ہے ان آیاتِ کریمہ کے متعلّق مختصراً یہ عرض کرتا ہوں سُنیے! پہلی آیت کے متعلّق علاّمہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(قُلْ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ) لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیا تھا عندہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ باستجابہ دُعاءہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علیٰ قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھٰذا مع انہ قال صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلّم علمت ماکان وما سیکون اھ مختصراً۔

ترجمہ: یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی فرما دو کہ مَیں تم سے نہیں کہتا، کہ میرے پاس اللّٰہ کے خزانے ہیں یہ "نہیں فرمایا کہ اللّٰہ کے خزانے میرے پاس نہیں" بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللّٰہ کے خزانے حُضور اقدس صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ہیں مگر حُضور لوگوں سے اُن کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ

---

[1] دیکھو بسط البنان صفحہ ۱۳

خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی ماہیت وحقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزّوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔" ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے مَا کَانَ وَمَا یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ انتہیٰ۔

دوسری آیت کے متعلق علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں:

ان ھٰذا یشکل مع ما تقدّم لنا انہ اطلع علٰی جمیع مغیبات الدنیا وَالاٰخرۃ فالجواب انہ قال ذٰلك تواضعًا الخ۔

یعنی اگر تو سوال کرے کہ اس آیت سے ظاہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب کی نفی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و آخرت کے تمام مغیبات پر اطلاع دی گئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مغیبات کا علم ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تواضعًا ایسا فرمایا ہے کہ جس سے ظاہر نفی سمجھ میں آتی ہے۔ تیسری آیت کریمہ سے کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک کے مغیبات کا علم عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ اس آیتِ شریفہ کا یہ مطلب ہے کہ علم غیب ذاتی یا علم غیب غیر متناہی اللہ عزّوجل کے ساتھ خاص

ہے ۔ چوتھی اور پانچویں اور چھٹی ان تینوں آیتوں کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آسمان و زمین کی کُل پوشیدہ چیزوں کا علم ذاتی **اللہ** عزّ وجل کو ہی ہے ان تینوں آیتوں سے یہ کیسے نکلا کہ **اللہ** عزّ وجل نے اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ان پوشیدہ چیزوں کے علوم نہیں دیئے۔

سُنیے سیّد المرسلین حضرت محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں :

رایتہ[1] عزّ وجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت

یعنی میں نے اپنے رَب عزّ وجل کو دیکھا کہ اُس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ مُبارک میں پائی تو تمام موجودات مجھ پر روشن ہو گئے اور میں نے پہچان لیے۔

دُوسری حدیث کے یہ لفظ ہیں ، فعلمت مَا بَین المشرق والمغرب یعنی حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سَب میں نے جان لیا۔

تیسری حدیث کے لفظ یوں ہیں ، فعلمت مَا فی السّمٰوٰت وَمَا فِی الاَرض ۔ یعنی حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سَب میں نے جان لیا

چوتھی حدیث کے لفظ یوں ہیں ، فعلمت مَا فِے السّمٰوٰتِ

---

[1] اس حدیث کو محدّثین عظام امام احمد ، امام ترمذی امام الائمہ ابن خزیمہ امام دار قطنی و ابن عدی و طبرانی و حاکم و مردویہ وغیرہم نے نقل فرمایا ——— امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

والارض وتلا و کذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض
یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین
میں ہے سب مجھے معلوم ہوگیا اور راوی کہتے ہیں کہ اس پر والی کونین حضرت
محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یوں
ہی ہم ابراہیم کو تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھاتے ہیں۔

پانچویں حدیث میں یہ لفظ ہیں، تجلی لی ما فی السمٰوٰت
وَالْاَرض۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب مجھ پر روشن ہوگیا۔

چھٹی حدیث میں یوں ہے، فتجلی لی ما بین السماء والارض
یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمان اور زمین کے
اندر ہے سب مجھ پر روشن ہوگیا۔

ساتویں[1] حدیث میں ہے، فعلمنی کل شیٔ۔ یعنی حضور علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ موجودات کا علم مجھے عطا فرمایا، اور
ایک روایت میں ہے فعلمت کلّ شیٔ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
فرماتے ہیں جملہ موجودات میں نے جان لیے۔ شیخ محدث دہلوی قدس سرہٗ
نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین ہا بود عبارت است از حصول
تمامۂ علوم جزئی و کلی و احاطہ آں۔

---

[1] جس کو ان حدیثوں کی تخریج دیکھنا منظور ہو وہ ادخال السنان وخالص الاعتقاد و انباء المصطفیٰ
والدولۃ المکیہ ملاحظہ کرے۔

امام ابنِ حجر مکّی نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

فعلمتُ[1] مَا فی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرض ای جمیع الکائنات التی فی السّمٰوٰت بل وما فوقہا و جمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا۔

یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر موجودات ساتوں آسمانوں میں ہیں بلکہ وُہ بھی جو اُن سے اُوپر ہیں اور جس قدر کائنات ساتوں زمینوں میں ہیں بلکہ وُہ بھی جو اُن سے نیچے سب حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم میں آگئیں۔ وَالحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین۔

تیسرے دِن کے مُناظرہ کی کیفیّت

آج کے مناظرہ میں ایک خاص کیفیّت تھی جو کما حقّہٗ بیان میں نہیں آسکتی۔ مناظرہ دہابیہ نے تھانوی صاحب کے کُفر پر پردہ ڈالنے کے لیے کئی کئی چالیں چلیں متعدّد کروٹیں بدلیں مگر سَب بیکار رہیں۔

---

[1] قرآن پاک میں ہے اَعلم غَیبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرض وَاعلم مَاتبدُوْن وَمَاکُنْتُمْ تکتمون۔ یعنی اللہ عزّ وجل فرماتا ہے کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزیں جانتا ہُوں، اور جانتا ہُوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو، علّامہ شہاب نے اس کی تفسیر میں فرمایا قال الطیبی رحمہ اللہ معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السّمٰوٰت والارض ومایبدونہ ومایکتمونہ قطرۃ منہ۔ یعنی اللہ عزّ وجل کے معلومات کی کوئی نہایت حد نہیں ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں اور جو کچھ وُہ ظاہر کرتے ہیں اور چھپاتے ہیں وُہ سب اللہ عزّ وجل کے معلومات سے ایک قطرہ ہیں۔ اور اس سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی نہایت نہیں ہے اور زمین اور آسمان کی چیزوں کا علم محدُود و متناہی ہے۔ وہابیہ جو یہ کہتے ہیں کہ اگر حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو زمین و آسمان کی سَب چیزوں کا علم ہو جائے گا تو شرک لازم آئے گا۔ یہ سراسر وہابیہ کی علمِ باری عزّ وجل سے جہالت ہے، اس لیے کہ وہابیہ نے اپنے گمان ناقص میں اللہ عزّ وجل کے علم کو محدود و متناہی سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ وما قدروا اللہ حق قدرہٖ۔

مناظرِ اہلسنّت نے دیو بندیوں خصوصًا تھانوی صاحب کے وکیلوں کے اقرار سے تھانوی صاحب کا کفر ثابت کر دیا۔ اور جب وہابیہ کے پیشواؤں کی وُہ عبارات پڑھ کر سنائیں جن میں بزرگانِ دین اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں توہینیں اور گستاخیاں کی ہیں تو مجمع نے وہابیہ کے گندے عقیدوں پر لعنت کی اور وہابیہ کے پیشواؤں سے بیزاری ظاہر کی۔ جب وہابیت کا پردہ آج خُوب فاش ہُوا تو بے حیا وہابیت اپنا رنگ لائی۔ وہابیہ نے شکست کھائی۔ مناظر وہابیہ کا چہرہ مُرجھا گیا ہمّت پست ہو گئی مگر اس کے باوجود عاجزی و کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے مناظرِ وہابیہ کی بیہودہ ہنسی بند نہ ہوئی۔ مگر قسمت کی کھلی کیسی چھُپ سکتی ہے سامعین مناظرِ وہابیہ کی واہیات، بدمزہ و کمزوری اور عاجزی کی ہنسی سے مناظر وہابیہ کی کھُلی شکست کو بار بار محسوس کر رہے تھے۔ مولوی اسمٰعیل سنبھلی اپنے وہابی مناظر کی شکست کو دیکھ کر آج بدحواسی کے عالم میں اسقدر مستغرق تھے کہ اُن کے مُنہ میں زبان اور جسم میں جان معلوم نہ ہوتی تھی۔ وہابیہ کی تین روز پیہم ذلّت اور رُسوائی نے وہابیہ کو مجبُور کیا کہ کسی حیلہ بہانے سے مناظرہ سے جان چھُوٹ جاتے۔ چنانچہ چوتھے روز مناظر وہابیہ نے اپنے پیشوا شیطان نجدی کی پیروی کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں توہین کرکے مناظرہ کو درہم برہم کر دیا۔

مناظرہ کا چوتھا دِن

آج بھی وہابیہ کی آمد عجیب سج دھج کے ساتھ تھی۔ دو صاحب عبا پہنے ہوئے عربی لباس میں وہابیہ کے ہمراہ تھے، تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وُہ بے چارے سرائے میں مقیم تھے وہابیہ اُن کو دھوکا دے کر اپنے ہمراہ لائے (چنانچہ جب مناظرِ وہابیہ نے مناظرہ درہم برہم کرنے کیلئے حضور علیہ الصّلوٰۃ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور توہین کی تو اُن دونوں نے بھی علانیہ مناظرِ وہابیہ کو توبہ کی طرف توجّہ دلائی، مگر مناظرِ وہابیہ نے توبہ نہ کی) جب مناظرہ شروع ہونے کا وقت معیّن آگیا تو مولانا سردار احمد صاحب تقریر کرنے کے لِیے کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ مناظرِ وہابیہ نے کہا کہ آج پہلے مَیں تقریر کروں گا۔

مولانا سردار احمد صاحب: تین روز سے جس حیثیّت سے مَیں روزانہ پہلے تقریر کرتا رہا آج بھی اُسی حیثیّت سے پہلے تقریر کرنے کا میں ہی مستحق ہُوں۔ آپ مستحق نہیں۔

مولوی منظور صاحب: کچھ بھی ہو آج تو میں ہی تقریر کرونگا۔ آپ تسلیم کریں یا کریں۔

مولانا سردار احمد صاحب: آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ جس سے روشن ہو گیا کہ آپ آج پہلے تقریر کے لِیے مستحق ہونے کی دلیل بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ پہلے دِن کی طرح آج پھر آپ نے اپنی ضد

اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے محض مقصد آپ کا مناظرہ سے پیچھا چھڑانا ہے مگر یاد رکھیے کہ مجھے مناظرہ کرنا منظور ہے اور آپ کو شکست پر شکست دینا ہے۔ آج اگر آپ بغیر پہلے تقریر کیے مناظرہ کے لیے تیار نہیں تو آپ ہی پہلے تقریر کر لیجیے مجھے منظور ہے۔

مولوی منظور صاحب : میں نے جناب تھانوی صاحب کی صفائی میں بسط البنان پیش کی تھی آپ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور عبارت حفظ الایمان کو بے غبار ثابت کیا۔ گذشتہ روز مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات پر بحث آ گئی۔ آپ اُن عبارات کو کفری عبارات بتایا، تو میں نے اُن کی صفائی میں آپ کے اعلیٰ حضرت کو پیش کیا۔ آپ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا، اور آپ نے کل آخری تقریر میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا علم غیب عطا فرمایا ہے بلکہ آپ کے نزدیک تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روزِ ازل سے روزِ آخر تک تمام چیزوں کا علم غیب عطا کیا گیا ہے۔ آپ کا یہ قول قرآن و حدیث، تفسیر و اقوال علما کے خلاف ہے۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب حاصل ہے مگر آسمان و زمین کی تمام چیزوں کا علم بھی حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روزِ ازل سے قیامت تک کی چیزوں کا علم حاصل ہو۔

مولانا سردار احمد صاحب : آپ کو اتنے مجمع میں صریح جھوٹ

بولتے شرم نہیں آتی۔ آپ نے تھانوی صاحب کی صفائی میں جب بسط البنان پیش کی تھی تو میں نے نہایت وضاحت سے ثابت کیا کہ تھانوی صاحب نے توبسط البنان میں اپنے کُفر کا اقرار کیا ہے۔ آپ نے اس کا جواب کوئی نہ دیا۔ پھر آپ نے اسمٰعیل دہلوی کے دامن میں پناہ لی اور حاضرین کو دھوکا دینے کے لیے اور اُس کے کُفر پر پردہ ڈالنے کے لیے آپ نے ایک نئی چال اختیار کی۔ میں نے ثابت کیا کہ دیوبند کے جمہور علماء مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کُفر والحاد و زندقہ وجہل کا فتوٰی دے چکے۔ اب کسی وہابی میں یہ دَم نہیں کہ اپنے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اسلام ثابت کر سکے۔ اور اعلیٰ حضرت قبلہ نے احتیاطاً اُس کو کافر نہیں کہا اور اُس کو مُسلمان بھی نہیں کہا۔ آپ نے بیان کیا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ "حُضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو علمِ غیب حاصل ہے۔" اور آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب نے فتوٰی رشیدیہ جلد سوم ص۳ پر لکھا ہے:

"علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔" یہی گنگوہی صاحب اپنے فتوٰی جلد دوم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں:

"یہ عقیدہ رکھا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔"

آپ کے پیشواؤں کا عقیدہ صحیح ہے یا آپ کا؟ سامعین کو دھوکا نہ دیجیے بلکہ اپنا صحیح عقیدہ بیان کیجیے۔ آپ نے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز آکر علم غیب کی بحث شروع کر دی ہے۔ اللہ عزّوجلّ

نے بے شک اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزِ اول سے روزِ آخر یعنی قیامت تک شرق تا غرب سرِ عرش سے زیرِ فرش تک جمیع ماکان وما یکون کا علم عطا فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنی قرآن پاک ہر شے کی پوری پوری تفصیل ہے۔ قرآن پاک میں ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ جب قرآن مجید ہر شے کا بیان ہے اور اہلسنت کے نزدیک شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرش تا عرش تمام موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ اور موجودات میں سے لوح محفوظ بھی ہے تو لوح محفوظ کے جملہ مکتوبات کو بھی یہ بیان شامل ہوا اب قرآن پاک سے پوچھیے کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے، قَالَ تَعَالٰى وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز (لوح محفوظ میں) لکھی ہے قَالَ تَعَالٰى وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ٥ اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔ تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام موجودات مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا۔

وللہ الحمد صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے:

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامًا ما ترك شيئًا يكون في مقامه ذٰلك الى قيام الساعة الاحدث به

حفظه من حفظه و نسیه من نسیه۔

یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہوکر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا کوئی چیز چھوڑ نہ دی، جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔

صحیح بُخاری شریف میں حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے

قام فینا النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامًا فاخبرنا عَن بدء الخلق حتّٰی دخل اھل الجنّۃ منازلھم واھل النار منازلھم۔

ایک بار سیّد دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنّتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔

علّامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح بُخاری میں ارشاد فرمایا:

فیه دلالة علیٰ انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع اَحوَال المخلوقات من ابتدائھا الیٰ انتہائھا۔

یعنی یہ حدیث دلیل ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک ہی مجلس میں اوّل سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرمادیئے۔

اسی مضمون کو علّامہ عسقلانی نے فتح الباری شرح بُخاری اور علّامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بُخاری اور علّامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں اور شیخ المحدّثین

نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بیان فرمایا، صحیح مسلم شریف میں ہے:

فاخبرنا بما هو كائن الٰى يوم القيامة -

یعنی حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے -

اِس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے فرمایا ای مجملاً و مفصلاً یعنی قیامت تک کے تمام حوادث کو اجمال و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا- اسی حدیث کی دُوسری روایت میں جس کو امام احمد و مسلم نے روایت کیا ہے یہ لفظ ہیں فحدثنا كان وما هو كائن یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو گزرا اور جو ہو گا سب کی خبر دی- حلیہ[1] میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے- حضور پُر نُور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الله قد رفع لى الدنيا فانا انظر اليها والٰى ما هو كائن فيها الٰى يوم القيامة كانما انظر الٰى كفى هٰذا

یعنی بے شک اللہ عزّ وجل نے میرے سامنے دُنیا اُٹھا لی ہے تو مَیں اُسے اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہُوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہُوں

اسے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائصِ کبریٰ میں نقل فرمایا- شیخ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا:

"ہرچہ در دُنیا است از زمانِ آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس روایت کی سند کو علامہ قسطلانی نے سندہ جید فرمایا- یہ حدیث مبارکہ دیگر کتب میں کو رہے-

منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از روزِ اوّل تا آخر معلوم کرد۔"
تفسیر رُوح البیان میں ہے :

ما انت بنعمة ربّك بمجنون بمستور عما كان من الازل و ما سيكون الى الابد لان الجن هو الستر بل انت عالم بما كان خبير بما سيكون

یعنی رَبّ عزّ وجل اپنے حبیبِ اکرم سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے فرماتا ہے کہ روزِ اوّل سے جو کچھ ہُوا اور روزِ آخر تک جو کچھ ہوگا تمہارے رَب کے فضل سے تم پر کچھ پوشیدہ نہیں، تم تمام مَاکانَ وَمَایکون کے عالم ہو۔

تفسیرِ معالم و تفسیرِ خازن میں ہے، عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کی تفسیر میں لکھا ہے، خلق الانسان یعنی مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلّم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی بیان مَاکَان وَمَا يكون یعنی اللہ عزّ وجل نے مُحمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پیدا فرمایا اور اُن کو ماکان و مایکون سکھایا۔ یعنی جو کچھ ہُوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو گا سَب کا علم دیا

علّامہ صاوی نے بھی اپنی تفسیر میں اس کو نقل فرمایا۔ تفسیر صاوی کے الفاظ یہ ہیں :

والمراد بالبیان علم ما كان وما يكون وما هو كائن۔

یعنی عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے معنی ہیں کہ جو کچھ ہُوا اور جو کچھ ہو رہا ہے

اور جو کچھ ہو گا سب کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا۔

تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۵۵ پر ہے:

فعلمت علم الاوّلین والآخرین وفی روایۃ علم ماکان وما سیکون۔

یعنی حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حاصل ہو گیا مجھ کو علم اوّلین اور آخرین کا۔

اور ایک اور روایت ہے جو کچھ گزر گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے یعنی ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کی جملہ چیزوں کا مجھے علم حاصل ہو گیا۔

تفسیر علامہ نیشاپوری میں (ولا اعلم الغیب) کی تفسیر میں ہے:

انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم علمت ماکان وما سیکون۔

یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو قیامت تک ہونیوالا ہے سب کو میں نے جان لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں قصیدہ بردہ شریف تمام علماءِ اہلسنت کا مقبول و مستند و معتمد ہے۔ اس میں ہے: شعر ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بخشش سے ایک حصہ اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

اس کی شرح میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

علمهما انّما یکون سطرًا من سطور علمه ثم
مَعَ هٰذا هو من برکة وجوده صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم
یعنی لوح و قلم کا تمام علم (جس میں ما کان و ما یکون تفصیلاً مندرج
ہے) حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دفترِ علم سے ایک سطر ہی
تو ہے پھر با ایں ہمہ وُہ حضور علیہ السّلام کی برکت سے ہے۔
امام ابن حجر مکّی شرح اُمّ القریٰ میں فرماتے ہیں :
انّ اللّٰہ تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاوّلین
وَالاٰخرین ما کَان وَمَا یکون ۔
یعنی اللّٰہ عزّوجل نے حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمام عالم پر
اطلاع دی تو سب اوّلین و آخرین کا علم حضور علیہ السّلام کو ملا،
جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔ وَللّٰہ الحمد۔
علماءِ عظّام کے اقوال اس کے متعلّق بہت زیادہ ہیں اگر سب بیان
کیے جائیں تو اس کے لیے بہت وقت درکار ہے۔ منصف مزاج کے لیے
یہی کافی ہے۔ دیکھیے قرآن و حدیث و تفسیر و اقوال علماءِ اہلسنّت سے ہمارا
مسلک ثابت ہے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ہمارا مسلک قرآن و حدیث و تفسیر و
اقوال علماء کے مخالف ہے سراسر مکّاری و فریب دہی ہے۔
مولوی منظور صاحب : آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
کو مَا کان وَمَا یکون یعنی یومِ اوّل سے قیامت تک تمام چیزوں کا علم
ہے۔ حالانکہ مَا کان وَمَا یکون میں سے بعض غیب ایسے ہیں جو اللّٰہ عزّ و جل

کے ساتھ خاص ہیں اُس نے کسی کو نہیں بتاتے۔ وُہ خاص غیبؔ ہیں قیامت کب ہوگی، بارشؔ کب ہوگی، مادہؔ کے رحم میں کیا ہے، آئندہؔ کے واقعات کسؔ جگہ موت آئے گی۔ دیکھیے قرآن پاک میں ہے:

انّ اللّٰہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیب ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بایّ ارض تموت ان اللّٰہ علیم خبیر○

اور قرآن پاک میں ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ○

دیکھیے ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان چیزوں کا علم اللّٰہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ حدیث میں بھی ہے کہ یہ پانچ غیب خُدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کے باوجود آپ کیسے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو قیامت کی تمام چیزوں کا علم حاصل ہے تمام زمین کا تو علم محیط حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حاصل نہیں قیامت تک کا کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب: یہ مجھے تسلیم ہے کہ پانچوں چیزیں یعنی قیامت کب ہوگی، مادہؔ کے رحم میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، کس جگہ موت آئے گی، بارش کبؔ ہوگی۔ اللّٰہ عزّوجل کے خاص غیب ہیں۔ مگر اس کے باوجود اللّٰہ عزّوجل نے اپنے فضلِ عمیم وعظیم سے اپنے حبیب رؤف ورحیم نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ان پانچوں چیزوں کا بھی علم دیا۔ جو آیت آپ

نے پڑھی ہے۔ اُسی کی تفسیر میں تفسیر احمدی میں لکھا ہے:

ولك ان تقول ان علم الخمسة وان كان لا يعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشآء من محبيه واوليائه بقرينة قوله تعالٰى ان الله عليم خبير بمعنى المخبر۔

یعنی تو کہہ سکتا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ خُدا کے سوا کسی کو نہیں ہے لیکن وُہ اپنے محبین و اولیاء سے جس کو چاہے ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرما دے اس پر قرینہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے۔

اسی آیت کے متعلّق تفسیر صادی میں ہے:

(قوله وَمَا تدرى نفس مَا ذا تكسب غدا) اى من حيث ذاتها واما باعلام الله للعبد فلا مانع منه كالانبياء وبعض الاولياء قال تعالٰى ولا يحيطون بشئ من علمه الّا بما شآء وقال الله تعالٰى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول قال العلماء وكذا ولى فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصّٰلحين على بعض هٰذه المغيبات فتكون معجزة للنّبى وكرامة للولى

ولذلك قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا من الدنیا حتّٰی اطلعه علٰی تلك الخمس۔

یعنی آیت میں جو فرمایا ہے کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس خود بخود اپنی ذات سے نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نفس کل کی بات جان لے تو اس سے کوئی روکنے والا نہیں جیسے انبیاء و اولیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ نہیں احاطہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے معلومات کا مگر جتنے کا احاطہ وُہ چاہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ غیب جاننے والا ہے پس نہیں مسلط کرتا ہے اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو پسند کرلے رسُول سے۔ علماء نے فرمایا ایسے ہی بعض وَلی پس اس بات سے کوئی روکنے والا نہیں کہ اللہ عزّوجل اپنے بعض نیک بندوں کو ان پانچ غیوب میں سے بعض کا علم عطا فرمائے تو نبی کے لیے معجزہ ہوگا اور وَلی کے لیے کرامت اور اسی لیے علماء نے فرمایا ہے کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ وَالسّلام نے دُنیا سے رحلت نہیں فرمائی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان پانچوں غیبوں پر مطلع فرمایا۔ وللہ الحمد۔

شیخ محدّث دہلوی قدّس سرّہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں انہیں پانچ چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند آنہا

از امور غیب اند کہ بجز خدا کسے آنرا انداند مگر آنکہ وے تعالیٰ
از نزد خود کسے را بوحی و الہام بدانا ند۔"
دیکھیے اس عبارت کا صاف یہ مطلب ہے کہ وحی کے ذریعہ نبی کو اور
الہام کے ذریعہ ولی کو ان پانچ چیزوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔
شرح جامع صغیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لکن قد تعلم باعلم اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا
و قد وجد نا ذٰلك لغیر واحد کما راینا جماعۃ
علموا متی یموتون و علموا ما فی الارحام
حال حمل المرأۃ وقبلہ۔

مگر خدا کے بتانے سے کبھی اوروں کو بھی ان پانچ چیزوں کا
علم ملتا ہے بے شک ایسے موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں
اور ہم نے متعدد اشخاص ان کے جاننے والے پائے ایک
جماعت کو ہم نے دیکھا کہ انہیں معلوم تھا کب مریں گے اور
انہوں نے عورت کے حمل کے زمانہ بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا
کہ پیٹ میں کیا ہے۔

علامہ علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ حدیث خمس لا یعلمھن
الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

فمن ادعی علم شئ منھا غیر مسند الیٰ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ۔

یعنی جو کوئی ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے اور اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ وَالسّلام کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور علیہ السلام کے بتائے سے مجھے یہ علم حاصل ہوا تو وُہ مدعی اپنے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔ اس سے روشن ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور ان سے جو چاہیں جسے چاہیں بتاتے ہیں۔

وللہ الحمد - پھر امام قرطبی نے شرح صحیح مسلم میں، علّامہ عینی اور علّامہ احمد قسطلانی نے شرح صحیح بُخاری میں ایسا ہی فرمایا۔ علّامہ ابراہیم باجوری شرح قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں :

لم یخرج صلّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وسلّم من الدنیا الا بعد ان اعلمه اللہ تعالیٰ بهٰذہ الامور (ای الخمسة)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی قدّس سرّہٗ اپنے مکتوبات جلد اوّل مکتوب سہ صد و دہم میں فرماتے ہیں :

"ہر علمِ غیب کہ مخصوص با دست سُبحانہٗ خاص رسل را اطلاع می بخشد"

یعنی جو علمِ غیب اللہ عزّوجل کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسُولوں کو اُس پر اطلاع بخشتا ہے۔

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی سُورہ جن کی تفسیر میں تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں :

"مطلع نمی کند بر غیبِ خاص خود ہیچکس را مگر کسے را کہ پسند می کند و آں کس رسُول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم اورا اظہار بر غیوب خاصۂ خود می فرماید۔"

یعنی اللّٰہ تعالیٰ اَپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ مگر اُس کو جسے اللّٰہ تعالیٰ پسند فرمائے اور وُہ رسُول ہو خواہ فرشتوں میں سے ہو خواہ انسانوں میں سے جیسے حضرت محمّد رسُول اللّٰہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اُس رسُول کو اَپنے خاص غیب پر مسلّط فرماتا ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ یہ پانچ چیزیں اللّٰہ تعالیٰ کے خاص غیب ہیں۔

اور حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہما اللّٰہ بیان فرماتے ہیں کہ اللّٰہ عزّ وجلّ اپنے محبُوب حضرت محمّد رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم و دیگر برگزیدہ رسُولوں کو اَپنے خاص غیوب پر مطلع فرماتا ہے۔

وللّٰہ الحمد ۔ اَب آپ کو انکار کی ہرگز گنجائش نہیں۔ مَیں نے قرآن پاک کی تفسیر اور حدیث کی شرح سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اللّٰہ عزّ وجل نے اپنے پیارے رسُول صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ان پانچ چیزوں کا بھی علم عطا فرمایا ہے۔ اَب آپ یہ بتائیے کہ کِس آیت پاک یا کِس حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ اللّٰہ عزّ وجل نے اَپنے پیارے رسُول صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

کو ان پانچ چیزوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُنیا سے وصال فرمانے سے قبل عطا نہیں فرمایا ہے؟

مولوی منظور صاحب : قرآن پاک میں ہے :

پہلی آیت ، اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۔ دُوسری آیت ، یَسۡئَلُوۡنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنۡهَا قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ۔ تیسری آیت ، یَسۡئَلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرۡسٰهَا فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِكۡرٰهَا ۔ چوتھی آیت یَسۡئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ۔

دیکھیے قرآن پاک کی ان آیات سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ہی قیامت کے وقت کا علم ہے ۔ اُس نے قیامت کے وقت کا علم کسی کو نہیں دیا ۔ تفسیر میں بھی یہی ہے ۔ یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ وَالسَّلام کے لیے ماکان ومایکون کا علم حاصل ہے کہ یہ شرک ہے ۔ یہ تو بڑی چیز ہے حضور کے لیے تو زمین کا علم محیط ثابت نہیں ہو سکتا اور نہ میں اسے مان سکتا ہوں ۔

(اس کے بعد بحث سے غیر متعلق باتوں میں وقت گزرا) (مرتب)

مولانا سردار احمد صاحب : آپ نے بیان کیا تھا کہ پانچ غیبوں کا علم اللہ عزّوجل نے کسی کو نہیں دیا ہے ۔ مَیں نے اس کے جواب میں اپنی تقریر میں ثابت کیا کہ اللہ عزّوجل نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ غیبوں کی اطلاع دی ہے ۔ اس کے جواب میں آپ نے وقتِ قیامت کے علم عطائی کی نفی میں یہ چار آیات پیش کی ہیں اور باقی چار چیزوں کے علم

عطا ہونے پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا گویا آپ نے پانچ غیبوں میں سے چار غیبوں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تسلیم کر لیا ہے۔ مگر آپ وقتِ قیامت کا علم عطا ہونے کے منکر ہیں۔ حالانکہ میں نے پہلے شروح حدیث وغیرہ سے بیان کیا تھا کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وقتِ قیامت کا بھی علم عطا فرمایا ہے۔ اس دفعہ پھر آپ نے آیاتِ کریمہ کا مطلب بیان کرنے میں مکر و فریب سے کام لیا ہے۔ کس آیتِ پاک یا حدیث شریف سے یہ صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزّ وجل نے حضور سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دنیا سے وصال فرمانے سے پہلے بھی وقتِ قیامت کا علم نہیں دیا۔ اگر آپ میں ذرا سی بھی سچائی ہے تو ایک آیت یا ایک صحیح حدیث اس پر پیش کیجیے! اس دفعہ آپ نے جو آیات پیش کی ہیں اُن میں سے پہلی آیت کے متعلق تفسیر صادی حاشیہ جلالین[1] میں

---

[1] تفسیر صادی میں آیت وما ادری مایفعل بی ولا بکم کی تحت میں لکھا ہے ماخرج صلّی اللہ علیہ وسلّم من الدنیا حتیٰ اعلمہ اللہ فی القرآن مایحصل لہ وللمؤمنین والکٰفرین فی الدنیا والاٰخرۃ اجمالاً وتفصیلاً یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خود حضور علیہ السلام و مؤمنین و کفار کے ساتھ جو کچھ دُنیا و آخرت میں معاملہ کیا جائے گا سب کا علم عطا فرمایا۔ اسی تفسیر میں آیت ومنھم من لم نقصص علیك کی تفسیر میں فرمایا ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لم یخرج من الدنیا حتیٰ علم جمیع الانبیاء تفصیلاً کیف لا وھم مخلوقون منہ وصلّوا خلفہ لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس ولکنہ من العلم المکتوم وانما ترك بیان قصصھم للامۃ رحمۃ بھم فلم یکلفھم الا بما یطیقون یعنی بیشک نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ تمام انبیاء کو تفصیلاً جان لیا اور کیونکر نہ تفصیلاً جانیں حالانکہ سب انبیاء علیہم السلام حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور سے پیدا ہیں اور سب نے حضور علیہ السلام کے پیچھے مسجد اقصیٰ میں شبِ معراج نماز پڑھی اور اُمّت کے لیے رحمت کی وجہ سے تمام انبیاء کے قصص نہیں بیان کیے پس اپنے اُمتیوں کو اتنی بات کا مکلف کیا جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں۔ اسی تفسیر میں آیت یسئلونك کانك حفیٌّ عنہا کی تفسیر میں ہے والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لم ینتقل من الدنیا حتیٰ اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاٰخرۃ فھو یعلمھا (بقیہ آگے)

لکھا ہے:

(قوله لا يعلمه غيره) والمعنى لا يفيد علمه غيره تعالىٰ فلا ينافى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يخرج من الدنيا حتّٰى اطلع علىٰ ما كان وما يكون وما هو كائن ومن جملته وقت الساعة -

یعنی وقت قیامت کو اللہ عزّ وجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس کے یہ معنے ہیں کہ وقتِ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عطا نہیں کرتا پس یہ قول (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا وقتِ قیامت کوئی نہیں جانتا) اس کے مخالف نہیں ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ جو کچھ ہُوا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب پر حضور علیہ السّلام کو مطلع فرمایا گیا اور اُس میں سے وقتِ قیامت بھی ہے -

اور دُوسری آیت کے متعلق اسی تفسیر صاوی میں ہے:

(بقیہ سابقہ) كما هى عين يقين لما وورد رفعت لى الدنيا فانا انظر فيها كما انظر الى كفى هذه وورد انه اطلع علی الجنة وما فيها والنار وما فيها وغير ذلك مما تواترت به الاخبار ولكن امر بكتمان البعض -

یعنی اس پر ایمان ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السّلام کو دُنیا و آخرت کے تمام غیبوں کا علم عطا فرمایا پس حضور علیہ السّلام دُنیا و آخرت کی تمام چیزوں کو عین یقین کی طرح جانتے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث میں وارد ہے کہ میرے لیے دُنیا اُٹھالی گئی پس میں دُنیا کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔ اور حدیث میں وارد ہُوا کہ حضور علیہ السّلام جنّت اور جنّت کی تمام چیزوں اور دوزخ اور دوزخ کی تمام چیزوں اور اس کے علاوہ اور چیزوں پر کہ جن پر اخبار متواتر ہیں مطلع

انها من الامر المکتوم الذی استاثر اللّٰہ بعلمه فلم یطلع عَلَیه احداً الا من ارتضاه من الرسل ۔

یعنی وقتِ قیامت ایسے پوشیدہ امر سے ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے علم کے ساتھ مختص ہے تو اللّٰہ تعالیٰ نے وقتِ قیامت پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا مگر جس کو رسُولوں سے پسند فرمالیا۔

اور تیسری آیت کے متعلّق اسی تفسیر میں لکھا ہے:

فلیس لك علم بها حتّٰی تخبرهم به وهٰذا قبل اعلامه بوقتها فلا ینافی انه صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لم یخرج من الدنیا حتّٰی اعلمه اللّٰہ بجمیع مغیبات الدُّنیا والاٰخرة ۔

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسُول تجھے وقتِ قیامت کا علم نہیں کہ تُو وقتِ قیامت کی اُن کو (وقتِ قیامت سے سوال کرنے والوں کو) خبر دے۔ یہ آیت حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کو وقت قیامت کا علم عطا ہونے سے پہلے کی ہے۔

پس یہ آیت بھی اس کے مخالف نہیں ہے کہ بیشک رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللّٰہ عزّ وجل نے حضور صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دُنیا و آخرت کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا:

چوتھی آیت کے متعلّق تفسیر صادی میں لکھا ہے:

ای لم یطلع عَلیها احد وهذا انّما وقت السوال

وَالافلم یخرج نبیّنا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من الدنیا حتّٰی اطلعہ اللّٰہ علیٰ جمیع المُغیبات وَ من جملتھا الساعۃ -

یعنی اللّٰہ تعالیٰ کے سوا قیامت پر کوئی مطلع نہیں اور یہ اطلاع نہ ہونا اُس وقت تھا جبکہ اہلِ مکّہ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا ورنہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم تو دُنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللّٰہ عزّ وجل نے حضور علیہ السّلام کو تمام غیبوں پر اطلاع بخشی اور اُن غیبوں میں سے قیامت بھی ہے۔ (لہٰذا حضور صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو وقتِ قیامت کا بھی علم ہوا)

وَللّٰہ الحمد - قرآن پاک کی جتنی آیات آپ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے وقتِ قیامت کے علم کی نفی میں پیش کی تھیں اُنہیں آیات کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اللّٰہ عزّ وجل نے رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وسلّم کو وقتِ قیامت کا علم بلکہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک بلکہ آخرت کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ اور اس سے شرک ہرگز لازم نہیں آتا ہے اس لیے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللّٰہ عزّ وجل کا علم غیر متناہی وغیر محدُود بالفعل وقدیم وممتنع التغیّر غیر مخلوق ہے۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کا علم متناہی ومحدُود بالفعل حادث وممکن التغیّر اور مخلوق ہے۔ شرک آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نزدیک لازم آتا ہے۔ اسی لیے تو حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کے لیے علم محدُود ماننے کو تم

شرک کہتے ہو جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ تمہارے نزدیک اللہ عزّوجل کا علم بھی محدود ہے۔ وَالعیاذ باللہ۔ آپ نے بیان کیا کہ "حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے زمین کا علم محیط ثابت نہیں ہو سکتا۔" جی ہاں آپ کے نزدیک تو شیطان کا علم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم شریف سے زیادہ ہے اسی لیے آپ کے نزدیک شیطان کے لیے زمین کا علم محیط ثابت ہے۔ اور شیطان کے علم کی یہ وسعت آپ کے نزدیک قرآنِ کریم کی آیاتِ قطعیہ یا احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے مگر چونکہ آپ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے فضل و کمال سے جلتے ہیں اسی اگر حضور علیہ السّلام کے واسطے زمین کا علم محیط قرآن و حدیث سے بھی ثابت کیا جائے تو اُسے آپ ہرگز نہیں مانتے بلکہ اُسے شرک بتاتے ہیں۔ آپ اور آپ کی تمام جماعتِ وہابیہ کے پیشوا براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۱ پر لکھتے ہیں:

"الحاصل[1] غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

دیکھیے آپ کے پیشوا جس علم کو شیطان کے لیے نصوصِ قطعیہ سے مان رہے ہیں۔ اسی علم کو اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک بتا رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اپنی دو رنگی چال کو ترک کیجیے، اور

[1] وہابیہ کے بارے میں الاستمداد میں ہے: علم اپنے مرشد شیطان کا ——— علم شاہ سے بڑھاتے یہ ہیں
[illegible]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین اور گستاخی کرنے سے توبہ کیجیے۔

مولوی منظور صاحب : آپ جو ہماری جماعت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور بے ادبی کا الزام دھرتے ہیں وُہ صحیح نہیں ہے۔ آپ نے کیا اپنے اعلیٰ حضرت کے ملفوظ میں ایک خواب کا تذکرہ نہیں دیکھا سُنیے اس میں لکھا ہے کہ :

" مولوی برکاتؔ احمد مرحوم کے انتقال کے دِن مولوی سیّد امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدس حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مشرف ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں عرض کی یا رسُول اللہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے "

اس خواب کو نقل فرمانے کے بعد آپ کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

" الحمد للہ یہ جنازہ مُبارکہ مَیں نے پڑھایا "

(ملفوظ حصّہ دوم صفحہ ۲۵)

اس خواب کے صاف معنے یہ ہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت اپنے گمان میں کی ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ - اس میں بے ادبی ہے ۔اِس خواب کا جواب دیجیے۔ آپ تو بس فاتحہ وغیرہ کے حلوے کھایئے اور فاتحہ کو جائز بتایئے اور بس منظور تو کم بخت ہے ، منظور کو فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب۔ (اور بحث سے

غیر متعلّق باتوں میں اپنا باقی وقت گزارا)   (مرتّب)

مولانا سردار احمد صاحب : قُل جاءَ الحق وزهق الباطل اِنَّ الباطل کان زهوقا

؎ حقیقت پر کبھی باطل کا جادُو چل نہیں سکتا
فریبِ مکر کے سانچے میں ایماں ڈھل نہیں سکتا

الحمدللہ کہ حاضرین پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آپکے پیشواؤں نے حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی شانِ اقدس میں کُھلی گستاخیاں کی ہیں اور آپ اُن کی صفائی میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اس دفعہ آپ نے نہایت مکر و خیانت سے کام لیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدّس سرّہٗ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ مَیں نے حضور علیہ السّلام کی امامت کی۔ یہ آپ کا صریح بہتان ہے بلکہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس بات پر شکریہ ادا کیا ہے کہ مَیں نے ایسے شخص کی نماز پڑھائی جو کہ رحمتِ مجسّم سیّدِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا موردِ الطاف ہے اور بے شک یہ بات قابلِ شکر ہے۔ اور حضور علیہ السّلام کے نمازِ جنازہ پڑھنے سے کہاں لازم آتا ہے کہ حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسی نماز میں شرکت فرمائی ہو تو حضور علیہ السّلام کا مقتدی ہونا لازم نہیں آتا ہے۔

حضور صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تو وہ شانِ عظیم ہے کہ جب تشریف لاتے ہیں تو امام بھی مقتدی ہو جایا کرتے ہیں۔ تو اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اُسی نماز میں شرکت فرمائی تو عالمِ ظاہر میں اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ امام تھے اور اعلیٰ حضرت کے امام عالمِ باطن میں حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی تھے۔

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مقتدی ہونے کا گمان آپ کے فسادِ قلب کی وجہ سے ہے۔ دیکھیے بے ادبی ذرہ ہے کہ آپ کے پیشوا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر علماء دیوبند سے اُردو سیکھنے کی تہمت رکھی ہے

براہینِ قاطعہ ص۲۶ پر آپ کے پیشوا لکھتے ہیں :

" ایک صالح فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ[1] ہوا ہم کو یہ زبان آگئی"۔

اور آپ کے اسی پیشوا کی مصدقہ کتاب تذکرہ الرشید جلد اول ص۴۶ پر ہے:

" ایک دن اعلیٰ حضرت[2] (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں، کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تُو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اِسکے مہمان علماء ہیں (یعنی دیوبندی مُلّے) اس کے مہمانوں کا کھانا مَیں پکاؤں گا"۔

کہیں ایسا خواب نقل کرتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

---

[1] وہابیہ کے بارے میں الاستمدادیہ میں لکھا ہے :
دیوبند والوں کے ملنے سے — اُردو شہ کو سکھاتے یہ ہیں — ان کے نبی کی اُستاذی کا — حق اُمت پر جتاتے یہ ہیں
اُف بے باکی شاہ سے اپنی — رو لی ٹیک پکواتے یہ ہیں ۔

[2] وہابیہ عموماً اعتراض کرتے ہیں کہ اہلِ سنت اپنے پیشوا مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ تذکرہ الرشید کی عبارت سے صراحۃً ثابت ہے کہ وہابیہ بھی حاجی صاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ تو سُنّیوں پر وہابیہ کا یہ اعتراض وہابیہ کے من گھڑت قاعدہ پر مبنی ہے کہ وہابیہ کے لیے جائز ہے اور سُنّیوں کے لیے ناجائز ۔

علماءِ دیوبند سے اُردو کلام سیکھا، کہیں یہ شائع کرتے ہو کہ حضورِ علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام علماءِ دیوبند کا کھانا پکانے والے ہیں۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ شرم کیجیے اور خدا عزّ وجل و رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خوف کیجیے اور وہابی مذہب سے توبہ کیجیے۔ آپ نے اس دفعہ عاجز ہو کر فاتحہ کی بحث شروع کر دی ہے۔ فاتحہ بے شک ایصالِ ثواب کا نام ہے اور ایصالِ ثواب احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ مگر تعجّب آپ کی جماعتِ وہابیہ پر ہے کہ فاتحہ گیارہویں کو ناجائز و حرام و بدعت بھی بتاتے ہیں اور اگر کہیں گیارہویں شریف یا فاتحہ کا حلوا ل جائے تو طباق کے طباق ہضم کر جاتے ہیں۔ سُننے میں آیا ہے کہ ضلع مُرادآباد میں ایک وہابی صاحب کے گھر فاتحہ کا حلوا مع طباق بھیجا گیا تو وُہ وہابی صاحب حلوا تو درکنار طباق بھی ہضم کر گئے۔ آپ کے نزدیک تو ہندوؤں کے تہوار ہولی، دیوالی کی پُوریاں اور کھیلیں درست ہیں۔ مگر محرّم کی سبیلیں اور امام عالی مقام سیدالشہداء حضرت حُسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ایصالِ ثواب کا شربت ناجائز و حرام ہے۔ دیکھیے آپکے گنگوہی صاحب کے فتوٰی رشیدیہ حصّہ دوم صہ ۱۱۹ پر ہے:

"ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں کھیلیں یا پُوری یا اور کچھ کھانا بطورِ تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا مُسلمانوں کو درست ہے۔"

اور آپ کے یہی گنگوہی صاحب اپنے فتاوٰی رشیدیہ حصّہ سوم صہ ۱۱۴ پر لکھتے ہیں:

”محرّم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السّلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگا کر شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دُودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔“

ہندو جس مٹھائی، کھانے، پُوری، کھیلوں پر وید پڑھیں وُہ آپ کے نزدیک شرعاً کھانا عینِ[1] روا ہے۔ مگر مُسلمان عاشورہ کو جس شربت یا دُودھ پر قرآن پاک کی تلاوت کر کے حضرت امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوحِ پُر فتوح کو اُس کا ثواب پہنچا ئیں، تو وُہ شربت اور دُودھ پلانا آپ کے نزدیک حرام ہو جاتا ہے۔ وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

بایں ہمہ وہابیہ کو جب وُہ شربت مل جائے تو گلاس کے گلاس چڑھا جائیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے کہ ”منظور تو کم بخت ہے اُسے فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب۔“

آپ اور دیگر وہابیہ واقعی آپ کے اقرار سے بھی کم بخت ہیں کہ امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ شریف کے دُودھ اور شربت پلانے کو حرام بتاتے ہیں۔ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نصیبِ بخت میں تو ہندوؤں کے تہوار دیوالی، ہولی، دسہرہ کی مٹھائی، پُوری، کھیلیں

---

[1] الاستمداد میں وہابیہ کے متعلق خُوب لکھا ہے:

ہولی دیوالی کا کھانا جائز	جی جی کر کے کھاتے یہ ہیں
شربت وآب سبیل محرّم	صاف حرام کہاتے یہ ہیں
نامِ امام نے آگ لگا دی	نجد کی ہولی جلاتے یہ ہیں

کچوریاں، حلوا، پراٹھا وغیرہ وغیرہ ہیں جن پر ہندو وید پڑھتے ہیں۔
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔
اپنی دو رنگی چال چھوڑ دیجیے، مسلمانوں کو دھوکا نہ دیجیے، اور وہابی مذہب سے توبہ کیجیے!

مولوی منظور صاحب: میں فاتحہ کو بدعت کہتا ہوں۔ اور محرّم کی سبیل لگانے اور محرّم میں دودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں۔ اور اس وجہ سے میں کم بخت ہوں تو میں ایسا کم بخت ہی اچھا ہوں۔ **"میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمّد رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بھی بھوکے مرا کرتے تھے جو حشر میرا وہ حشر اُن کا۔"** (والعیاذ باللہ)

◎

منظور کا شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گستاخی کرکے توبہ کرنے سے اِنکار اور مُناظرہ گاہ سے کھُلا فرار،

بے ادبی کے آخری الفاظ کو اس گستاخ بددین مناظرِ وہابیہ کی زبان سے سُن کر مجمع میں سخت ہیجان پیدا ہُوا۔ اور مجمع کی جانب سے فوراً مطالبہ ہُوا کہ تم شانِ رسالت میں توہین اور گستاخی سے پیش آتے ہو۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں گستاخیاں اور توہینیں کرتے ابھی تک تمہارا جی نہیں بھرا ہے۔ جلدی توبہ کرو۔

وہابیہ جن دو عرب صاحبان کو آج اپنے ہمراہ لائے تھے اُنہوں نے اور دیگر وہابیہ نے بھی مناظرِ وہابیہ کو توبہ کی طرف توجہ دلائی۔ مگر اس نے بار بار اصرار کے باوجود توبہ نہ کی، اور مجمع میں اس پر اشتعال پیدا ہوگیا اور جماعتِ وہابیہ رُسوائی کے ساتھ وقتِ مناظرہ ختم ہونے سے ایک گھنٹہ

مناظرِ وہابیہ منظور سنبھلی جیسے دریدہ دہن پر فقہائے اندلس کا **فتویٰ** زمانۂ گذشتہ میں بھی مسائلِ شرعیہ میں مناظرے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ مناظرہ کے درمیان میں ایک کٹ مُلّا مناظر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں توہین کی اور یہ کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یتیم تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زہد یعنی لذیذ کھانے نہ کھانا اضطراری و مجبوری کی حالت میں تھا اپنے اختیار سے نہ تھا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لذیذ کھانوں پر قدرت ہوتی تو کھایا کرتے۔ (والعیاذ باللّٰہ) فقہاءِ اندلس نے اُس کٹ مُلّا مناظر کی اس دریدہ دہنی پر قتل و سولی کا فتویٰ دیا۔ شیخ المحدثین مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ مدارج النبوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۵ میں فرماتے ہیں، " و ذکر کردہ است قاضی عیاض در شفاء ونقل کردہ است از شیخ تقی الدین سبکی در کتاب خود السیف المسلول کہ فقہاءِ اندلس فتویٰ دادند بقتل وصلب شخصے از متفقہ کہ استخفاف کرد در شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اثنائے مناظرہ و تسمیہ کرد او را بہ یتیم وگفت زہد وے ضروری بود و بالقصد واختیار نبود واگر قدرت بر طیبات می یافت میخورد انتہیٰ "۔ دیکھو جو ناپاک الفاظ اُس کٹ مُلّا مناظر نے بکے ویسے ہی بلکہ اُس سے زیادہ ناپاک اور گستاخانہ الفاظ مناظرِ وہابیہ مولوی منظور نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں بکے۔

قبل جُوتیاں چھوڑ کر میدانِ مناظرہ سے بھاگ نکلے۔ مناظرِ اہلسُنّت مولانا مولوی سردار احمد صاحب اور جو اُن کے ساتھ علماءِ کرام تھے وُہ اور مجمع اپنی جگہ پر قائم رہا۔ وہابیہ کے گندے مذہب پر مجمع میں لعنت و ملامت کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں اور مجمع پُکار پُکار کر کہہ رہا تھا کہ دیوبندی جماعت کے دِل میں حضورِ انور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی توہین کا جو جذبہ ہے جیسا کہ اُن کی کتابوں سے ظاہر ہوتا تھا آج اُن کی زبان پر آگیا اور ہم نے کانوں سے سُن لیا۔ مجمع وہاں سے کسی طرح نہ ہلتا تھا۔ واعظِ شیریں مقال جناب مولانا مولوی عبدالحفیظ صاحب نے حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے فضائل میں ایک مختصر تقریر فرمائی اور ساڑھے گیارہ بجے جلسہ کو صلوٰۃ و سلام پر ختم کر دیا۔ اہلسُنّت کو بتوفیقہٖ تعالیٰ اس مناظرہ میں جو روشن فتح ہوئی اسکی شان شُکل سے ملیگی۔

بانیِ مناظرہ کا فیصلہ

جو مناظرہ اکبری مسجد شہر کہنہ بریلی میں مولوی سردار احمد صاحب سُنّی گورداسپوری اور مولوی منظور صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان ۲۰ر محرّم سے ۲۳ر محرّم ۱۳۵۴ھ تک ہُوا۔ مَیں اس مناظرہ میں اوّل تا آخر موجود رہا۔ اور نہایت اطمینان اور غور کے سَاتھ مَیں نے فریقین کی تقریریں سُنیں۔ مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر جو وہاں موجود تھے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بیشک وہابیہ کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمانؔ میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین

اور کھلی گستاخی کی ہے اور مولوی سردار احمد صاحب اور دیگر علماء عرب وعجم نے اس توہین کی بنا پر تھانوی صاحب پر جو کفر کا فتوٰی دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ بلاشبہ مولوی سردار احمد صاحب حق پر ہیں اور مولوی منظور وکیل تھانوی صاحب باطل پر۔

یہ فیصلہ میں نے ان وجوہات سے کیا ہے :

۱۔ میرے اور فریق مقابل محمد شبیر کے درمیان یہ تحریری معاہدہ قرار پایا تھا کہ مناظرہ تھانوی صاحب کے کفر کے بارے میں ہوگا۔ اس کے باوجود مولوی منظور صاحب پہلے روز کسی طرح اس پر مناظرہ کرنے کے لیے تیار نہیں تھے جس سے میں نے بلکہ تمام حاضرین نے یہ نتیجہ نکالا کہ مولوی منظور صاحب اپنے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

۲۔ مولوی منظور صاحب نے حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کی جو تاویل پیش کی مولوی سردار احمد صاحب نے اُس کا کافی وشافی جواب دیا، مگر مولوی سردار احمد صاحب کے سوالات کے جوابات مولوی منظور نہ دے سکے۔

۳۔ مولوی منظور صاحب نے عاجز ہو کر اپنا اکثر وقت بحث سے خارجی باتوں میں گزارا۔

۴۔ مولوی سردار احمد صاحب کے مطالبہ پر مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر لکھی جس کا مطلب خود نہ سمجھ سکے آخر عاجز ہو کر مجمع کے سامنے

اپنی تحریر کاٹی اور کٹی ہوئی دستخطی تحریر مولوی سردار احمد صاحب کو دی۔

۵۔ مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہیں حالانکہ دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں اس معنی کو غلط ٹھہرایا ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا احتمال ضروری بتایا

۶۔ مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کا ہو تو کفر ہے حالانکہ صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب میں ایسا کو تشبیہ ہی کے لیے بتایا ہے۔

۷۔ مولوی اشرف علی صاحب نے بسط البنان میں بیان کیا کہ "اگر عبارت حفظ الایمان میں علمِ رسول کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم سے بعض وجوہ سے تشبیہ ہو ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے"۔ اور مولوی منظور نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو کفر ہے لہٰذا مولوی منظور کے اقرار سے مولوی اشرف علی کا کفر ثابت ہوا۔

۸۔ بعض اوقات مولوی منظور صاحب جواب سے عاجز آکر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتے۔

۹۔ حکیم عرفان علی صاحب کی نشست گاہ میں مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان کے متعلق ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ ان کا جواب دینا نہایت دشوار ہے۔

۱۰۔ مولوی منظور صاحب نے اصل بحث سے عاجز ہو کر علمِ غیب میں بحث شروع کر دی اس سے عاجز آئے تو فاتحہ میں۔

۱۱۔ صدر اہلسنّت اور صدر وہابیہ میں جب کبھی کسی معاملہ کے متعلق گفتگو ہوتی تو صدر وہابیہ اکثر لاجواب ہو کر بے چارگی کے عالم میں بیٹھ جاتے۔

اور میں نے اس مناظرہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ مناظر وہابیہ شانِ رسالت میں نہایت دریدہ دہن اور گستاخ ہے اِن وجوہ سے:

۱۔ پہلے روز مناظرِ وہابیہ نے کہا کہ عبارت حفظ الایمان میں خواہ ساری دُنیا توہین بتائے اور کفر ٹھہرائے مگر میں تسلیم نہیں کروں گا۔

۲۔ جب مولوی سردار احمد صاحب نے تقویۃ الایمان کی وہ ناپاک عبارتیں پڑھ کر سنائیں جس میں اولیاء کرام انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے تو مولوی منظور صاحب نے کہا کہ تقویۃ الایمان کی تمام عبارتیں قرآن و حدیث کا ترجمہ ہے۔ وَالعیاذ باللہ مِنْ ذٰلک۔

۳۔ مناظرہ سے عاجز ہو کر مولوی منظور صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں صریح گستاخی کی۔ جب توبہ کا مطالبہ ہوا تو مناظرِ وہابیہ اور جماعتِ وہابیہ پُشت پھیر جوتیاں چھوڑ کتابیں پھینک نہایت ذلّت و رُسوائی کے ساتھ بھاگ گئے۔ الغرض اور بھی متعدد وجوہ ایسے ہیں کہ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولوی سردار احمد صاحب حق پر ہیں اور مولوی منظور و دیگر وہابیہ باطل پر۔

——— بانی مناظرہ حامد یار خاں صدر انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی

مناظرہ کے اثرات

الحمد للہ کہ اس مناظرہ میں حضرت حق جلّ مجدہٗ نے اہلِ حق کو عظیم الشّان فتح عطا فرمائی اور وہابیہ کو ایسی شرمناک شکستِ فاش نصیب ہوئی کہ زندگی بھر اسے نہ بھولیں گے۔ سینکڑوں ایسے اشخاص جو تذبذب میں تھے اس مناظرہ کی بدولت وہابیہ کے گندے عقائد پر مطلع ہو کر وہابیہ کے گندے مذہب پر نفریں کرنے لگے اور مذہب مہذّب اہلسُنّت وجماعت میں داخل ہو کر سرکارِ دو عالم نُورِ مجسّم حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سچّے غلام اور فدائی بن گئے مولوی منظور نے اپنے کو حنفی سُنّی ظاہر کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کی ایمان جیسی بے بہا دولت پر مارِ آستین کی طرح اپنا کفری زہریلا ڈنک مارنا چاہا مگر قدرت کو نامنظور ہُوا اس مناظرہ میں قدرت نے ہزاروں کے سامنے مولوی منظور کی وہابیت اور دو رنگی چال کا پردہ علانیہ کھول دیا۔ ہندوستان بھر میں مولوی منظور کا شانِ رسالت میں گُستاخ ہونا اخباروں کے ذریعے مشتہر ہو گیا۔ اس مناظرہ کے بعد عام مُسلمانوں خصُوصًا مُسلمانانِ بریلی کی نظروں میں جس قدر مولوی منظور حقیر و ذلیل ہے وُہ ظاہر ہے مدرسہ وہابیہ کے بعض طلباء بلکہ بعض مدرسین نے کہا اور کہتے ہیں کہ مولوی منظور مناظرہ کرنے کے قابل نہیں اگر مولوی منظور یا دیگر وہابیہ جو اس مناظرہ میں موجود تھے اُن میں ذرّہ برابر حیا ہو گی تو اہلسُنّت سے کبھی مناظرہ کا نام نہیں لیں گے بلاشبہ اس مناظرہ کی فتح کا سہرا مناظرِ اہلسُنّت مولوی سردار احمد صاحب کے سَر رہا۔ وللہ الحمد۔ بریلی میں اس فتح کی

مُبارکبادی کے متعدّد اجلاس حضرت صدر الشریعت استاذنا مولانا مولوی حکیم ابُو العلا امجد علی صاحب اعظمی رضوی صدر المدرّسین و مصنّف بہارِ شریعت کی زیرِ صدارت منعقد ہُوئے اس نمایاں کامیابی کی جو خوشی حضرت ممدوح کو حاصل ہُوئی قابلِ بیان نہیں اور خوشی کیوں حاصل نہ ہوتی کہ اُن کے شاگرد مولوی سردار احمد صاحب نے دہابیہ کے مایۂ ناز مناظر کو بے بس کر دیا۔

مُبارکبادی کے اجلاس

۱۔ حضرت صدر الشریعۃ مدظلہ کی جانب سے دار العلوم منظرِ اسلام محلہ سوداگراں میں جلسہ منعقد ہُوا۔ حضرت ممدوح نے مناظرِ اہلسُنّت مولانا سردار احمد صاحب و مولانا حبیبُ الرحمٰن صاحب و مولانا اجمل شاہ صاحب کی اَپنے دستِ مُبارک سے دستار بندی فرمائی اور پھولوں کے ہار پہنائے پھر مولوی عبد المصطفٰے صاحب بسمل اعظمی نے نظمِ تہنیت پڑھی اور دُعا پر جلسہ کا اختتام ہُوا۔

۲۔ دار العلوم اہلسُنّت منظرِ اسلام کی جانب سے آستانۂ عالیہ رضویہ پر جلسہ منعقد ہُوا اور دار العلوم کی جانب سے بھی فتحمند مناظر کی دستار بندی کی گئی اور مناظرِ اہلسنّت کو دار العلوم کی جانب سے عبا بھی نذر کی پھر مولوی بدر عالم صاحب بہاری نے خوش الحانی کے ساتھ نظم مُبارکبادی پڑھی اور دُعا پر جلسہ ختم ہوا

۳۔ جمعیّت طلباءِ خدّام الرّضا کی طرف سے آستانۂ عالیہ پر جلسہ منعقد ہوا مبارکبادی پیش کرنے کے بعد مولوی عبد السّلام صاحب بہاری نے نظم مُبارکبادی

پیش کرنے کے بعد مولوی عبد السّلام صاحب بہاری نے نظم مبارکبادی پڑھی اور پھولوں کی پتّیاں نچھاور کیں اور دُعا پر جلسہ ختم ہُوا۔

۴۔ محلّہ اعظم نگر میں جمعیّت خدّام المصطفٰے کی جانب سے نہایت عظیم الشّان جلسہ منعقد ہُوا۔

۵۔ جامع مسجد قلعہ میں نہایت اہتمام کے ساتھ جلسہ منعقد ہُوا مجمع اتنا کثیر تھا کہ ایک عرصہ سے کبھی اتنا اجتماع وہاں دیکھنے میں نہیں آیا ہر طرف سے مُبارکبادی کی صدائیں آرہی تھیں۔

۶۔ مرزا رفیق بیگ صاحب نے محلّہ گڑھی میں جلسہ منعقد کیا اور اس میں صدرالشریعۃ و مناظرِ اہلسنّت کی خدمت میں مُبارکبادی پیش کی گئی۔

۷۔ محلّہ کٹڑہ چاند خاں شہر کہنہ بریلی میں عظیم الشّان جلسہ منعقد ہُوا اور فائق صاحب کی نظمِ تہنیت اُس میں پڑھی گئی۔

اور بھی متعدّد اجلاس شہر میں مختلف محلّوں میں منعقد ہُوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی شاہ مفتی مُحمّد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ رضوی نوری سجادہ نشین آستانۂ عالیہ رضویہ ان ایّام میں ضلع بدایوں رونق افروز تھے مناظرہ میں اہلسُنّت کی فتح مُبین کی خبر فرحت اثر سُن کر حضرت ممدوح نے مناظرِ اہلسُنّت کو مندرجہ ذیل مکتوبِ مُبارکبادی تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا المکرّم عزیزِ محترم مولوی سردار احمد صاحب سلّمہٗ صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون و ادعیہ خلوص مشحون! فقیر اس فتح نمایاں کی مُبارکباد

دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعدائے دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہلِ باطل کا منہ کالا کرے، بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا، آپ کی جماعت قائم کردہ بحمدہ تعالیٰ بہت مفید و کارآمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہلسنّت کے لیے اس کا وجود مورث برکات و حسنات و قوت اہلسنّت و نکایت بدعت کا باعث ہوگا باذنہٖ تعالیٰ فقیر حاضرِ آستانہ ہونے پر خدا نے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کرے گا۔ والسلام

فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہٗ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

قاصد کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح نے اس خوش خبری کو سن کر فوراً فرمایا:

قد بدّ منظور (یعنی تحقیق بھاگا منظور) جسے دُقّ دِنّ منظور (یعنی منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا) بھی کہہ سکتے ہیں۔

عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی منظور کے فرار کی تاریخ ہے۔ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری نوری مدظلہ ان ایام میں علاج کی غرض سے علی گڑھ تشریف لے گئے تھے اور حضرت مولانا مولوی سید سلیمان اشرف صاحب پروفیسر علی گڑھ کالج کے ہاں رونق افروز تھے اہلسنّت کی فتح مبین کی خبر فرحت اثر سن کر جو مسرت حضرت ممدوح کو حاصل ہوئی، اُس کا اندازہ نہیں۔ مکتوب اور یکے بعد دیگرے دو تار مبارکبادی روانہ فرمائے

پھر علی گڑھ سے آکر حضرت ممدوح کی جانب سے جلسہ مُبارکبادی منعقد ہُوا، اور مناظرِ اہلسُنّت کو فتح کی دستارِ فضیلت پہنائی، شربت اور دُعا پر جلسہ کا اختتام ہُوا۔ بیرونجات سے بھی مُبارکبادی کے بہت سے خطوط آئے مگر بخوفِ طوالت درج نہ کیے گئے اور مُبارکبادی پیش کرنے والے حضرات کے صرف اسماءِ گرامی درج کیے گئے :

۱ - زین الاصفیا حضرت مولانا مفتی شاہ سیّد محمّد میاں صاحب قبلہ مارہروی مدظلہ
۲ - فاضل نوجوان حضرت مولانا مولوی حکیم سیّد آلِ مصطفٰے صاحب مارہروی ۳- حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی حکیم نعیم الدّین صاحب قبلہ مرادآبادی مدظلہ ۴- گُلِ گلزارِ غوثیت حضرت مولانا مولوی سیّد محمّد صاحب قبلہ محدّث کچھوچھوی زید مجدہٗ ۵۔ فخر المناظرین حضرت مولانا مولوی حافظ حشمت علی خاں صاحب قبلہ رضوی لکھنوی مدظلہ ۶ - مولانا مولوی محمّد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی ۷ - مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب علیگڑھی
۸ - مولانا مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب صدرالمدرّسین جامعہ اشرفیہ مُبارکپور
۹ - مولانا مولوی سُلیمان صاحب بھاگلپوری مدرّس مدرسہ اہلسُنّت، مُرادآباد -
۱۰ - واعظِ اسلام حضرت مولانا مولوی غلام رسُول صاحب رضوی بہاولپوری مدظلہ
۱۱ - حامیِ سُنّت حضرت مولانا مولوی سیّد احمد صاحب لاہوری ناظم حزب الاحناف مدظلہ
۱۲ - حضرت مولانا مولوی عبدالغنی صاحب قبلہ کانپوری مدظلہ ۱۳ - حضرت مولانا مولوی غُلام جیلانی صاحب اعظمی ۱۴ - مولانا سیّد عبدالقادر صاحب راندیری ۱۵۔ عالیجناب سیّد اسمٰعیل صاحب چتوڑی ۱۶ - مولانا مولوی قاضی شمس الدّین احمد صاحب جونپوری مدرّس مدرسہ اہلسُنّت مرادآباد ۱۷ - مولانا مولوی رفاقت حسین صاحب بہاری

صدر المدرسین مدرسہ جائس رائے بریلی - ۱۸- مولانا مولوی حافظ محبوب علیخاں صاحب لکھنوی ۱۹- مولانا مولوی محمدؐ یوسف صاحب قبلہ فقیہ شافعی بھیڑوی ۲۰- مولانا مولوی محمدؐ محسن صاحب فقیہ شافعی بھیڑوی صدر مدرس مدرسہ جامع مسجد بمبئی ۲۱- مولانا مولوی حکیم شمس الہدیٰ صاحب اعظمی ۲۲- مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب اعظمی جے پوری ۲۳- مولانا مولوی محمدؐ ابراہیم صاحب سمستی پوری ۲۴- مولوی سلامت اللہ صاحب دہلوی ۲۵- جناب صوفی منسوب احمد خاں صاحب شاہجہانپوری ۲۶- جناب مولانا عبدالحق صاحب پیلی بھیتی ۲۷- جناب مولوی انوار الحق صاحب پیلی بھیتی ۲۸- جناب چودھری محبت علی صاحب امرتسری ۲۹- جناب چودھری فضل الٰہی صاحب گورداسپوری ۳۰- جناب عنایت محمدؐ خاں صاحب غوری رضوی فیروز پوری ۳۱- جناب سلیم الدین صاحب قاضی جودھپور-

مرتبہ: فقیر محمدؐ حامد فقیہ شافعی اشرفی
ابن حضرت حامی سنت مولانا مولوی شاہ محمدؐ یوسف صاحب فقیہ شافعی اشرفی
ساکن بھیڑوی ضلع تھانہ علاقہ بمبئی مقیم بریلی شریف-

کروروں درود

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

تم ہو شفائے مرض خلقِ خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود

خلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا تم پہ کروروں درود

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رسل کے امام
نوشۂ ملکِ خدا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

لاکھوں سلام

مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درُود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس وشق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بےکس و بےنوا پر درُود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درُود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بےحد درُود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بےحد درُود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درُود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

شافعی، مالک، احمد، امامِ حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

بےعذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سُنّت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نطق الہلال بارخ ولا الحبیب والوصال

سنہ ۱۳۱۷ھ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

تاریخ ولادت با سعادت ووصال مبارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج: مولانا محمد جلال الدین قادری

تقدیم: پروفیسر محمد مسعود احمد

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ مصطفیٰ آباد فیصل آباد

رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

سوانح و سیرت پر

سکولوں اور کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس کے طلبا و طالبات

کے لیے ایک جامع اور بہترین

سیرت کوئز

(مکمل)

نسب شریف سے ہجرت تک

حصہ اول

محمد صدیق ہزاروی

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ مصطفیٰ آباد فیصل آباد

۷۸۶
۹۲

اُھو الواحد القہار

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

مخالف جس قدر چاہیں کریں کوشش گھٹانے کی
قیامت تک رہے گا بول بالا اہلسنت کا

الحمدللہ اہلسنت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں کتاب لاجواب

قہرِ خداوندی
بر
دھماکۂ دیوبندی

از قلم باطل شکن

ضیغمِ اہلسنت صمصام المناظرین، مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی،
خلیفہ مجاز امامِ اہلسنت محدثِ اعظم و خلیفہ مجاز تاجدارِ اہلسنت سیدنا مفتی اعظم قدس سرھما

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ مصطفےٰ آباد فیصل آباد

حق باھُو

شرحِ ابیاتِ باھُو

حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد حسین ساجد الہاشمی

ایم۔ اے

ناشر

مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ

محلہ مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ، فیصل آباد

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
احمد